يٰبني آدم لا يفتننكم الشيطٰن كما أخرج أبويكم من الجنة ينزع عنهما لباسهما ليريهما سوآتهما
إنه يرٰكم هو وقبيله من حيث لا ترونهم إنا جعلنا الشيٰطين أولياء للذين لا يؤمنون

شیاطین کی شرارتوں اور ان سے حفاظت کے
طریقوں سے متعلق جامع رسالہ

حِفظُ الاِنسانِ عَن مَحَاضِرِ الشَّیطانِ

المعروف بہ

شیاطین سے حِفاظت

آیاتِ قرآنیہ اور احادیثِ نبویہ علیٰ صاحبہا الصلاۃ والتحیہ کا
ترجمہ اور ضروری تشریحات، شیاطین کے حملوں اور مکاریوں
سے بچنے کے لئے مقدس وظائف اور ضروری تدبیریں۔



تالیف
حضرت مولانا مفتی محمد عاشق الٰہی بلندشہری

زمزم پبلشرز
نزد مقدس مسجد - اردو بازار - کراچی
فون: ۷۷۲۵۶۷۳

یبنی آدم لا یفتننکم الشیطان کما اخرج ابویکم من الجنۃ ینزع عنھما لباسھما لیریھما سواتھما انہ یرٰئکم ھو وقبیلہ من حیث لا ترونھم انا جعلنا الشیاطین اولیاء للذین لا یؤمنون

شیاطین کی شرارتوں اور ان سے حفاظت کے طریقوں سے متعلّق جامع رسالہ

حفظ الانسان عن محاضر الشیطان

المعروف بہ

شیاطین سے حفاظت

آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ علی صاحبہا الصلاۃ والتحیہ کا ترجمہ اور ضروری تشریحات، شیاطین کے حملوں اور مکاریوں سے بچنے کے لئے مقدس وظائف اور ضروری تدبیریں۔

تالیف

حضرت مولانا مفتی محمد عاشق الٰہی بلند شہری مہاجر مدنی

ناشر

زم زم پبلشرز نزد مقدس مسجد، اردو بازار کراچی۔ فون : 7725673

کتاب کا نام .... شیاطین سے حفاظت
اشاعت اول .... مئی ۱۹۹۸ء، مطابق محرم ۱۴۱۹ھ
باہتمام .... محمد رفیق عبد المجید
کمپوزنگ .... فاروقِ اعظم کمپوزرز

ناشر

زم زم پبلشرز

شاہ زیب سینٹر گوالی لائن نمبر ۳، نزد مقدس مسجد
اردو بازار کراچی۔ فون : 7725673

دیگر ملنے کے پتے

- دار الاشاعت، اردو بازار۔ کراچی
- مکتبہ برہان، اردو بازار۔ کراچی
- علمی کتاب گھر، اردو بازار۔ کراچی
- درخواستی کتب خانہ، بنوری ٹاؤن
- یونائیڈ بک کارپوریشن، اردو بازار۔
- اقبال نعمانی، آفیسر کالونی گارڈن
- صدیقی ٹرسٹ، نزد لسبیلہ چوک۔ کراچی

فون : ۷۲۲۴۲۹۲

- مکتبہ سید احمد شہیدؒ اردو بازار۔ لاہور
- مکتبہ رحمانیہ، اردو بازار۔ لاہور
- ادارہ اسلامیات، ۱۹۰، انار کلی۔ لاہور
- مکتبہ مکیہ، مکی مسجد ۲۲ علامہ اقبال روڈ۔
- بیت القرآن، اردو بازار۔ کراچی
- اسلامی کتب خانہ علامہ بنوری ٹاؤن۔
- مدرسہ بیت العلم، گلشن اقبال۔ کراچی

فون : ۴۷۲۱۸۶ ۔ ۴۶۳۰۶۸

فہرست مضامین

صفحہ	عنوان
۳۱	❖ بنی آدم کو تنبیہ کہ شیطان کے فتنہ سے ہوشیار رہیں
۳۳	❖ شیطان کفر و شرک و معاصی کو مزین کر کے پیش کرتا ہے
۳۳	❖ شیطان کے قدم بقدم نہ چلو
۳۴	❖ شیطان دوزخ میں جانے کی دعوت دیتا ہے
۳۵	❖ شیطان شرک کراتا ہے جھوٹے وعدے کرتا ہے
۳۷	❖ تغییر خلق اللہ
۳۷	❖ گودنا سبب لعنت ہے
۳۷	❖ ڈاڑھی مونڈنے کا وبال
۳۸	❖ خصی کرنے والا ہم میں سے نہیں ہے
۳۹	❖ شیطان آرزوئیں دلاتا ہے
۴۰	❖ اللہ تعالیٰ کے لئے اولاد تجویز کرنے کا شرک
۴۲	❖ شیاطین کا آسمانی خبریں چرانا
۴۳	❖ بعض جنات کا مسلمان ہونا
۴۴	❖ کاہنوں کا اور شیطانوں کا جوڑ
۴۵	❖ شیاطین کی حاضری اور ان کے وساوس سے اللہ کی پناہ مانگنا
۴۸	❖ قرآن مجید کی تلاوت کرنے سے پہلے اعوذ باللہ پڑھنے کا حکم
۴۹	❖ شیطان کا قابو کن لوگوں پر ہوتا ہے
۵۰	❖ قیامت کے دن جن وانس سے اللہ تعالیٰ شانہ کا خطاب
۵۳	❖ قیامت کے دن شیطان کا بیزاری ظاہر کرنا اور اپنے ماننے والوں کو بیوقوف بنانا
۵۴	❖ قریش مکہ کے مشورہ میں شیطان کا شریک ہونا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کرنے کا مشورہ دینا

صفحہ	عنوان

باب دوم

عنوان	صفحہ
❖ نماز میں اِدھر اُدھر دیکھنا شیطان کا حصہ ہے	۹۲
❖ عامۃ المسلمین اور مسجد اور جماعت کو پکڑے رہو کیونکہ شیطان انسان کا بھیڑیا ہے	۹۳
❖ جو صحابہ سے کٹا وہ اسلام سے ہٹا	۹۴
❖ مسجد میں باجماعت نماز ادا کرنے کی اہمیت	۹۶
❖ شیطان نماز کی صفوں میں گھس جاتا ہے	۹۶
❖ شیطان نماز کے بعد کی تسبیحات بھلا دیتا ہے	۹۷
❖ سونے والے کی گدی پر شیطان کا گرہ لگا دینا	۹۹
❖ جو صبح کی نماز کو نہ اٹھے اس کے کان میں شیطان پیشاب کر دیتا ہے	۱۰۰
❖ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا ایک واقعہ	۱۰۱
❖ آفتاب شیطان کے سینگوں کے درمیان نکلتا ہے	۱۰۲
❖ انسان کو جمائی آئے تو شیطان ہنستا ہے اور اس کے منہ میں داخل ہو جاتا ہے	۱۰۴
❖ چھینک اور جمائی کے آداب	۱۰۵
❖ خواب میں شیطان کا پریشان کرنا	۱۰۶
❖ خواب کے آداب	۱۰۷
❖ خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت حق ہے	۱۰۸
❖ شیطان رات کو گھروں میں رہنے اور ساتھ کھانا کھانے کی تلاش میں رہتا ہے	۱۰۹
❖ جس کھانے پر بسم اللہ نہ پڑھی جائے اس میں شیطان کو کھانے کا موقعہ مل جاتا ہے	۱۱۱
❖ کھانے کے شروع میں بسم اللہ پڑھنے کی اہمیت	۱۱۱

عنوان	صفحہ
❖ کھانے کے بعض آداب	۱۱۲
❖ شیطان کا گھر میں بستر میں رہنا	۱۱۴
❖ جماع کے وقت دعا پڑھ کر اولاد کو شیطان سے محفوظ کریں	۱۱۵
❖ تنہائی مین جب غیر محرم کے ساتھ کوئی عورت ہوتی ہے تو وہاں تیسرا شیطان بھی ہوتا ہے	۱۱۷
❖ شیطان کی شرارتوں سے محفوظ رہنے کے لئے چند نصیحتیں	۱۱۸
❖ گھر سے باہر شیطان سے محفوظ رہنے کی دعاء	۱۲۳
❖ مسجد میں داخل ہونے کی دعاء اور شیطان سے حفاظت	۱۲۴
❖ مسجد اور بازار کو جانے والوں میں فرق	۱۲۷
❖ ظالم قاضی کے ساتھ شیطان رہتا ہے	۱۲۸
❖ عورت باہر نکلتی ہے تو شیطان تکنے لگتا ہے	۱۳۰
❖ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر کا واقعہ	۱۳۲
❖ قضا نماز کو ادا کرنے کے مسائل	۱۳۵
❖ سفر میں شیطان کا ساتھ ہونا	۱۳۶
❖ تنہا مسافر شیطان ہے	۱۳۸
❖ گھنٹیاں شیطان کے باجے ہیں	۱۴۰
❖ شیطان مسلمانوں کو آپس میں لڑواتا ہے	۱۴۳
❖ مسلمان کی طرف ہتھیار اٹھانا	۱۴۶
❖ مسلمان پر ہتھیار اٹھانا	۱۴۶
❖ ایک مسلمان کے قتل کی سزا	۱۴۷
❖ میاں بیوی میں جدائی کرادینا شیطان کو سب سے زیادہ محبوب ہے	۱۴۸
❖ بدگمانی کے وسوسے ڈالنا شیطان کا کام ہے	۱۵۰

عنوان	صفحہ

خاتمہ

آخری سطور ۱۹۹

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ

كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ

اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

اللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ

كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ

اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

مؤلف کی گذارش

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ الْاِنْسَ وَالْجَانَّ وَجَعَلَ مِنَ الْجِنِّ اَعْدَآءً لِّبَنِیْٓ اٰدَمَ ابْتِلَاءً لِّلْاِنْسَانِ فِیْمَا اُمِرُوْا بِهٖ مِنْ عِبَادَةِ الرَّحْمٰنِ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ اُرْسِلَ رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ وَهُدًی لِّلْاِنْسَانِ وَالْجَانِّ الَّذِیْ اَخْبَرَ عَنْ طُرُقِ اِغْوَاءِ الشَّیْطَانِ وَبَیَّنَ الطُّرُقَ الَّتِیْ یَحْتَفِظُ بِهَا النَّاسُ مِنْ مَّكَائِدِ عَدُوِّهِمْ وَنَبَّهَ عَلٰی مَا یَبْتَعِدُ بِهِ الشَّیَاطِیْنُ مِنْ اَدْعِیَةِ الْحَدِیْثِ وَاَذْكَارِ الْقُرْاٰنِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهِ الَّذِیْنَ قَامُوْا بِدِعَایَتِهٖ فِی الْبَوَادِیْ وَالْعُمْرَانِ۔

امابعد! خالق کائنات جل مجدہ کی مخلوق میں انسان بھی ہیں اور جنات بھی دونوں کو ثقلین کہا جاتا ہے۔ انسان کی تخلیق سے پہلے زمین پر جنات بستے تھے۔ حضرت آدم علیہ السلام سب سے پہلے انسان ہیں ابو البشر ہیں ان کی تخلیق جنات کی تخلیق سے کتنے زمانے کے بعد ہوئی۔ اللہ تعالیٰ شانہ اس کو جانتا ہے، دونوں جماعتوں کے بارے میں سورۂ ذاریات میں فرمایا ہے:

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ﴾

"اور ہم نے جن اور انسان کو صرف اس لئے پیدا کیا کہ میری عبادت کریں"۔

سورۂ رحمٰن میں دونوں کی اصلیت یعنی مادہ تخلیق بتاتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

﴿خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ وَخَلَقَ الْجَانَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ﴾

”اسی نے انسان کو ایسی مٹی سے پیدا کیا جو ٹھیکرہ کی طرح بجتی تھی اور جنات کو خالص آگ سے پیدا کیا“۔

انسان سے پہلے جنات دنیا میں بستے تھے چونکہ ان کی تخلیق آگ سے ہے اس لئے ان میں شر غالب ہے، دنیا میں انہوں نے بڑا فساد مچا رکھا تھا، جب اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں زمین میں خلیفہ بنانے والا ہوں تو انہوں نے جنات پر قیاس کر کے عرض کیا:

﴿اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَآءَ﴾

”کیا آپ اس میں ایسی مخلوق پیدا فرمائیں گے جو اس میں فساد کرے گی اور خون بہائے گی“۔

اللہ جل شانہ نے فرمایا:

﴿اِنِّىْۤ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ﴾

”بلاشبہ میں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے“۔

اللہ تعالیٰ نے جب حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو اول مٹی سے ان کا پتلا تیار فرمایا، یہ پتلا ابھی بغیر روح وجان کے پڑا ہوا تھا کہ ابلیس اس کے پاس پہنچا، اس کو دیکھا بھالا دیکھتے دیکھتے نظر آیا کہ وہ اندر سے خالی ہے جب خالی نظر آیا تو اس نے سمجھ لیا کہ یہ ایسی مخلوق پیدا کی گئی ہے جسے اپنے اوپر قابو نہ ہوگا۔ صحیح مسلم میں ہے:

﴿فَلَمَّا رَاٰهُ اَجْوَفَ عَرَفَ اَنَّهٗ خَلْقٌ لَّا يَتَمَالَكُ﴾

ابلیس بھی جنات میں سے تھا جس کی تصریح سورۂ کہف میں فرمادی ہے:

﴿كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ﴾

علماء نے فرمایا کہ جیسے آدم علیہ السلام ابوالبشر یعنی تمام انسانوں کے باپ ہیں اسی

طرح ابلیس ابو الجن ہے یعنی بنی نوع جن کا باپ ہے، یہ بھی اوپر کہیں عالم بالا میں فرشتوں کے ساتھ مشغول عبادت رہتا تھا۔ لیکن چونکہ طبیعت میں شرارت تھی اس لئے حضرت آدم علیہ السلام کے پتلے کو جاکر دیکھا اور اس کے چاروں طرف چکر لگایا پتلا دیکھ کر کہنے لگا ارے یہ تو خالی ہے، اگر اس سے مقابلہ کرنا پڑا تو آسانی سے قابو میں آجائے گا۔ غور کرنے کی بات ہے ابھی تو اس نئی مخلوق میں جان بھی نہیں ڈالی گئی ابھی سے جوڑ توڑ لگانے اور یہ سوچنے کی ضرورت کیا تھی کہ اس مخلوق سے مقابلہ پڑگیا تو اس سے نمٹنا ہوسکے گا یا نہیں یہ بات اس کی فطری شرارت کو بتاتی ہے۔ چنانچہ اس کی اس شرارت اور کج روی کا بالآخر اس وقت مظاہرہ ہو ہی گیا جب اللہ تعالیٰ شانہٗ نے آدم میں روح پھونکنے کے بعد سجدہ تعظیمی کرنے کا حکم دیا۔ فرشتوں نے تو سجدہ کرلیا لیکن ابلیس نے نہ صرف یہ کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کو ماننے سے انکار کیا بلکہ الٹا کٹ حجتی پر اتر آیا اور اللہ تعالیٰ کے حکم ہی کو خلاف حکمت بتانے لگا اور کہنے لگا کہ مجھے آپ نے آگ سے پیدا کیا ہے اور اسے مٹی سے پیدا کیا ہے لٰہذا میں اس سے بہتر ہوں اور جو بہتر ہو وہ اپنے سے کم تر کو سجدہ کیوں کرے؟ جب اس نے اللہ تعالیٰ کے حکم کو نہ مانا اور بغاوت پر اتر آیا اور اللہ تعالیٰ پر اعتراض کرڈالا، تو اللہ تعالیٰ نے اسے ملعون اور مردود قرار دے دیا۔

اس پر اس نے یوں کہا کہ یہ جو آپ نے نئی مخلوق پیدا فرمائی ہے میں اس کی ذریت کو اپنے قابو میں کروں گا اور انہیں بہکاؤں گا، ابلیس کو دنیا میں اتار دیا اور حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی بیوی حضرت ہواء علیہا السلام بھی دنیا میں بھیج دیئے گئے۔ ابلیس نے اللہ تعالیٰ شانہٗ کی عزت کی قسم کھاکر کہا تھا کہ میں ان سب کو بہکاؤں گا اور گمراہ کروں گا، دنیا میں آکر وہ اپنی قسم کو بھولا نہیں وہ خود اور اس کی ذریت سب ہی انسانوں کی دشمنی پر تلے ہوئے ہیں انسان کا بچہ جیسے ہی پیدا ہوتا ہے اسی وقت سے شیطان کی دشمنی شروع ہوجاتی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

﴿فَيَسْتَهِلُّ صَارِخًا مِّنْ مَّسِّ الشَّيْطٰنِ﴾

"یعنی نومولود بچہ جیسے پیدا ہوتے ہی چیختا ہے یہ شیطان کے کچوکے کی وجہ سے ہوتا ہے"۔ (رواہ البخاری و مسلم)

انسان کی بھول اور غفلت دیکھو کہ وہ ایسے دشمن کی بات مانتا ہے جو کھلا ہوا دشمن ہے۔ ابلیس اور اس کی ذریت کے بہکانے اور ورغلانے سے انسان کفر بھی اختیار کرلیتا ہے اور مشرک بھی ہوجاتا ہے اور بڑے بڑے گناہوں کا ارتکاب کرلیتا ہے۔ شیاطین انسانوں کو کفرو شرک و گناہوں پر لگاتے ہیں بلکہ جس طرح ممکن ہو انسانوں کو تکلیف پہنچانے کے درپے رہتے ہیں جن کی تفصیلات احادیث نبویہ علی صاحبہا الصلاۃ والتحیہ میں وارد ہوئی ہیں۔

حضرت عیاض بن حمار المجاشعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا کہ:

خبردار! بیشک میرے رب نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تم کو وہ باتیں سکھاؤں جو آج اس نے مجھے سکھائی ہیں جن کو تم نہیں جانتے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہر وہ مال جو میں نے اپنے کسی بندہ کو عطا کیا ہے وہ حلال ہے اور بیشک میں نے اپنے بندوں کو پیدا کیا اس حال میں کہ وہ سب کے سب حنیف (اللہ کی طرف متوجہ رہنے والے) تھے ان کے پاس شیاطین آگئے سو انہوں نے ان کو دین سے ہٹادیا اور جو چیزیں میں نے ان کے لئے حلال کی تھیں وہ انہوں نے ان پر حرام کردیں اور شیاطین نے انہیں حکم دیا کہ وہ میرے ساتھ شرک کریں جس پر میں نے کوئی دلیل نازل نہیں کی۔

اور بلاشبہ اللہ نے زمین والوں کی طرف نظر فرمائی تو بجز اہل کتاب کے کچھ لوگوں کے سب کو بہت زیادہ مبغوض قرار دیا (کوئی بھی اس لائق نہ تھا جس سے اللہ تعالیٰ راضی ہو) اور اللہ تعالیٰ نے (مجھ سے) فرمایا کہ میں نے تمہیں بھیجا ہے تاکہ تمہیں

اور تمہارے ذریعہ لوگوں کو آزماؤں اور میں نے تمہارے اوپر وہ کتاب نازل کی ہے جسے پانی نہیں دھوسکتا تم اسے سوتے ہوئے اور جاگتے ہوئے پڑھو گے اور بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھ کو حکم دیا کہ میں کفار قریش کو جلادوں (یعنی ان میں جو کافر ہیں انہیں ہلاک کردوں) میں نے عرض کیا اے رب ایسا کرنے لگوں گا تو وہ میرے سر کو کچل دیں گے اور اسے روٹی بناکر رکھ دیں گے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم انہیں نکالو جیسے انہوں نے تمہیں نکالا اور ان سے جہاد کرو ہم ان کے مقابلہ میں تم سے جہاد کرائیں گے اور خرچ کرو، ہم تم پر خرچ کریں گے اور (ان کے مقابلے میں) لشکر بھیجو ہم عنقریب اس سے پانچ گنا لشکر بھیجیں گے۔ (یعنی تمہاری مدد کے لئے فرشتے بھیجیں گے) اور جو لوگ تمہاری فرمانبرداری کرتے ہیں انہیں ساتھ لے کر ان سے جہاد کرو جو تمہاری نافرمانی کریں۔ (مشکوۃ المصابیح صفحہ ۴۵۹ و ۴۶۰ صحیح مسلم صفحہ ۸۰ جلد ۲)

شیطان کی ہمیشہ کوشش رہتی ہے کہ لوگوں کو ورغلائے بہکائے گناہوں پر ڈالے اور نیک کاموں سے روکے، اپنے اس مقصد کے لئے وہ ہر طرح کی کوشش کرتا ہے اور جو لوگ اس کی کوششوں میں اسے ناکام کرنے کی محنتوں میں لگے رہتے ہیں ان کا وجود اسے بہت کھلتا ہے، دینی مدارس ان میں پڑھانے والے علماء اور فقہاء تیار کرنے والوں کا وجود اسے بہت ناگوار ہوتا ہے، وہ چاہتا ہے نہ مدرسے کھلیں نہ امت کے افراد علماء بنیں نہ فقہاء پیدا ہوں اور وجہ اس کی یہ ہے کہ اہل علم دین پھیلاتے ہیں نیکیوں اور برائیوں کی تفصیل سمجھاتے ہیں، نیکیوں کا حکم کرتے ہیں اور برائیوں سے روکتے ہیں اور گناہگاروں کو توبہ کرنے کی ترغیب دیتے ہیں۔ علماء اپنا کام کرتے ہیں تو شیطان کی کوشش فیل ہوجاتی ہے یا کمزور پڑجاتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

﴿فَقِيْهٌ وَّاحِدٌ اَشَدُّ عَلَى الشَّيْطٰنِ مِنْ اَلْفِ عَابِدٍ﴾

یعنی ایک "فقیہ" شیطان پر ہزار عابدوں سے زیادہ بھاری ہے اور اس کی وجہ یہ

ہے کہ عابد اپنی عبادت کے لئے بیٹھا رہتا ہے اس کی عبادت اس کے لئے فائدہ مند ہے اگر مخلص ہے تو قیامت کے دن اس کا ثواب پالے گا۔ شیطان کو اس کی عبادت ناگوار ہے لیکن اس سے شیطان کو ایسا کوئی خوف لاحق نہیں کہ وہ دوسروں کو شیطان کی کاٹ کرنے پر لگادے گا اور شیطان کی محنتوں کو فیل کرنے والے افراد اور رجال کار کے وجود میں آنے کا ذریعہ بن جائے گا۔ ہاں اگر کوئی شخص عابد بھی ہے عالم اور فقیہ بھی ہے تو اس کی تو بات ہی کچھ اور ہے اس کے مراتب بھی بہت بلند ہیں اس نے اپنے نفس کو بھی سنبھالا اور دوسروں کو راہ حق پر ڈالا اور شیطانی راہ پر چلنے سے بچایا اور جو عالم خود ہی ڈوبا ہوا ہو فرائض و واجبات کا تارک ہو وہ تو خود ہی شیطان کے چنگل میں آچکا ہے اس سے شیطان کیا ڈرے گا اور دبے گا۔ بعض اکابر نے یہاں یہ نکتہ نکالا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو لفظ "فقیہ" استعمال فرمایا (لفظ عالم نہیں فرمایا) اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ شیطان کی کوششوں کا توڑ کرنا ہر عالم کے بس کا کام نہیں ہے عالم بھی ہو فقیہ بھی ہو جو شیطان کے داؤ پیچ کو جانتا ہو ایسا شخص شیطان پر بھاری ہوتا ہے جو ہزار عبادت گذاروں سے زیادہ شیطان کے لئے مصیبت بنتا ہے۔

شیاطین کا طریقہ ہے کہ بنی آدم کو بہکانے اور ورغلانے اور ان کا ثواب کم کرنے یا ثواب سے محروم کرنے کے لئے ایک ہی طریقہ اختیار نہیں کرتے اہل علم کو علم کی راہ سے، جاہلوں کو جاہلانہ باتوں سے، جوانوں کو ان کی جوانی کے ابھار سے، اور بوڑھوں کو یہ امیدیں دلاکر کہ ابھی زندگی بہت باقی ہے، اور گناہگاروں کو یہ سمجھاکر کہ اس وقت تو گناہ کرلو بعد میں توبہ کرلینا، سب کی ریڑھ مارتے رہتے ہیں۔

عبادت کا ذوق رکھنے والوں کو شیطان بدعتوں پر ڈال کر ثواب کے کاموں سے دور رکھتا ہے۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ شیطان نے کہا کہ میں نے لوگوں کو گناہ کرواکے ہلاک کیا تو انہوں نے مجھے استغفار کے ذریعہ ہلاک کردیا (یعنی جب میں نے گناہ کروادیئے تو انہوں نے توبہ کرلی لہٰذا میری محنت بیکار ہوگئی) جب میں نے یہ

دیکھا تو ان کے لئے ایسی چیزیں نکال دیں جو خواہشات کے موافق یا خود ان کی اپنی تراشیدہ چیزیں ہیں۔ میں نے انہیں ان کے ذریعہ ہلاک کردیا وہ سمجھتے ہیں کہ یہ ثواب کے کام ہیں لہٰذا استغفار نہیں کرتے۔ (الترغیب والترہیب صفحہ۸۷، جلد۲)

دیکھی شیطان کی دشمنی کیسا حربہ استعمال کیا کہ لوگ گناہوں کو گناہ سمجھ کر کرتے ہیں تو توبہ کرلیتے ہیں اس سے شیطان اور اس کی ذریت کی محنتوں پر پانی پھرجاتا ہے اور ساری محنتیں اکارت چلی جاتی ہیں لہٰذا اس نے بدعتیں جاری کروا دیں (جو پورے عالم میں مختلف علاقوں میں مختلف طریقوں سے جاری ہیں) اب بدعتیں کرتے ہیں تو توبہ نہیں کرتے کیونکہ انہیں ثواب سمجھ کر کرتے ہیں چنانچہ بدعتوں کے بارے میں حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ:

﴿كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ﴾

"ہر بدعت گمراہی ہے"۔

جو لوگ بدعتوں کے خوگر ہیں وہ بدعتوں سے اتنا زیادہ مانوس ہوتے ہیں کہ ہزار سمجھاؤ بدعتوں کو چھوڑنے کے لئے تیار نہیں ہوتے ان کے سامنے حدیثیں بیان کرو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتیں بتاؤ کسی طرح سنّت پر آنے کو آمادہ نہیں ہوتے جیسے شیطان دیگر گناہوں کو مزیّن کرکے پیش کرتا ہے اسی طرح بدعتوں کو بھی مزین کرکے پیش کرتا ہے۔

شیطان ایمان کا بھی ڈاکو ہے بہت سے فرقے جو مدعی اسلام ہیں انہیں اس نے کفر پر ڈال رکھا ہے۔ بعض جماعتوں کو اس نے یہ بتایا کہ یہ قرآن وہ قرآن نہیں ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا تھا، اور یہ کہ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کافر تھے (العیاذ باللہ) اور بعض فرقوں کو یہ بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے امام کے اندر حلول کیا ہے (العیاذ باللہ) اور بعض لوگوں کو یہ سمجھایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث حجت شرعیہ نہیں ہیں اور بہت سے

لوگوں کو ختم نبوت سے انکار پر ڈال دیا اور بہت سے لوگوں کو یہ سمجھادیا کہ زمانہ آگے بڑھ گیا اسلامی تعلیمات پر اب عمل نہیں ہو سکتا (اَلعیاذ باللہ) یہ ان لوگوں کی باتیں ہیں جو اپنے کو ہندو، بڈھسٹ یہودی یا نصرانی نہیں کہتے اسلام کے مدعی ہیں لیکن پھر بھی کافر ہیں شیطان کے گھی کے چراغ جل گئے جب اس نے اسلام کے دعویداروں کو بھی کفر پر ڈال دیا۔

شیاطین کی حرکتوں اور انسانوں کو ورغلانے کی کوششوں اور محنتوں اور شرارتوں سے حفاظت کے طریقوں کے بارے میں تقریباً چالیس سال پہلے احقر نے ایک رسالہ لکھا تھا جس میں اس موضوع سے متعلّق احادیث شریفہ جمع کی تھیں، وہ رسالہ ملتان کے ایک ناشر کتب کو بھیج دیا تھا جو احقر کے دوست بھی تھے اور محسن بھی، انہوں نے رسالہ کی کچھ کتابت بھی کرائی تھی لیکن اس کے بعد وہ کتابت اور اصل مسودہ ان سے گم ہوگیا میرے پاس اس مسودہ کی تصویر یا کتابت شدہ شئی نہ تھا اس لئے دوبارہ لکھنا ضروری ہوا، درمیان میں اس کا ارادہ کیا کچھ لکھا بھی گیا، بعض احباب سے احادیث بھی نقل کرائیں لیکن ہر بار درمیان میں کام رہ گیا۔

تقریباً دو سال پہلے عزیزم مولوی احمد عبدالرحمٰن جامی ارکانی سلمہ کے تعاون سے پھر رسالہ لکھنا شروع کیا احادیث جمع کیں اور بڑی حد تک ترجمہ اور تشریح کا کام بھی ہوگیا لیکن نظر ثانی اور جگہ جگہ مضامین کی تکمیل رہ گئی کام پھر بھی مکمل نہ ہوا، آج کل جب کہ ۱۴۱۶ ہجری کے ابتدائی مہینے گذر رہے ہیں اللہ جل شانہ نے پھر قلب میں اس کی تکمیل کا داعیہ پیدا فرمادیا اور دیگر اشغال سے تھوڑا تھوڑا وقت نکال کر (کبھی فی اللیل کبھی فی النہار) اس کی تکمیل بھی ہوگئی اور نظر ثانی بھی۔ فَلِلّٰہِ الْحَمْدُ عَلٰی مَا اَلْھَمَ وَاَکْرَمَ وَاَنْعَمَ۔

الحمد للہ اب یہ رسالہ پہلے رسالہ کی بہ نسبت بہت زیادہ مفصل اور جامع ہے جو تین ابواب پر مشتمل ہے۔ پہلے باب میں متعدد آیات قرآنیہ مع ضروری ترجمہ و تشریح جمع کی گئی ہیں اور دوسرے باب میں جو بہت زیادہ مفصل ہے تقریباً پچاس

احادیث مع ترجمہ و تشریح درج ہیں جن میں شیاطین کی حرکتیں اور شرارتیں بتائی ہیں جو ایمانیات سے بھی متعلّق ہیں اور طہارت سے بھی، نماز سے بھی، سفر سے بھی اور حضر سے بھی، اور گھروں میں ساتھ رہنے اور کھانے پینے سے بھی، اور میاں بیوی کو لڑوانے سے بھی، اور ان کے علاوہ بہت سی چیزیں حیطہ تحریر میں آگئی ہیں، تیسرے باب میں شیاطین سے حفاظت کی تدبیریں اور طریقے اور پڑھنے کی چیزیں بتائی ہیں۔

اس رسالہ کا نام

"حِفْظُ الْاِنْسَانِ عَنْ مَحَاضِرِ الشَّیْطَانِ"

المعروف بہ

"شیاطین سے حفاظت"

تجویز کرتا ہوں۔

جو حضرات رسالہ ہٰذا سے مستفیض ہوں وہ احقر اور احقر کے والدین اور مشائخ، اور جو عزیز تلامذہ اس کی تسوید و تبییض میں معاون رہے ان سب کے واسطے دنیا و آخرت کی خیر کے لئے دعا فرمائیں۔

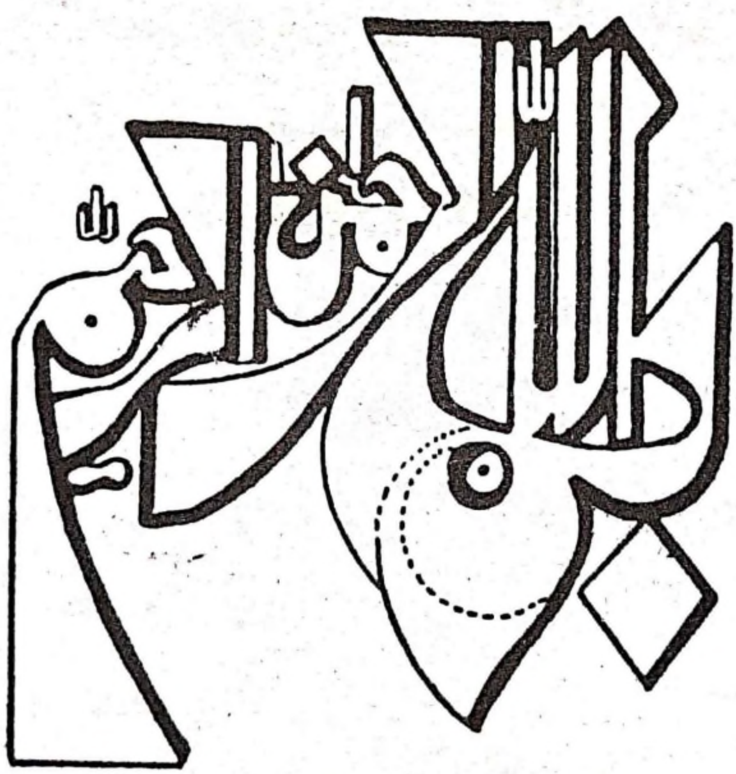
وباللہ التوفیق وھو خیر عون وخیر رفیق

العبد المحتاج الی رحمۃ ربہ

محمد عاشق الٰہی بلند شہری عفا اللہ عنہ

المدینۃ المنورہ

ربیع الاول ۱۴۱۶ ہجری


بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب اول

(جس میں آیات قرآنیہ مع ترجمہ و تشریح درج کی گئی ہیں)

حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی ذریت سے ابلیس کی دشمنی کی ابتداء

اللہ تعالیٰ کا فرشتوں کو حکم فرمانا کہ سجدہ کرو، ابلیس کی حکم عدولی اور بد تمیزی

سورۂ بقرہ میں فرمایا:

﴿وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ﴾

"اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ سجدہ کرو آدم کو، سو انہوں نے سجدہ کرلیا، لیکن ابلیس نے سجدہ نہ کیا، اس نے انکار کیا اور تکبر کیا اور وہ کافروں میں سے تھا"۔

سورۂ حجر میں فرمایا ہے:

﴿فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ۔ اِلَّآ اِبْلِيْسَ، اَبٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِيْنَ﴾

"حکم سن کر فرشتوں نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے سجدہ نہ کیا اس نے اس بات سے انکار کیا کہ وہ سجدہ کرنیوالوں میں شامل ہو"۔

اللہ جلّ شانہٗ نے جب اس سے سوال فرمایا کہ تو سجدہ کرنیوالوں کے ساتھ کیوں نہ ہوا اور تونے سجدہ کیوں نہ کیا۔ تو اس پر اس نے جواب دیا کہ:

﴿اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ﴾ (اعراف:۱۲)

"میں اس سے بہتر ہوں، مجھے آپ نے آگ سے پیدا کیا اور اس کو کیچڑ سے پیدا کیا"۔

ابلیس ملعون نے نہ صرف یہ کہ حکم کی تعمیل نہیں کی بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم کو غلط بتایا اور اعتراض کر بیٹھا کہ آپ نے افضل کو حکم دیا کہ غیرافضل کو سجدہ کرے یہ حکمت کے خلاف ہے۔ اس نے اپنے خیال میں آگ کو مٹی سے افضل سمجھا اس لئے جو آگ سے پیدا ہوا ہے اس کو بھی مٹی سے پیدا شدہ شخص سے افضل سمجھ لیا۔ آگ کو مٹی سے افضل سمجھنا ہی اول تو غلط ہے۔ آگ میں فساد زیادہ ہے صلاح کم ہے۔ اور مٹی میں سراپا خوبی ہے، جو نافع ہی نافع ہے۔ اور سب سے بڑی جو خوبی کی چیز مٹی میں ہے وہ تواضع اور فروتنی ہے، پھر کام کی چیزیں سب زمین ہی سے نکلتی ہیں انسانوں اور جنوں کے رہنے کی جگہ بھی زمین ہی ہے۔ پھل، میوے، غلے، ہرے بھرے باغ، کھیتیاں، سب زمین سے ہی پیدا ہوتی ہیں۔ اور بہت وجوہ سے مٹی کو آگ پر فضیلت حاصل ہے۔ پھر مؤمن بندے کا کام یہ ہے کہ وہ بات مانے حکم کی تعمیل کرے اگرچہ اپنی سمجھ کے خلاف ہی ہو ؎

زبان تازہ کردن باقرار تو
نیگختین علّت از کار تو

حکم عالی سن کر حجت نکالنا کبر اور نافرمانی ہے۔ اللہ جلّ شانہٗ نے سورۂ بقرہ میں فرمایا:

﴿اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ﴾

"یعنی ابلیس نے حکم ماننے سے انکار کیا اور تکبر کیا، اور وہ پہلے ہی سے اللہ کے علم میں کافروں میں سے تھا"۔

اور بعض مفسرین نے کان بمعنی صار بھی لیا ہے یعنی وہ اب اللہ تعالیٰ پر اعتراض کرکے کافر ہوگیا۔

جب ابلیس نے آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے انکار کردیا اور اللہ تعالیٰ کا حکم سن کر حجت بازی کی اور حکم الٰہی کو حکمت کے خلاف بتایا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو ملعون قرار دے دیا یعنی اپنی رحمت سے محروم کردیا۔ اور فرمایا:

﴿فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا يَكُونُ لَكَ اَنْ تَتَكَبَّرَ فِيْهَا فَاخْرُجْ اِنَّكَ مِنَ الصَّاغِرِيْنَ﴾

"کہ تو اس سے اتر تجھ کو کوئی حق نہیں کہ اس میں تکبر کرے سو نکل جا بے شک تو ذلیلوں میں سے ہے"۔

سورہ ص میں فرمایا:

﴿فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ وَاِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِيْ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ﴾

"کہ تو اس سے نکل جا کیونکہ بے شک تو مردود ہے، اور بیشک تجھ پر قیامت کے دن تک میری لعنت رہے گی"۔

جو شخص قیامت کے دن تک ملعون رہ گیا اس کے بعد اس پر رحمت ہو ہی نہیں سکتی پھر تو اس کے لئے دوزخ ہی دوزخ ہے۔ قال تعالی:

﴿لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ﴾

"میں تجھ سے اور جو ان میں سے تیرا ساتھ دے ان سب سے دوزخ کو بھردوں گا"۔

غرض کہ شیطان کو تکبر کھاگیا اور ہمیشہ کے لئے ملعون اور مدحور اور ذلیل و خوار ہو گیا۔ اس نے ملعون ہونا گوارا کیا لیکن حکم ماننا اسے منظور نہ ہوا۔ تکبر ایسی بری بلا ہے جو دنیا و آخرت میں متکبر کا ناس کھودیتی ہے۔

بعض لوگوں نے یہ سوال اٹھایا ہے کہ سجدہ کا حکم تو فرشتوں کو ہوا تھا۔ اور ابلیس جن میں سے تھا پھر اس نے سجدہ نہ کیا تو اس کا مواخذہ کیوں ہوا.....؟ یہ سوال غلط ہے کیونکہ سورۂ اعراف میں اس کی تصریح ہے کہ اس کو بھی سجدہ کرنے کا حکم تھا۔ کما قال تعالیٰ:

﴿مَا مَنَعَكَ اَنْ لَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ﴾

"تجھے کس چیز نے روکا اس بات سے کہ تو سجدہ کرے جب کہ میں نے تجھ کو حکم دیا"۔

اس تصریح کے بعد اصل سوال تو ختم ہوجاتا ہے۔ رہی یہ بات کہ اس کو بالاستقلال الگ سے حکم تھا یا فرشتوں کو جو حکم ہوا تھا (ان کے ساتھ رہنے کی وجہ سے) اس حکم کے عموم میں یہ بھی آگیا تھا یہ دونوں صورتیں ہوسکتی ہیں۔ والعلم عند اللہ العلیم۔

قرآن مجید سے اتنا معلوم ہوتا ہے کہ ابلیس عالم بالا میں رہتا تھا جب نافرمانی کی تو وہاں سے اترجانے اور نکل جانے کا حکم ہوا۔ وہاں اس کے اعمال واشغال کیا تھے اس کے بارے میں بعض صحابہ اور تابعین سے کچھ باتیں منقول ہیں، جو درمنثور میں (صفحہ ۵۰ جلد ا پر) لکھی ہیں۔

اس نے اپنا علم بے جگہ استعمال کیا اور غرور علم میں اللہ تعالیٰ پر اعتراض کردیا اور کفر اختیار کرکے مردود ہوگیا۔ اور اس سے پہلے جتنی بھی عبادت کی تھی سب اکارت ہوگئی ؂

مارا گیا شیطان ایک سجدہ کے نہ کرنے سے
ہزاروں برس سجدہ میں جو سر مارا تو کیا مارا

اللہ تعالیٰ کا حضرت آدم کو خطاب کہ ابلیس تمہیں جنت سے نہ نکالدے

جب ابلیس نے سجدہ کرنے سے انکار کردیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

﴿يٰٓاٰدَمُ اِنَّ هٰذَا عَدُوٌّ لَّكَ وَلِزَوْجِكَ فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقٰى﴾ (سورۂ طٰہٰ: ۱۱۷)

"اے آدم بلاشبہ یہ تیرا اور تیری بیوی کا دشمن ہے سو یہ ہرگز تم کو جنت سے نکلوا نہ دے پھر تم مصیبت میں پڑ جاؤ گے"۔

اور ابلیس نے قسم کھائی کہ میں آدم کی ذریت کا ناس کھودوں گا۔ سورہ بنی اسرائیل میں ہے کہ ابلیس نے کہا:

﴿لَاَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهٗٓ اِلَّا قَلِيْلًا﴾

"میں ضرور ضرور اس کی ذریت کو بجز تھوڑے سے لوگوں کے اپنے قابو میں کرلوں گا"۔

حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی بیوی کو جنت میں رہنے کا حکم اور ایک خاص درخت سے بچنے کی ہدایت

سورۂ بقرہ میں فرمایا:

﴿وَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝﴾

"اور ہم نے کہا کہ اے آدم! تم اور تمہاری بیوی جنت میں رہا کرو اور اس میں سے خوب اچھی طرح کھاؤ، جہاں سے چاہو۔ اور نہ قریب جانا اس درخت کے ورنہ تم دونوں ظلم کرنیوالوں میں سے ہوجاؤ گے"۔

اس آیت شریفہ میں یہ فرمایا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی بیوی کو جنت میں رہنے کا حکم دیا اور خوب بافراغت اچھی طرح کھانے کا کھلا اختیار دے دیا لیکن خاص کر ایک درخت کے بارے میں فرمایا کہ اس کے پاس نہ پھٹکنا۔ مقصد یہ تھا کہ اس میں سے مت کھانا لیکن بطور مبالغہ اچھی طرح اہتمام کے ساتھ اس سے بچنے کے لئے یہ فرمایا کہ اس کے پاس بھی نہ جانا اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ اگر تم نے اس میں سے کھالیا تو ظالموں میں شمار ہوجاؤ گے۔ اس سے دو طرح کا ظلم مراد ہوسکتا ہے۔ اول تو یہ کہ اس کے کھانے سے جو ممانعت کی خلاف ورزی ہوگی یہ گناہ ہوگا اور گناہ کرنیوالے کے لئے گناہ وبال ہے۔ وہ اس کی وجہ سے مستحق سزا ہے۔ دوم یہ کہ خلاف ورزی کرلوگے تو یہاں جن نعمتوں میں رہ رہے ہو سلب ہوجائیں گی اور یہاں سے نکلنا پڑے گا۔ اور یہ بھی اپنی جان پر ظلم ہوگا۔

حضرت آدم و حواء علیہما السلام کو شیطان کا بہکانا اور جنت سے نکالا جانا

سورۂ بقرہ میں فرمایا:

﴿فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيْهِ، وَقُلْنَا اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ﴾

"سو شیطان نے ان دونوں کو اس درخت کے ذریعہ سے لغزش دی، سو ان دونوں کو اس سے نکال دیا جس میں وہ تھے، اور ہم نے کہا کہ اتر جاؤ تم میں سے بعض، بعض کے دشمن ہوں گے۔ اور تمہارے لئے زمین میں ٹھہرنا ہے اور ایک زمانہ تک نفع حاصل کرنا ہے"۔

اللہ جلّ شانہٗ نے آدم علیہ السلام سے فرمادیا تھا کہ دیکھو، یہ ابلیس تمہارا دشمن ہے تم دونوں کو جنت سے نہ نکال دے یعنی جنت سے نکال دیئے جانے کا ذریعہ نہ بن جائے، ادھر شیطان نے بھی دشمنی پر کمر باندھ لی تھی اور حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی بیوی اور ان کی ذریت کو تکلیف پہنچانے کا پکا ارادہ کرچکا تھا۔ وہ اس تاک میں رہا کہ ان کو کسی طرح جنت سے نکلواؤں اور یہاں کی نعمتوں سے محروم کروں، اسے یہ معلوم تھا کہ ان کو ایک درخت کے کھانے سے منع فرمایا گیا ہے اگر کسی طرح ان سے اس ممانعت کی خلاف ورزی کرادوں تو ضرور ان پر عتاب ہوگا جو یہاں سے نکالے جانے کا سبب بنائے گا۔ چنانچہ اس نے حضرت آدم علیہ السلام سے کہا کہ دیکھو تم کو اس درخت کے کھانے سے اس لئے روکا گیا ہے کہ جو کوئی شخص اس درخت میں سے کھالے گا وہ ہمیشہ یہیں رہے گا۔ اور جو بادشاہی یہاں حاصل ہے اس میں کبھی ضعف نہ آئے گا، اور اس نے یہ بھی کہا کہ تم دونوں کو تمہارے رب نے اس درخت کے کھانے سے اس لئے روکا ہے کہ اس کو کھاکر فرشتے ہوجاؤ گے اور ہمیشہ زندہ رہو گے۔ سورۂ اعراف میں ہے کہ ابلیس نے دونوں کو خطاب کرکے یوں کہا۔

﴿مَا نَهٰكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِيْنَ﴾

اور سورۂ طٰہٰ میں ہے کہ ابلیس نے یوں کہا:

﴿ یٰٓاٰدَمُ هَلۡ اَدُلُّكَ عَلٰی شَجَرَةِ الۡخُلۡدِ وَمُلۡكٍ لَّا یَبۡلٰی ﴾

اور اس نے صرف معمولی طور پر ہی ترغیب نہیں دی، بلکہ دونوں میاں بیوی سے قسم کھاکر کہا کہ بے شک میں تمہارے لئے خیر خواہی کا مشورہ دینے والا ہوں۔ جیسا کہ سورۂ اعراف میں فرمایا ہے

﴿ وَقَاسَمَهُمَآ اِنِّیۡ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِیۡنَ ﴾

شیطان کے سمجھانے بجھانے اور قسم کھانے سے دونوں میاں بیوی نے اس درخت سے کھالیا جس سے منع فرمایا گیا تھا اور وہ ان کو فریب دے کر نیچے اتارنے میں کامیاب ہوگیا فَدَلّٰهُمَا بِغُرُوۡرٍ۔

اس درخت کو چکھنا تھا کہ جنت کے کپڑے ان کے تن سے جدا ہوگئے اور دونوں کی شرم کی جگہیں ایک دوسرے کے سامنے ظاہر ہوگئیں اب تو جنت کے پتے اپنے جسموں پر جوڑ جوڑ کر رکھنے لگے۔ جیسا کہ سورۂ اعراف اور طٰہٰ میں مذکور ہے۔ اللہ جلّ شانہٗ نے ان کو پکار کر فرمایا کہ میں نے تم کو اس درخت سے منع نہ کیا تھا اور کیا میں نے یہ نہ کہا تھا کہ بلاشبہ شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے۔ دونوں فوراً گناہ کے اقراری ہوئے اور مغفرت طلب کرنے لگے۔

چونکہ حضرت آدم و حواء کا ابتلاء اور امتحان مقصود تھا اس لئے ابلیس کو وسوسہ کے لئے داخلہ کا موقعہ دیا گیا۔ اور ایک احتمال یہ لکھا ہے کہ دروازہ کے قریب کھڑے ہوکر وسوسہ ڈالا۔ (لیکن یہ دونوں باتیں اس پر مبنی ہیں کہ وہ جنت سے نکالا گیا تھا اور ابھی زمین پر نہیں آیا تھا) ان کے علاوہ دوسرے اقوال بھی ذکر کئے گئے ہیں، جو بھی صورت ہو اس نے وسوسہ ڈالا اور بہکایا اور انہوں نے اس کی بات پر عمل کیا جس کی وجہ سے زمین پر آنا پڑا، تکوینی طور پر جو ان کو زمین پر بھیجنا اور خلیفہ بنانا پہلے سے طے تھا شیطان کا بہکانا اور ان کا درخت سے کھالینا زمین پر آنے اور رہنے بسنے کا سبب بن گیا۔

جب درخت کھانے کا واقعہ پیش آگیا تو اللہ جل شانہ، نے فرمایا کہ تم یہاں سے اتر جاؤ، زمین میں جاکر رہو، وہاں تم میں بعض بعض کے دشمن ہوں گے۔ اور زمین میں تم کو ٹھہرنا ہے اور ایک زمانہ تک نفع حاصل کرنا ہے۔ اس سے یا تو مراد ہے کہ آدم اور حوا اور ان کی ذریت کو قیامت تک دنیا میں رہنا ہے جس کا وقت مقرر ہے، یا یہ مطلب ہے کہ ان میں سے ہر شخص کو اپنی موت آنے تک زمین پر رہنا ہے اور تھوڑا بہت نفع حاصل کرنا ہے۔

﴿بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ﴾

"تم میں سے بعض بعض کے دشمن ہوں گے"۔

جو فرمایا اس سے بنی آدم کی آپس کی دشمنیاں بھی مراد ہو سکتی ہیں۔ اور یہ معنی بھی ہو سکتا ہے کہ شیطان تمہارا دشمن رہے گا اور تم اس کے دشمن ہوگے۔

حضرت آدم علیہ السلام کا توبہ کرنا اور توبہ قبول ہونا

سورۂ بقرہ میں فرمایا:

﴿فَتَلَقّٰٓى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ﴾

"اس کے بعد آدم نے اپنے رب سے چند کلمات حاصل کر لئے سو اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی، بے شک وہ خوب زیادہ توبہ قبول فرمانے والا ہے بڑا مہربان ہے"۔

حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی بیوی سے جو خطا ہوگئی اس کی وجہ سے انہیں بہت زیادہ ندامت تھی۔ اللہ جل شانہ، کی طرف سے ان کو چند کلمات بتائے گئے کہ ان کے ذریعہ توبہ کریں، یہ کون سے کلمات تھے بعض مفسروں نے فرمایا کہ سورۂ اعراف میں جو ان کی توبہ کے الفاظ مذکور ہیں وہی مراد ہیں یعنی:

﴿رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ﴾

"اے ہمارے رب ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اگر آپ نے ہماری مغفرت نہ فرمائی اور ہم پر رحم نہ فرمایا تو ضرور ضرور ہم خسارے والوں میں سے ہوجائیں گے"۔

ان الفاظ میں متکلم مع الغیر کا صیغہ استعمال فرمایا ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت آدم اور حضرت حوا علیہما السلام دونوں ہی نے مذکورہ الفاظ کے ذریعہ توبہ کی۔

اللہ تعالیٰ نے ان کو توبہ کے الفاظ بتائے انہوں نے توبہ کی اور اللہ تعالیٰ نے توبہ قبول فرمائی اللہ تعالیٰ بڑا کریم ہے۔توبہ کے الفاظ خود ہی القاء فرمائے اور ان کی توبہ قبول فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ وہ توبہ قبول فرمانے والا ہے اور بہت بڑا مہربان ہے، جب کبھی بھی کوئی شخص ندامت کے ساتھ رجوع کرے اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمائے گا۔

معافی اور مغفرت تو ہوگئی لیکن جنت میں واپس نہیں بسایا گیا کیونکہ تکوینی طور پر ان کو پہلے ہی دنیا میں بھیجنا اور خلیفہ بنانا طے تھا ان کے دنیا میں آنے کی وجہ سے بہت کثیر تعداد میں ان کی ذریت کے افراد مرد اور عوت ایمان اور ایمان صالح کی وجہ سے مستحق جنت ہوئے۔ یہ بنی نوع انسان کا بہت بڑا فائدہ ہوا۔ اگر وہ دونوں جنت ہی میں واپس کردیئے جاتے تو وہاں کی نعمتوں سے وہی منتفع اور متمتع رہتے اور اگر بالفرض وہاں اولاد ہوتی تو وہ اعمال صالحہ کی محنت اور گناہوں سے پرہیز کرنے کی مشقت کے بغیر ہی نعمتوں میں رہتی نعمتوں کی زیادہ قدر نہ ہوتی اپنی محنت سے جو چیز حاصل ہو اور دکھ تکلیف کے بعد جو نعمتیں ملیں ان کا مزہ اور کیف اور ہی ہوتا ہے۔ سورۂ بقرہ میں فرمایا:

﴿قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ

هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴾

”ہم نے کہا تم سب یہاں سے اتر جاؤ۔ پس اگر تمہارے پاس میری طرف سے کوئی ہدایت آئے سو جس نے میری ہدایت کا اتباع کیا تو ان پر کوئی خوف نہ ہوگا اور نہ وہ رنجیدہ ہوں گے اور جن لوگوں نے کفر کیا اور میری آیتوں کو جھٹلایا، یہ لوگ دوزخ والے ہیں یہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے“۔

اس سے معلوم ہوا کہ انسان اس دنیا میں صرف جینے اور کمانے کھانے اور ماں باپ بننے اور اولاد پالنے کے لئے نہیں آیا، اس کو یہاں دارالتکلیف میں بھیجا گیا ہے، اللہ تعالیٰ کے حکموں کا پابند کیا گیا ہے، اور یہ احکام اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں علیہم السلام اور کتابوں کے ذریعے پہنچتے رہے ہیں ان احکام پر عمل کرنا اسے واپس جنت میں لے جائے گا اور وہی مقام بلند اور برتر مل جائے گا جہاں سے اس کے ماں باپ آدم و حواء اس دُنیا میں آئے تھے جنت اپنے ماں باپ کی جگہ ہے۔ جہاں وہ گئے وہیں ان کی وفادار اولاد پہنچ جائے گی اور ہمیشہ وہاں رہے گی اور جو لوگ ان کے دین سے علیحدہ ہوئے انہیں وہ جگہ دوبارہ نصیب نہ ہوگی بلکہ وہ دارالعذاب یعنی دوزخ میں جائیں گے۔ اختلاف دین کی وجہ سے میراث منقطع ہوجاتی ہے جو کافر ہیں وہ اپنے ماں باپ کے دین پر نہیں اس لئے وہ مستحق میراث بھی نہیں۔

بنی آدم کو تنبیہ کہ شیطان کے فتنہ سے ہوشیار رہیں

سورۂ اعراف میں فرمایا:

﴿يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا وَّلِبَاسُ التَّقْوٰى ذٰلِكَ خَيْرٌ، ذٰلِكَ

مِنْ اٰیٰتِ اللّٰهِ لَعَلَّهُمْ یَذَّكَّرُوْنَ ۝ یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ لَا یَفْتِنَنَّكُمُ الشَّیْطٰنُ كَمَآ اَخْرَجَ اَبَوَیْكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ یَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِیُرِیَهُمَا سَوْاٰتِهِمَا اِنَّهٗ یَرٰىكُمْ هُوَ وَقَبِیْلُهٗ مِنْ حَیْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ اِنَّا جَعَلْنَا الشَّیٰطِیْنَ اَوْلِیَآءَ لِلَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ ۝

"اے اولاد آدم کی ہم نے تمہارے لئے لباس پیدا کیا جو کہ تمہاری شرم کی جگہوں کو بھی چھپاتا ہے اور موجب زینت بھی ہے۔ اور تقوی کا لباس بہتر ہے یہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہے۔ تاکہ یہ لوگ نصیحت حاصل کریں۔ اے اولاد آدم کی، شیطان تم کو فتنہ میں نہ ڈال دے جیسا کہ اس نے تمہارے ماں باپ کو جنت سے باہر کردیا۔ ایسی حالت سے کہ ان کا لباس بھی ان سے اترو ادیا تاکہ ان کو ان کا پردہ کا بدن دکھائی دینے لگے۔ وہ اور اس کا لشکر تم کو ایسے طور پر دیکھتا ہے کہ تم ان کو نہیں دیکھتے ہو ہم شیطانوں کو انہیں لوگوں کا رفیق ہونے دیتے ہیں جو ایمان نہیں لاتے"۔

ان آیات میں انسانوں کو تنبیہ فرمائی ہے کہ ہرگز شیطان کے فتنہ میں نہ پڑیں یعنی خوب چوکنے رہیں اور اس کی شرارتوں سے غافل نہ رہیں، اس نے تمہارے ماں باپ یعنی آدم و حواء علیہما السلام کو ممنوعہ درخت کھلا چھوڑا۔ جب اس درخت میں سے کھالیا تو ان کے جسم پر سے کپڑے گر پڑے اور شرم کی جگہ ظاہر ہو گئی۔ لہٰذا وہ دونوں اپنے جسم پر جنت کے پتے جوڑ جوڑ کر رکھنے لگے۔

آیت بالا میں جو یَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا فرمایا ہے اس میں اسی کا ذکر ہے۔

شیطان اور اس کی ذریت سے بچنے کا اہتمام کرنے کی تاکید کرتے ہوئے فرمایا:

﴿اِنَّهٗ يَرٰكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ﴾

کہ شیطان اور اس کی قوم تمہیں ایسی جگہ سے دیکھتے ہیں کہ تم انہیں نہیں دیکھتے جو دشمن سامنے ہو اس سے نمٹنا آسان ہوتا ہے اور جو دشمن نظر نہ آتا ہو اس سے بچنے کے لئے بڑی بڑی تدبیریں کرنی پڑتی ہیں اس لئے تنبیہ فرمادی کہ وہ تمہیں نظر نہیں آتے تم ان سے خوب ہوشیار رہو ساتھ ہی یہ بھی فرمادیا کہ ہم نے شیاطین کو ان لوگوں کا دوست بنایا ہوا ہے جو ایمان نہیں لاتے، (اصل دوستی شیاطین کی تو کافروں ہی سے ہے لیکن مسلمان بھی اپنی غفلت سے شیطان کے کام کر گذرتے ہیں)

شیطان کفراور شرک اور معاصی کو مزیّن کرکے پیش کرتا ہے

سورۂ نحل میں فرمایا:

﴿تَاللّٰهِ لَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَهُوَ وَلِيُّهُمُ الْيَوْمَ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾

"بخدا آپ سے پہلے جو اُمتیں ہو گذری ہیں ان کے پاس ہم نے رسولوں کو بھیجا سو ان کو شیطان نے ان کے اعمال مزین کرکے دکھائے پس وہ آج ان کا رفیق ہے اور ان کے واسطے دردناک سزا ہے"۔ (۶۳)

شیطان کے قدم بقدم نہ چلو وہ کھلا دشمن ہے وہ تمہیں برائیوں کا حکم دیتا ہے

سورۂ بقرہ میں فرمایا:

﴿يَاأَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ۝ إِنَّمَا يَأْمُرُكُمْ بِالسُّوْٓءِ وَالْفَحْشَآءِ وَأَنْ تَقُولُوا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ﴾

"اے لوگو! جو چیزیں زمین میں موجود ہیں ان میں سے حلال پاک چیزیں کھاؤ اور شیطان کے قدم بقدم مت چلو۔ فی الواقع وہ تمہارا صریح دشمن ہے وہ تو تم کو ان ہی باتوں کی تعلیم کرے گا جو کہ بری اور گندی ہیں اور یہ کہ اللہ کے ذمہ وہ باتیں لگاؤ کہ جن کی تم سند نہیں رکھتے"۔

شیطان کو اپنا دشمن سمجھو، وہ دوزخ میں جانے کی دعوت دیتا ہے

سورۂ فاطر میں فرمایا:

﴿يَاأَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُورُ ۝ إِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوهُ عَدُوًّا إِنَّمَا يَدْعُوا حِزْبَهُ لِيَكُونُوا مِنْ أَصْحٰبِ السَّعِيرِ﴾

"اے لوگو بلاشبہ اللہ کا وعدہ حق ہے سو تمہیں دنیا والی زندگی ہرگز دھوکہ میں نہ ڈالے اور دھوکہ دینے والا تمہیں اللہ کے بارے میں ہرگز دھوکہ میں نہ ڈالے بلاشبہ شیطان تمہارا دشمن ہے سو تم اسے دشمن سمجھتے رہو۔ وہ اپنی جماعت (یعنی اپنی بات ماننے والوں کو) اس لئے بلاتا ہے تاکہ وہ دوزخیوں میں سے

ہو جائیں"۔

شیطان شرک کراتا ہے، جھوٹے وعدے کرتا ہے، اور آرزوئیں دلاتا ہے

سورۂ نساء میں فرمایا:

﴿اِنْ يَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اِنٰثًا ۚ وَاِنْ يَّدْعُوْنَ اِلَّا شَيْطٰنًا مَّرِيْدًا ۝ لَّعَنَهُ اللّٰهُ ۘ وَقَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا ۝ وَّلَاُضِلَّنَّهُمْ وَلَاُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا ۝ يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيْهِمْ ۚ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ۝ اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۡ وَلَا يَجِدُوْنَ عَنْهَا مَحِيْصًا ۝﴾

"یہ لوگ اللہ کے سوا صرف عورتوں کو پکارتے ہیں اور نہیں پکارتے مگر شیطان کو، جو سرکش ہے جس پر اللہ نے لعنت کی، اور شیطان نے کہا کہ میں تیرے بندوں میں سے ایک مقررہ حصہ لے لوں گا اور میں ان کو گمراہ کروں گا۔ اور امیدیں دلاؤں گا اور ان کو تعلیم دوں گا سو وہ جانوروں کے کانوں کو کاٹیں گے اور میں ان کو تعلیم دوں گا سو وہ اللہ کی بنائی ہوئی صورتوں کو بدلا کریں گے، اور جو شخص اللہ کو چھوڑ کر شیطان کو دوست بنالے سو وہ صریح نقصان میں پڑ گیا۔ شیطان ان سے وعدے کرتا ہے اور ان کو آرزوئیں دلاتا ہے، اور شیطان ان

سے صرف فریب والے وعدے کرتا ہے، ایسے لوگوں کا ٹھکانہ
جہنم ہے اور اس سے کہیں بچنے کی جگہ نہ پائیں گے"۔

ان آیتوں میں شرک کی بعض صورتوں کا تذکرہ فرمایا ہے، شرک اور کفر اور اللہ تبارک و تعالیٰ کی ناراضگی کا ہر کام یہ سب شیطان کے سمجھانے سے اور اس کے راہ بتانے سے وجود میں آتے ہیں۔ شیطان نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا تھا کہ آدم کو سجدہ نہ کرنے کی وجہ سے جو مجھے گمراہ قرار دیا ہے تو میں بنی آدم سے اس کا بدلہ لے لوں گا بنی آدم کا ایک بہت بڑا حصہ اپنی طرف لگالوں گا تھوڑے بہت ہی لوگ بچیں گے۔ اکثر لوگوں کو اپنی طاعت پر ڈال دوں گا جب حضرت آدم علیہ السلام دنیا میں آئے اور ان کی ذریت پھیلنی شروع ہوئی اور شیطان مردود بھی دنیا میں آگیا جو اپنی سرکشی کی وجہ سے راندۂ درگاہ ہو چکا تھا تو اس نے انسانوں کو اللہ تبارک و تعالیٰ کی نافرمانی پر ڈالنا شروع کردیا اور اللہ تبارک و تعالیٰ کی عبادت اور توحید چھڑا کر کفر اور شرک پر لگادیا۔ بتوں کی پوجا کرنے کی تعلیم دی اور بتوں کے نام بتائے اور ان کے زنانے نام رکھوائے۔

اہل عرب نے جو بت تراش رکھے تھے ان میں لات اور منات اور عزیٰ کے نام معروف و مشہور ہیں یہ سب نام نسوانی ہیں یعنی ان کے لفظوں میں تانیث ہے۔ ہندوستان کے مشرکین میں جیسے کالی دیوی اور درگی وغیرہ مشہور ہیں ایسے ہی عربوں میں بتوں کے زنانے نام تھے۔ یہ سب شیاطین کے بتائے ہوئے نام تھے۔

وہ لوگ ان بتوں کو سجدے بھی کرتے ہیں ان کی نذریں بھی مانتے ہیں اور ان کے نام پر جانور بھی چھوڑتے ہیں اور نشانی کے لئے کان چیر دیتے ہیں یا کانوں میں سوراخ کردیتے ہیں تاکہ یہ نشانی رہے کہ یہ بت کے نام چھوٹے ہوئے ہیں، جو کچھ شیطان نے کہا تھا اس نے بنی آدم سے وہ سب کچھ کروالیا۔ اکثر بنی آدم نے دشمن کی بات مان لی اور خالق و مالک جلّ مجدہ کی ہدایت پر عمل نہ کیا۔ شرک اختیار کرلیا اور توحید سے منہ موڑ لیا۔ کانوں کو چیرنا اور سوراخ کرنا بہت سے نام نہاد مسلمانوں

میں بھی ہے۔ بچوں کے کان چھید دیتے ہیں اور ان میں کوئی بندہ وغیرہ ڈال دیتے ہیں اور اس کا نام بندو رکھ دیتے ہیں اور یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ ایسا کرنے سے بچہ زندہ رہے گا۔ جو قومیں ظاہری طور پر اسلام میں داخل ہوئیں اور اسلام کو پڑھا اور سمجھا نہیں ان لوگوں میں دین سابق کے شرک کے اثرات باقی رہ گئے۔ قبروں کی پرستش بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ بتوں کو چھوڑ کر قبروں پر شرک کرنے لگے۔ یہی قبر پرست، اگر ان سے بت کو سجدہ کرنے کے لئے کہا جائے تو کبھی نہیں کریں گے۔ اور قبروں کو سجدہ کرنے میں کچھ حرج نہیں سمجھتے حالانکہ غیر اللہ ہونے میں دونوں برابر ہیں۔

تغییر خلق اللہ: ابلیس نے یہ بھی کہا تھا ﴿وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ﴾ کہ میں بنی آدم کو سکھاؤں گا کہ اللہ کی پیدا کی ہوئی صورتوں کو بدل ڈالیں، شیطان اس کی بھی تعلیم دیتا ہے اور لوگ اس کی تعلیم پر عمل کرتے ہیں۔ اس کی بہت سی صورتیں ہیں جو بنی آدم میں رواج پائی ہوئی ہیں۔ مشہور ترین تو یہی ہے کہ داڑھیاں مونڈی جاتی ہیں آج کی دنیا میں شاید ہی کوئی گھر ایسا ہو جس میں ڈاڑھی نہ مونڈی جاتی ہو اس کے علاوہ گودنا بھی رواج پذیر ہے سوئی سے گود کر رنگ بھر دیتے ہیں۔ اس سے جسم پر کئی طرح کی تصویریں بنالیتے ہیں۔ ہندوؤں میں تو گودنے کا بہت زیادہ رواج ہے مگر مسلمان بھی گودنے کا کام کرتے ہیں۔ صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

﴿لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُسْتَوْشِمَاتِ وَالْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللّٰهِ﴾

"یعنی اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو گودنے والیوں پر اور گودوانے والیوں پر اور ان عورتوں پر جو ابرو (یعنی بھنوؤں) کے بال چننے

والی ہیں (تاکہ بھنوئیں باریک ہوجائیں) اور خدا کی لعنت ہو ان عورتوں پر جو حسن کے لئے دانتوں کے درمیان کشادگی کراتی ہیں جو اللہ کی خلقت کو بدلنے والی ہیں"۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی یہ بات سن کر ایک عورت آئی اور اس نے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ آپ اس طرح عورتوں پر لعنت بھیجتے ہیں؟ فرمایا کہ میں ان لوگوں پر کیوں لعنت نہ بھیجوں جن پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت بھیجی، اور جن پر اللہ تعالیٰ کی کتاب میں لعنت آئی ہے۔ وہ عورت کہنے لگی کہ میں نے سارا قرآن پڑھ لیا مجھے تو یہ بات کہیں نہ ملی۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر تونے قرآن پڑھا ہوتا تو تجھے ضرور یہ بات مل جاتی کیا تونے یہ نہیں پڑھا۔

﴿وَمَا اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰکُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا﴾

"اور رسول تم کو جو (ہدایت) دے اسے قبول کرلو اور جس چیز سے روکے اس سے رک جاؤ"۔

یہ سن کر وہ عورت کہنے لگی کہ ہاں یہ تو قرآن میں ہے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے جن کاموں کے کرنے والی عورتوں پر لعنت کی ہے، اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کاموں سے منع فرمایا ہے۔ لہٰذا قرآن کی رو سے بھی ان کاموں کی ممانعت ثابت ہوئی کیونکہ قرآن نے فرمایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جن باتوں کا حکم دیں ان پر عمل کرو اور جن چیزوں سے روکیں ان سے رک جاؤ۔ (مشکوٰۃ المصابیح صفحہ۲۸۱)

کسی انسان کو خصی کرنا یا خود خصی ہونا یہ بھی تغییر خلق اللہ میں شامل ہے جو شرعاً ممنوع ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لَیْسَ مِنَّا مَنْ خَصٰی وَلَا

اخْتَصٰی یعنی وہ ہم سے نہیں ہے جو کسی کو خصی کرے اور جو خود خصی ہو۔
(رواہ فی شرح السنہ کمافی المشکوۃ صفحہ ۶۹)

ختنہ کرنا اور ناخن کاٹنا اور جن بالوں کے صاف کرنے کا شرعاً حکم دیا گیا ہے جیسے بغلوں کے اور زیر ناف بال وہ حکم شرعی ہونے کی وجہ سے اس تغییر میں داخل نہیں ہیں جس کا شیطان نے حکم دیا بلکہ بعض قوموں کو تو اس نے ان جگہوں کے بالوں کو بڑھانے کا بھی حکم دے رکھا ہے۔ جیسے کہ سکھ کرتے ہیں، ہر مسلمان پر لازم ہے کہ اللہ کے حکم پر چلے۔

شیطان مردود سے دوستی کرنے والے کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ وہ صریح نقصان میں چلا گیا اور یہ نقصان آخرت کا عذاب ہے جو شیطان کی دوستی کے نتیجے میں ہمیشہ بھگتنا پڑے گا۔

پھر فرمایا:

﴿یَعِدُهُمْ وَیُمَنِّیْهِمْ ....﴾

"شیطان لوگوں سے وعدے کیا کرتا ہے اور آرزوئیں دلاتا ہے"۔

اللہ کی رضا مندی کے جو کام ہیں ان کے خلاف ابھارتا ہے اور کہتا ہے کہ ایسا کروگے تو اس تکلیف میں پڑ جاؤ گے اور ایسی ایسی لذت سے محروم ہو جاؤ گے سورۂ بقرہ میں فرمایا:

﴿اَلشَّیْطٰنُ یَعِدُکُمُ الْفَقْرَ وَیَاْمُرُکُمْ بِالْفَحْشَآءِ﴾

"شیطان تم سے تنگدستی کے وعدے کرتا ہے یعنی یہ ظاہر کرتا ہے کہ نیک کاموں میں خرچ کروگے تو تنگدست ہو جاؤ گے اور تمہیں برائیوں کا حکم دیتا ہے"۔

آرزوئیں دلانے کا مطلب یہ ہے کہ جوانوں کو کہتا ہے کہ دل کھول کر گناہ کرلو

بڑی زندگی پڑی ہے، توبہ کرلینا۔ کوئی بوڑھا شخص توبہ کرنا چاہے تو اس سے کہتا ہے ابھی تو تمہاری عمر اچھی خاصی ہے ابھی تھوڑا ہی مر رہے ہو۔ اسی طرح سے کوئی حلال کمائی میں لگے تو اس سے کہتا ہے کہ میاں اتنے ذرا سے پیسوں میں کیا ہوگا دنیا کما کھارہی ہے تم ہی کو تقویٰ سوار ہے۔ ایسی باتیں سمجھاکر حرام آمدنی اور حرام کاموں کی ترغیب دیتا ہے، اور اس میں بڑے بڑے فائدے بتاتا ہے اور اس طرح سے شیطان کے بہت سے وعدے ہوتے رہتے ہیں اور وہ آرزوئیں دلاتا رہتا ہے اور یہ سب کچھ محض دھوکہ اور فریب ہوتا ہے اس کی باتوں میں آکر خدا پاک کا نافرمان بن جانا اپنے کو عذاب دوزخ میں دھکیلنا ہے جب دوزخ میں داخل ہونے لگیں گے تو کوئی راہ بچنے کی اور فرار کی نہ پائیں گے۔ اسی کو یوں فرمایا:

﴿وَلَا يَجِدُوْنَ عَنْهَا مَحِيْصًا﴾

"اور اس سے کہیں بچنے کی جگہ نہ پائیں گے"۔

اللہ تعالیٰ کے لئے اولاد تجویز کرنے کا شرک

سورۂ انعام میں فرمایا:

﴿وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ الْجِنَّ وَخَلَقَهُمْ وَخَرَقُوْا لَهٗ بَنِيْنَ وَبَنٰتٍۭ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يَصِفُوْنَ﴾

"اور لوگوں نے جنات کو اللہ کا شریک قرار دے رکھا ہے حالانکہ ان کو اللہ نے پیدا کیا ہے اور ان لوگوں نے اللہ کے حق میں بیٹے اور بیٹیاں بلا سند تراش رکھی ہیں۔ وہ پاک اور برتر ہے ان باتوں سے جن کو یہ لوگ بیان کرتے ہیں"۔

شیطان خود تو بارگاہ الٰہی سے مردود ہے ہی وہ چاہتا ہے کہ جہاں تک ہوسکے

انسانوں کو بھی اپنے ساتھ دوزخ میں لے جائے۔ اس مقصد کے لئے وہ طرح طرح کی کوششیں کرتا ہے۔ انسانوں کو اسلام قبول نہیں کرنے دیتا اور قبول کرنے والوں کو مرتد بنانے کی کوشش کرتا ہے، اور انسانوں کو طرح طرح کے عقائد شرکیہ اور اعمال شرکیہ پر ڈالتا ہے اور طرح طرح کے شرکیہ عقائد و اعمال سمجھاتا ہے۔ ابلیس کی ذریت بھی اسی کے ساتھ لگی ہوئی ہے وہ انسانوں کو کفرو شرک پر ڈالنے میں کوئی کمی نہیں کرتے اور خود اپنی بھی عبادت کراتے ہیں اور ڈراؤنی صورتیں بناکر سامنے آتے ہیں مشرکین کے مندروں میں حاضر رہتے ہیں بتوں کے ساتھ کھڑے ہوجاتے ہیں مشرکین بتوں کو سجدہ کرتے ہیں تو شیاطین کو بھی سجدہ ہوجاتا ہے اور شیاطین جو کچھ حکم دے کر مشرکین سے کرواتے ہیں عملاً یہ بھی شیاطین کی عبادت ہی ہے۔

شیاطین نے انسانوں کو یہ سمجھایا کہ اللہ تعالیٰ کی اولاد ہے اللہ تعالیٰ کے لئے بیٹیاں بھی تجویز کردیں اور بیٹے بھی۔ قریش مکہ فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں بتاتے تھے نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اور یہود نے حضرت عزیر علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا بنا دیا تھا اللہ تعالیٰ پاک ہے اور اس سے برتر ہے کہ اس کی اولاد ہو یا اس کا کوئی شریک ہو جو کچھ موجود ہے سب اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے خالق اور مخلوق میں والد اور مولود کا رشتہ ہو ہی نہیں سکتا۔ سورۂ انعام میں فرمایا:

﴿بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَنّٰی یَكُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَمْ تَكُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ وَّخَلَقَ كُلَّ شَیْءٍ وَهُوَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ﴾

”نئی طرح سے بنانے والا آسمانوں کا اور زمین کا، اس کے اولاد کہاں ہوسکتی ہے حالانکہ اس کے لئے کوئی بیوی نہیں اور اس نے ہر چیز کو پیدا فرمایا اور وہ ہر چیز کو جاننے والا ہے“۔

بہت سے لوگ مدعی اسلام ہوتے ہوئے بھی کافر ہیں کیونکہ وہ اپنے ایمان میں اللہ تعالیٰ کے حلول کے قائل ہیں یہ بھی سراپا کفر ہے انسانوں کی بے وقوفی دیکھو کہ

شیاطین نے جو کچھ سمجھایا اسے مان لیا۔ حضرات انبیاء علیہم السلام کی دعوت سے منہ موڑا توحید کو چھوڑ کر شرک اختیار کیا اور شیاطین نے انہیں یہ سمجھادیا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا جن کی عبادت کرتے ہو یہ تمہاری سفارش کردیں گے۔ اس طرح شرک کو ان کے ذہنوں میں مزین کردیا بنی آدم نے دشمن کو دشمن نہ سمجھا اور اس کی بات مان لی۔ حالانکہ دنیا میں صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے بھیجے گئے تھے اور پہلے ہی بتادیا گیا تھا کہ شیطان تمہارا دشمن ہے اس کو دشمن ہی سمجھنا۔

شیاطین کا آسمانی خبریں چرانا

سورۂ الصافات میں فرمایا:

﴿اِنَّا زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِزِيْنَةِ نِ الْكَوَاكِبِ ۝ وَحِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ مَّارِدٍ ۝ لَا يَسَّمَّعُوْنَ اِلَى الْمَلَاِ الْاَعْلٰى وَيُقْذَفُوْنَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ ۝ دُحُوْرًا وَّلَهُمْ عَذَابٌ وَّاصِبٌ ۝ اِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ ثَاقِبٌ ۝﴾

”ہم نے رونق دی ہے اس طرف والے آسمان کو ایک عجیب آرائش یعنی ستاروں کے ساتھ اور ان کے ذریعہ حفاظت بھی کی ہے ہر شریر شیطان سے، وہ شیاطین عالم بالا کی طرف کان بھی نہیں لگاسکتے اور ہر طرف سے مار کر دھکے دے دیئے جاتے ہیں۔ اور ان کے لئے دائمی عذاب ہوگا۔ مگر شیطان کچھ خبر لے ہی بھاگے تو ایک دہکتا ہوا شعلہ اس کے پیچھے لگ جاتا ہے“۔

حضرت خاتم الانبیاء سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے شیاطین نے ایک دھندہ بنا رکھا تھا۔ انسانوں میں کچھ لوگ کاہن بنے ہوئے تھے یہ لوگ آنے والے واقعات کی خبریں بتایا کرتے تھے اور یہ خبریں شیاطین ان کے پاس

آسمان سے لاتے تھے وہاں جو زمین میں پیش آنے والے حوادث کا فرشتوں میں ذکر ہوتا تھا اسے سن لیتے تھے پھر کاہنوں کے کان میں آکر کہہ دیتے تھے کاھن اس بات کو لوگوں میں پھیلادیتے تھے۔ یہ بات چونکہ اوپر سے سنی ہوتی تھی اس لئے صحیح نکل جاتی تھی۔ سننے والے ان کاھنوں کے معتقد ہوجاتے تھے اور کہتے تھے کہ دیکھو اس کو آنے والے واقعات کا علم نہ ہوتا تو پہلے کیسے بتا دیتا؟ اس طرح شیاطین نے اور ان کے کاہنوں نے مل کر انسانوں کے بہکانے کا سلسلہ جاری کرر کھا تھا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی تو شیاطین کو اوپر پہنچنے سے روک دیا گیا اب اگر کوئی خبریں سننے کے لئے اوپر پہنچتا تو اس پر انگارے پھینکے جانے لگے۔

صحیح بخاری میں ہے کہ جب یہ صورت حال پیش آئی تو شیاطین آپس میں کہنے لگے کہ ہمارے اور آسمان کی خبروں کے درمیان آڑ لگادی گئی ہے اور ہم پر انگارے پھینکے جانے لگے ہیں لہٰذا اس بات کا پتہ چلانا چاہئے کہ دنیا میں ایسی کیا نئی چیز پیدا ہوئی ہے جس کی وجہ سے ہمیں خبریں سننے سے روک دیا گیا ہے پھر آپس میں کہنے لگے کہ زمین کے مشارق اور مغارب میں سفر کرو اور دیکھو کہ وہ کیا چیز ہے جس کی وجہ سے یہ صورت حال پیدا ہوئی ہے چنانچہ انہوں نے زمین کے مشارق اور مغارب کا سفر کیا اور اصل صورت حال کا سراغ لگاتے ہوئے گھومتے پھرے ان کی ایک جماعت تہامہ کی طرف آئی (یہ عرب کا وہ علاقہ ہے جس میں حجاز واقع ہے) اس جماعت نے دیکھا کہ مقام نخلہ میں آنحضرت سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کو نماز فجر پڑھارہے ہیں جب ان کے کانوں میں قرآن کی آواز پہنچی تو خوب دھیان کے ساتھ سننے لگے اور آپس میں کہنے لگے کہ یہی چیز ہے جو تمہارے اور آسمانی خبریں سننے کے درمیان حائل ہوگئی ہے اس کے بعد وہ اپنی قوم کی طرف واپس ہوئے۔ اور قوم سے کہا:

﴿إِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا ۝ يَهْدِي إِلَى الرُّشْدِ فَآمَنَّا بِهِ ۖ وَلَنْ نُشْرِكَ بِرَبِّنَا أَحَدًا﴾

"بے شک ہم نے قرآن سنا جو عجیب ہے وہ ہدایت کا راستہ بتاتا ہے سو ہم اس پر ایمان لے آئے اور ہم اپنے رب کے ساتھ ہرگز کسی کو شریک نہ بنائیں گے"۔

اس پر اللہ تعالیٰ شانہ نے قل اوحی الی انہ استمع نفر من الجن نازل فرمائی۔ (صحیح بخاری صفحہ ۷۳۲ جلد ۲)

شیاطین دھڑلے سے جو آسمان تک جاتے تھے اور وہاں جو فرشتوں کا مذاکرہ دنیاوی امور سے متعلّق ہوتا تھا اسے سن کر نیچے آجاتے تھے اور کاہنوں کے کان میں ڈال دیتے تھے یہ سلسلہ تو آں حضرت سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت پر ختم ہوگیا۔ لیکن شیاطین نے ایک اور دھندہ نکالا اور وہ یہ کہ نیچے سے لے کر اوپر تک پرا لگالیتے ہیں وہاں فرشتوں کی باتیں سننے کے لئے کان لگاتے ہیں جیسے ہی وہاں پہنچتے ہیں ان پر انگارہ پھینک دیا جاتا ہے اس انگارے کے لگنے سے سب سے اوپر والا شیطان جل جاتا ہے یا دیوانہ ہوجاتا ہے اور اگر اس نے انگارہ لگنے سے پہلے کوئی بات سن کر اپنے نیچے والے کے کان میں ڈال دی اور اس نے نیچے والے کے کان میں ڈال دی اور ہوتے ہوتے کاہن تک پہنچ گئی تو کاہن اس میں اپنی طرف سے سو جھوٹ ملاکر لوگوں میں خبریں پھیلادیتے ہیں ان خبروں میں جو کوئی بات سچی نکل جاتی ہے وہی ہوتی ہے جو اوپر سے سنی گئی تھی۔ احادیث شریفہ میں یہ تفصیل وارد ہوئی ہے اوپر سورۃ صافات کی آیت:

﴿اِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ ثَاقِبٌ﴾

میں اس کو بیان فرمایا ہے شیاطین اوپر سے کوئی بات اچکنے کی کوشش کرتے ہیں تو ان کو شہاب ثاقب یعنی دھکتے ہوئے انگارے سے مار دیا جاتا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ کچھ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ ان کاہنوں کی کیا حقیقت ہے جو بطور پیشین گوئی بتا

دیتے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ لوگ کچھ بھی نہیں ہیں۔ عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کبھی ایسا ہوتا ہے کہ وہ جو بات بیان کرتے ہیں ٹھیک نکل جاتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک صحیح بات وہ ہوتی ہے جسے جن اچک لیتا ہے اور اپنے دوست کے کان میں ڈال دیتا ہے۔ جیسے مرغی کڑ کڑ کرتی ہے پھر وہ اس میں سو سے زیادہ جھوٹ ملا دیتے ہیں۔ (مشکوۃ المصابیح صفحہ ۳۹۳)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ بھی بیان فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بھی سنا کہ فرشتے بادلوں میں اترتے ہیں وہ آپس میں ان فیصلوں کا تذکرہ کرتے ہیں جو عالم بالا میں ہو چکے ہوتے ہیں شیاطین کان لگا کر چرانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس میں سے کوئی چیز سن لیتے ہیں اسے کاہنوں کے کان میں ڈال دیتے ہیں وہ اس میں اپنے پاس سے سو جھوٹ ملا دیتے ہیں۔ (مشکوۃ صفحہ ۳۹۳)

شیاطین کے انسانوں کو قابو کرنے اور انہیں گمراہ کرنے کی ضد تو دیکھو کہ برابر انگاروں کی مار کھاتے ہیں جلتے ہیں اور دیوانے ہوجاتے ہیں لیکن آسمان تک جانا نہیں چھوڑتے اسی طرح جب کسی انسان پر سوار ہوجاتے ہیں تو عاملوں کے عمل کرنے سے ایک جلتا ہے دو جلتے ہیں پھر دسیوں جلتے چلے جاتے ہیں لیکن بنی آدم کو ستانے اور دکھ دینے کی جو بات انہوں نے ٹھان رکھی ہے اس سے باز نہیں آتے۔ ایک انسان ہے وہ اپنے دشمن کی بات مانتا ہے ایک جنات کی قوم ہے کہ وہ اپنی دشمنی میں کسر نہیں رکھتے۔

شیاطین کی حاضری اور ان کے وساوس سے اللہ کی پناہ مانگنا

سورۃ المؤمنون میں فرمایا:

﴿وَقُلْ رَّبِّ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّیٰطِیْنِ وَاَعُوْذُ بِکَ رَبِّ اَنْ یَّحْضُرُوْنِ﴾

"اور آپ یوں دعا کیا کیجئے کہ اے میرے رب میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں شیطان کے وسوسوں سے اور اے میرے رب میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ شیطان میرے پاس آئیں"۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ شانہ، نے شیاطین کے وسوسوں سے پناہ مانگنے کا حکم دیا ہے اور یوں بھی فرمایا کہ اس بات سے بھی اللہ کی پناہ مانگو کہ شیطان میرے پاس آئیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ شیاطین کے وساوس آنے سے پہلے بھی ان کے وسوسوں سے بچے رہنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی پناہ لیتے رہنا چاہئے۔ ضروری نہیں کہ پناہ وسوسے آنے پر مانگی جائے۔

﴿رَّبِّ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّیٰطِیْنِ وَاَعُوْذُ بِکَ رَبِّ اَنْ یَّحْضُرُوْنِ ○﴾

ایک مستقل دعا ہے اسے پڑھتے رہنا چاہئے۔

سورۂ اعراف میں فرمایا:

﴿وَاِمَّا یَنْزَغَنَّکَ مِنَ الشَّیْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ○ اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّیْطٰنِ تَذَکَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ ○ وَاِخْوَانُهُمْ یَمُدُّوْنَهُمْ فِی الْغَیِّ ثُمَّ لَا یُقْصِرُوْنَ ○﴾

"اور اگر آپ کو کوئی وسوسہ شیطان کی طرف سے آنے لگے تو اللہ کی پناہ مانگ لیا کیجئے بلاشبہ وہ خوب سننے والا خوب جاننے والا ہے۔ یقیناً جو لوگ خدا ترس ہیں جب ان کو شیطان کی طرف سے کوئی خطرہ آتا ہے تو وہ یاد خدا میں لگ جاتے ہیں۔ سو

یکایک ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں اور جو لوگ شیاطین کے تابع ہیں وہ ان کو گمراہی میں کھینچتے چلے جاتے ہیں پس وہ باز نہیں آتے"۔

یہ تین آیات ہیں ان میں سے پہلی آیت میں یہ حکم فرمایا ہے کہ اگر شیطان کی طرف سے آپ کو کوئی وسوسہ آنے لگے تو اللہ کی پناہ مانگ لیں یعنی

﴿اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۝﴾

پڑھ لیں یہ ہر وسوسہ کا علاج ہے جو شیطان کی طرف سے ہو۔ غصہ بھی اسی میں شامل ہے۔ آئندہ دوسرے باب میں معلوم ہوگا کہ غصہ آئے یا ایمانیات میں کوئی وسوسہ آئے تو اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ پڑھ لیا کریں۔

دوسری آیت میں فرمایا کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہتے ہیں جب انہیں شیطان کی طرف سے کوئی خطرہ محسوس ہونے لگتا ہے تو فوراً اللہ تعالیٰ کی یاد میں لگ جاتے ہیں ایسا کرنے سے ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں اور صحیح صورت حال منکشف ہوجاتی ہے جس کی وجہ سے وہ شیطانی وسوسہ اور خطرہ سے محفوظ ہوجاتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی یاد میں لگنے میں۔

﴿اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۝﴾

پڑھنا اور ذکر و تلاوت میں لگ جانا سب کچھ شامل ہے۔

تیسری آیت میں فرمایا کہ جو لوگ شیاطین کے تابع ہیں شیاطین سے مانوس ہیں ان کی بات مانتے ہیں اور ان کے وسوسوں پر عمل کرتے ہیں شیاطین ان کو گمراہی میں کھینچے لئے جاتے ہیں۔ یہ لوگ کفر و شرک کی باتوں سے باز نہیں آتے، شیاطین سے مؤمن بندے ہی محفوظ رہ سکتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رہتے ہیں۔

قرآن مجید کی تلاوت کرتے وقت شیطان مردود سے اللہ کی پناہ مانگنا

سورۃ النحل میں فرمایا:

﴿فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝ اِنَّهٗ لَيْسَ لَهٗ سُلْطَانٌ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝ اِنَّمَا سُلْطٰنُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يَتَوَلَّوْنَهٗ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِهٖ مُشْرِكُوْنَ ۝﴾

"سو جب آپ قرآن پڑھنا چاہیں تو شیطان مردود سے اللہ کی پناہ مانگ لیا کریں، یقیناً اس کا قابو ان لوگوں پر نہیں چلتا جو ایمان رکھتے ہیں اور اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں، اس کا قابو ان ہی لوگوں پر چلتا ہے جو اس سے تعلق رکھتے ہیں اور ان لوگوں پر جو اللہ کے ساتھ شرک کرتے ہیں"۔

یہ تین آیات ہیں پہلی آیت میں حکم فرمایا ہے کہ جب قرآن مجید کی تلاوت شروع کرو تو شیطان مردود سے محفوظ رہنے کے لئے اللہ کی پناہ مانگ لیا کرو۔

جب قرآن مجید کی تلاوت شروع کرے تو پہلے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝ اور بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ پڑھے جب کسی مکان میں رہنے کا ارادہ کیا جاتا ہے تو اس کو تکلیف دینے والی چیزوں سے صاف ستھرا کرتے ہیں پھر اس کو زینت دیتے ہیں یعنی رنگ و روغن کرتے ہیں اسی طرح سے جب تلاوت شروع کریں تو پہلے اپنے دل کو شیطان مردود کے وسوسوں سے پاک کرلیں اس کے لئے اعوذ باللہ آخر تک پڑھی جائے پھر بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھ کر مزین کریں، نماز میں سب سے پہلے سورہ فاتحہ پڑھی جاتی ہے اور اس کو

شروع کرنے سے پہلے دل کو شیطانی وسوسوں سے صاف کیا جاتا ہے اور اللہ کے نام سے دل کو مزین کیا جاتا ہے جب آدمی نماز شروع کرے تو ان چیزوں سے ذہن فارغ کرلے جن میں شیاطین لگائے رہتے ہیں اور جو اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل بنانے والی ہیں۔

کوئی بھی سورت شروع کرے تو اعوذ باللہ اخیر تک پڑھے اور اس کے بعد بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھے البتہ سورۂ انفال ختم کرکے سورۂ برات شروع کرے تو بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ نہ پڑھے۔ اگر درمیان سورت میں کسی آیت سے تلاوت کی ابتداء کرے تب بھی اعوذ باللہ سے ابتداء کرے اس صورت میں بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھنے نہ پڑھنے کا اختیار ہے۔

دوسری آیت میں یہ فرمایا کہ شیطان کا غلبہ ان لوگوں پر نہیں ہے جو اہل ایمان ہیں اور جو اللہ پر بھروسہ رکھتے ہیں شیطان آتا تو سبھی کے پاس ہے وسوسے ڈالتا ہے اور بہکاتا ہے لیکن اہل ایمان جو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھتے ہیں اور اللہ کو یاد کرتے رہتے ہیں اور اللہ سے پناہ مانگتے ہیں کہ وہ شیطان مردود سے محفوظ رکھے ایسے لوگوں پر شیطان غلبہ نہیں پاتا اور ان پر شیطان کا داؤ نہیں چلتا اس کا عمل صرف وسوسے تک ہی محدود ہو کر رہ جاتا ہے۔

تیسری آیت میں یوں فرمایا کہ شیطان کا قابو انہیں لوگوں پر ہوتا ہے جو اس سے دوستی رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتے ہیں۔ شیطان کے وساوس کا ساتھ دینا اور اس کے ساتھ ساتھ چلتے رہنا اور اس کے بہکانے پھسلانے کو قبول کرنا اور اس کے توجہ دلانے پر خالق کائنات جلّ مجدہ کی نافرمانی کرنا یہ سب شیطان کی دوستی ہے شیطان سے جتنی زیادہ دوستی ہوگی اسی قدر خیر سے محرومی ہوگی جن کی دوستی بہت زیادہ آگے بڑھی ہوئی ہے وہ مشرک اور کافر ہوتے ہیں اور جن کی دوستی حدود کفر میں لے جانے والی نہیں ہے وہ اس کی دوستی کے بقدر فاسق ہوتے ہیں۔

قیامت کے دن اللہ جلّ شانہٗ کا خطاب

سورۂ انعام میں فرمایا:

﴿وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ۚ يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ قَدِ اسْتَكْثَرْتُمْ مِّنَ الْاِنْسِ ۚ وَقَالَ اَوْلِيٰٓؤُهُمْ مِّنَ الْاِنْسِ رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ وَّبَلَغْنَآ اَجَلَنَا الَّذِيْٓ اَجَّلْتَ لَنَا ۭ قَالَ النَّارُ مَثْوٰىكُمْ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اِلَّا مَا شَاۗءَ اللّٰهُ ۭ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ۝ وَكَذٰلِكَ نُوَلِّيْ بَعْضَ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضًا بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝ يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَاۗءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ۭ قَالُوْا شَهِدْنَا عَلٰٓي اَنْفُسِنَا وَغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَشَهِدُوْا عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ ۝﴾

"اور جس روز اللہ تعالیٰ تمام خلائق کو جمع کریں گے، اے جنات کی جماعت تم نے انسانوں میں سے بڑا حصہ لیا ہے اور جو انسان ان کے ساتھ تعلق رکھنے والے تھے وہ کہیں گے اے ہمارے پروردگار ہم میں سے ایک نے دوسرے سے فائدہ حاصل کیا تھا اور ہم اپنی اس معین میعاد تک آپہنچے جو آپ نے ہمارے لئے معین فرمائی، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ تم سب کا ٹھکانہ دوزخ ہے جس میں ہمیشہ رہو گے ہاں اگر خدا ہی کو منظور ہو تو دوسری بات ہے بے شک آپ کا رب بڑی حکمت والا اور بڑا علم والا ہے اور ہم اس طرح بعض ظالموں کو بعض کا دوست بناتے ہیں ان کے اعمال کے سبب، اے جماعت جنات اور

انسان کی! کیا تمہارے ہاں تم میں سے پیغمبر نہیں آئے تھے جو تم
سے میرے احکام بیان کیا کرتے تھے اور تم کو آج کے دن کی خبر
دیا کرتے تھے۔ وہ سب عرض کریں گے کہ ہم اپنے اوپر اقرار
کرتے ہیں اور ان کی دنیوی زندگانی نے بھول میں ڈال رکھا تھا
اور یہ لوگ اقراری ہوں گے کہ وہ کافر تھے"۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ شانہ نے اپنے اس خطاب کا ذکر فرمایا ہے جو قیامت کے دن انسانوں اور جنات سے ہوگا اس روز جب سب جمع کرلئے جائیں گے تو اللہ جلّ شانہٗ کا ارشاد ہوگا اے جنات کی جماعت! تم نے انسانوں میں بڑا حصہ لیا یعنی انسانوں کو اپنے قابو میں کیا ورغلایا بہکایا، ان سے شرک کرایا، کافر بنایا، حق سے روکا، کفر پر لگایا، جو انسان شیطان سے تعلق رکھتے تھے ان کی باتیں مانتے تھے، وہ بھی وہاں موجود ہوں گے وہ اقرار کریں گے کہ ہاں اے ہمارے رب آپ کا فرمانا درست ہے ہم میں سے بعض نے بعض سے نفع حاصل کیا اور ہم اس میعاد تک پہنچ گئے جو آپ نے ہمارے لئے مقرر فرمائی تھی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوگا، تمہارا ٹھکانہ دوزخ ہے ہمیشہ اسی میں رہو گے الا ماشاء اللہ (لیکن اللہ کی مشیت کافروں کو دوزخ سے نکالنے کے لئے کبھی بھی نہ ہوگی) بے شک آپ کا رب حکیم ہے علیم ہے اور ہم اسی طرح بعض ظالموں کو بعض کا دوست بنادیتے ہیں ان کے اعمال کے سبب۔

اللہ تعالیٰ شانہٗ کا مزید ارشاد ہوگا کہ اے جنات اور انسانوں کی جماعت! کیا تمہارے پاس تم میں سے رسول نہیں آئے جو تمہیں میرے احکام بتاتے تھے اور تمہیں آج کے دن سے ڈراتے تھے وہ عرض کریں گے کہ ہاں اپنے نفسوں کے بارے میں گواہی دیتے ہیں کہ ہمارے پاس آپ کے رسول آئے اور ہم نے نہ مانا۔

ان کو دنیا والی زندگی نے دھوکہ میں ڈالا اور وہ اپنے نفسوں کے خلاف خود اقراری ہوں گے کہ ہم کافر تھے۔ انسان جو یہ عرض کریں گے کہ "اے رب ہم میں سے بعض نے بعض سے نفع حاصل کیا" اس اجمال کی تفصیل بہت ہے جنات تو

انسانوں کے پیچھے ہی لگے رہتے ہیں انہیں بہکا کر کفر پر لگا کر خوش ہوتے ہیں یہ بھی ایک قسم کا نفع حاصل کرنا ہے اور انسانوں کے کھانے بھی کھاتے ہیں بلکہ ان کی عورتوں سے بھی لذت حاصل کرتے ہیں اور بری بری صورتیں بنا کر ان کے سامنے آتے ہیں اور دیوی دیوتا کے روپ میں ان سے اپنی عبادت کراتے ہیں ان سے باجے بجواتے ہیں اور محظوظ ہوتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ اور انسانوں میں ایسے لوگ ہیں جو جنات سے فائدہ حاصل کرتے ہیں جادو کرنے میں، تماشا دکھانے میں، دشمنی میں کسی انسان پر سوار کرنے میں، دست غیب میں جنات کو استعمال کرتے ہیں، یاد رہے کہ جادو کرنا اور کسی کو تکلیف پہنچانا اور دست غیب کی آمدنی حرام ہے۔

سورۂ یٰسین میں ارشاد ہے۔

﴿اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝ وَاَنِ اعْبُدُوْنِيْ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ۝ وَلَقَدْ اَضَلَّ مِنْكُمْ جِبِلًّا كَثِيْرًا اَفَلَمْ تَكُوْنُوْا تَعْقِلُوْنَ ۝ هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝﴾

"اے آدم کی اولاد کیا میں نے تمہیں یہ تاکید نہیں کی تھی کہ شیطان کی عبادت مت کرنا بلاشبہ وہ تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے، اور تمہیں تاکید کی تھی کہ میری عبادت کرنا یہ سیدھا راستہ ہے، اور یہ بات واقعی ہے کہ شیطان نے تم میں سے بہت بڑی مخلوق کو گمراہ کیا، کیا تم سمجھ نہیں رکھتے؟ یہ جہنم ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا"۔

قیامت کے دن شیطان کا بیزاری ظاہر کرنا اور اپنے ماننے والوں کو بیوقوف بنانا

دنیا میں شیطان نے مع اپنے گروہ کے انسانوں کو خوب بہکایا اور راہ حق سے ہٹا کر کفرو شرک میں پھانسا مگر قیامت کے دن انسانوں ہی کو الزام دے گا کہ تم نے میری بات کیوں مانی! میرا تم پر کیا زور تھا۔ چنانچہ سورۂ ابراہیم میں ارشاد ربانی ہے:

﴿وَقَالَ الشَّيْطٰنُ لَمَّا قُضِيَ الْاَمْرُ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُّكُمْ فَاَخْلَفْتُكُمْ وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّاۤ اَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِيْ فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ وَلُوْمُوْۤا اَنْفُسَكُمْ مَاۤ اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَاۤ اَنْتُمْ بِمُصْرِخِيَّ اِنِّيْ كَفَرْتُ بِمَاۤ اَشْرَكْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ۝﴾

”اور جب فیصلہ ہو چکے گا شیطان کہے گا کہ (مجھے تمہارا برا کہنا ناحق ہے) کیونکہ بلاشبہ اللہ نے تم سے سچے وعدے کئے تھے اور میں نے بھی تم سے وعدے کئے تھے سو میں نے وہ وعدے خلاف کئے اور تم پر میرا کچھ زور اس سے زیادہ تو نہ چلتا تھا کہ میں نے تم کو دعوت دی سو تم نے میرا کہنا مان لیا سو تم مجھے ملامت نہ کرو نہ میں تمہارا مددگار ہوں نہ تم میرے مددگار ہو۔ میں تمہارے اس فعل سے خود بیزار ہوں کہ تم نے اس سے پہلے (دنیا میں) مجھے خدا کا شریک قرار دیا۔ یقیناً ظالموں کے لئے دردناک عذاب ہے“۔

شیطان کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ میں نے تم کو بہکایا راہ حق سے ہٹانے کی

کوشش کی یہ تو میرا کام تھا تم نے میری بات کیوں مانی؟ تم خود مجرم ہو پیغمبروں کی دعوت کو چھوڑ کر جو معجزہ اور حجت و دلیل کے ذریعہ ہوتی تھی میرے جھوٹے اور باطل بلاوے پر تم نے کیوں کان دھرا کوئی زبردستی ہاتھ پکڑ کر تو میں نے تم سے کفرو شرک کے کام کرائے نہیں۔ مجھے برا کہنے سے کیا بنے گا خود اپنے نفسوں کو ملامت کرو ہم آپس میں ایک دوسرے کی مدد نہیں کرسکتے اب تو عذاب چکھنا ہے دنیا میں جو تم نے مجھے خدا کا شریک بنایا میں اس سے بیزاری ظاہر کرتا ہوں۔

بیان القرآن میں لکھا ہے کہ:

﴿مَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطَانٍ﴾

میں جو حصر ہے یہ باعتبار اضلال کے ہے یعنی گمراہ کرنے میں شیطان کا اس سے زیادہ زور نہیں چلتا کہ اغوا کرے۔ یہ نہیں ہوسکتا کہ جبراً کسی کو گمراہ کردے۔ پس اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ شیاطین کوئی مضرت انسان کو نہ پہنچا سکیں بلکہ نصوص و مشاھدات سے اس کا امکان اور وقوع ثابت ہے کہ بعض امراض میں شیاطین کو دخل ہوسکتا ہے۔ وہ بے ہوش کرسکتے ہیں۔ وہ آدمی کو اٹھا کرلے جاسکتے ہیں۔ وہ پتھر برسا سکتے ہیں مگر چونکہ اکثر اوقات فرشتے محافظ رہتے ہیں اس لئے ایسے واقعات بکثرت نہیں ہوتے۔

شیخ نجدی کی صورت میں شیطان کا قریش مکہ کی مجلس میں شریک ہونا اور انہیں رسول اللہ ﷺ کو شہید کرنے کا مشورہ دینا

سورۂ انفال میں ارشاد ہے کہ:

﴿وَاِذْ يَمْكُرُبِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيُثْبِتُوْكَ اَوْيَقْتُلُوْكَ اَوْيُخْرِجُوْكَ وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُالْمٰكِرِيْنَ﴾

”اور اس واقعہ کا بھی ذکر کیجئے جب کہ کافرلوگ آپ کی نسبت تدبیریں سوچ رہے تھے کہ آپ کو قید کرلیں یا آپ کو قتل کردیں یا آپ کو (وطن سے) خارج کردیں اور وہ اپنی تدبیریں کررہے تھے اور اللہ اپنی تدبیر کررہا تھا اور اللہ سب سے زیادہ مستحکم تدبیروالا ہے“۔

تفسیر معالم التنزیل صفحہ ۲۴۳ جلد۲ میں حضرت ابن عباس رض اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ جب مدینہ منورہ میں حضرات انصار نے اسلام قبول کرلیا تو قریش مکہ خائف ہوئے اور مشورے کے لئے دارالندوہ (پنچائت گھر) میں جمع ہوئے تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں غور کریں کہ اب آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے اس موقعہ پر ابلیس ملعون بھی ایک بڑے میاں کی صورت میں حاضر ہوگیا ان لوگوں نے پوچھا کہ تو کون ہے؟ کہنے لگا کہ میں شیخ نجد ہوں۔ مجھے آپ لوگوں کے جمع ہونے کا پتہ چلا تو میں نے چاہاکہ تمہارے پاس حاضر ہوجاؤں اور اپنی خیر خواہانہ رائے سے تم لوگوں کو محروم نہ کروں۔ ان لوگوں نے اسے اپنے مشورے میں شریک کرلیا مکہ والوں میں سے جو لوگ حاضر تھے ان میں سے ایک شخص ابوالبختری ابن ہشام بھی تھا۔ اس نے اپنی رائے ظاہر کی اور کہنے لگا کہ میری رائے تو یہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی گھر میں محبوس کرکے دروازہ بند کردو صرف تھوڑا سا روشن دان کھلا رہے جس میں سے دانہ پانی ڈالتے رہو اور اس کی موت کا انتظار کرو۔ جیسے اس سے پہلے دوسرے شعراء ہلاک ہوگئے یہ بھی ہلاک ہوجائے گا۔ یہ سنتے ہی شیخ نجدی ابلیس چیخ اٹھا اور اس نے کہا کہ یہ بری رائے ہے اگر اس پر عمل کروگے تو اس کے ماننے والے میدان میں آجائیں

گے اور تم سے جنگ کر کے تمہارے ہاتھوں سے چھڑالیں گے۔ یہ سن کر سب کہنے لگے کہ شیخ نجدی نے صحیح کہا کہ یہ رائے مصلحت کے خلاف ہے اس کے بعد ہشام بن عمرو نے رائے دی اور کہنے لگا کہ میری سمجھ میں تو یہ آتا ہے کہ اس شخص کو کسی اونٹ پر بٹھاکر اپنے درمیان سے نکال دو آگے کہاں جائے کیا بنے تمہیں کیا نقصان ہو گا جب تمہارے یہاں سے چلا گیا تو تمہیں آرام مل ہی جائے گا۔ یہ سن کر ابلیس ملعون بولا کہ یہ رائے بھی صحیح نہیں تم اس شخص کو جانتے ہو تمہیں پتہ ہے کہ اس شخص کی گفتگو کتنی شیریں ہے اور زبان میں کتنی مٹھاس ہے یہ بھی جانتے ہو کہ اس کی باتیں سن کر لوگ گرویدہ ہو جاتے ہیں۔ اللہ کی قسم اگر تم نے اس رائے پر عمل کیا تو باہر جاکر بہت سے لوگوں کو اپنی طرف مائل کر کے تم پر حملہ آور ہو گا اور تمہیں وطن سے نکال دے گا یہ سن کر اہل مجلس بھی کہنے لگے کہ شیخ نجدی نے ٹھیک کہا۔

اس کے بعد ابو جہل بولا اور کہنے لگا کہ اللہ کی قسم میں تمہیں ایک ایسی رائے دوں گا کہ اس کے علاوہ کوئی رائے ہے ہی نہیں۔ میری سمجھ میں تو یوں آتا ہے کہ قریش کے جتنے قبیلے ہیں ہر قبیلے میں سے ایک خوب تگڑا نوجوان لیا جائے اور ہر ایک کو تلوار دی جائے پھر یہ نوجوانوں کی جماعت یکبارگی مل کر حملہ کر کے ان کو قتل کردے ایسا کرنے سے تمام قبیلوں پر ان کے خون کی ذمہ داری آجائے گی اور میرے خیال میں بنی ہاشم قصاص لینے کے لئے مقابلہ نہ کرسکیں گے۔ لہٰذا دیت قبول کرلیں گے اور سارے قریش ملکر دیت ادا کریں گے یہ سن کر ابلیس بولا اس نوجوان نے اچھی رائے دی ہے اور یہ شخص تم میں سب سے اچھی رائے رکھنے والا ہے۔ اس نے جو رائے دی ہے میرے خیال میں بھی اس کے علاوہ کوئی دوسری رائے درست نہیں ہے لہٰذا سب نے اسی رائے پر اتفاق کرلیا اور مجلس سے اٹھ کر چلے گئے ادھر تو یہ لوگ متفرق ہوئے اور ادھر حضرت جبرئیل امین علیہ السلام حاضر خدمت ہو گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان لوگوں کے مشورہ سے باخبر

کر دیا اور عرض کیا آپ جس گھر میں رات کو رہتے ہیں وہاں نہ رہیں پھر اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہجرت کرنے کی اجازت دی آپ نے حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ کو اپنی جگہ رات گذارنے کا حکم دیا اور یہ فرمایا کہ تمہیں کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی۔ اس کے بعد آپ سفر ہجرت کے لئے روانہ ہو گئے۔ اور ایک مٹھی میں مٹی بھر کر دشمنوں کی طرف پھینک دی جو ان کے سروں میں بھر گئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّا جَعَلْنَا فِیٓ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا فَهِیَ اِلَی الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ پڑھتے ہوئے روانہ ہو گئے، آپ کے ساتھ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی تھے دونوں حضرات اسی رات غار ثور میں پہنچ گئے آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنی جگہ چھوڑ دیا تھا تاکہ وہ امانتیں ادا کریں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رکھی رہتی تھیں (سچائی اور امانتداری ایسی ہی چیز ہے جو سچے اور امانتدار شخص کا لوہا خود منوا دیتی ہے، اہل مکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دشمنی بھی کرتے تھے لیکن ساتھ ہی اپنی اپنی امانتیں رکھنے کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو منتخب کر رکھا تھا) جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مکہ معظمہ سے تشریف لے گئے تو مشرکین مکہ اس خیال سے کہ صبح اٹھ کر باہر تشریف لائیں گے تو سب مل کر اچانک قتل کر دیں گے آپ کے مبارک گھر کا رات بھر پہرا دیتے رہے صبح ہوئی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر حیران رہ گئے اور ارادہ تھا حملہ کریں لیکن جب دیکھا کہ جسے قتل کرنا تھا وہ موجود نہیں۔ لہٰذا اپنا سا منہ لے کر رہ گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ تمہارا دوست کہاں ہے؟ انہوں نے جواب دیا مجھے پتہ نہیں لہٰذا قدموں کے نشانوں پر چلتے رہے یہاں تک کہ غار ثور تک پہنچ گئے وہاں دیکھا کہ غار ثور کے دروازہ پر مکڑی نے جالا بن رکھا ہے۔ یہ دیکھ کر ٹھٹک کر رہ گئے اور کہنے لگے کہ اگر اس کے اندر گئے ہوتے تو یہ مکڑی کا جالا غار کے دروازہ پر کیسے ہوتا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس غار میں تین دن تک تشریف فرما رہے اس کے بعد مدینہ منورہ کے لئے روانہ ہو گئے۔ آیت بالا میں جو

واذ یمکربک الذین کفروا فرمایا ہے اس میں اسی واقعہ کا بیان ہے، دشمن اپنی تدبیروں میں فیل ہوئے اور اللہ کی تدبیر غالب آئی۔

غزوۂ بدر کے موقعہ پر شیطان کی مکاری اور کارستانی

سورۂ انفال میں فرمایا:

﴿وَاِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَاِنِّيْ جَارٌ لَّكُمْ فَلَمَّا تَرَآءَتِ الْفِئَتٰنِ نَكَصَ عَلٰى عَقِبَيْهِ وَقَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكُمْ اِنِّيْٓ اَرٰى مَا لَا تَرَوْنَ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ وَاللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ۝﴾

"اور جب شیطان نے ان کو ان کے اعمال خوشنما کرکے دکھائے اور اس نے یوں کہا کہ لوگوں میں سے آج تم پر کوئی بھی غلبہ پانے والا نہیں ہے، اور میں تمہاری حمایت کرنے والا ہوں۔ پھر جب دونوں جماعتیں آمنے سامنے ہوئیں تو وہ الٹے پاؤں بھاگ نکلا اور اس نے کہا کہ بلاشبہ میں تم سے بری ہوں بے شک میں وہ کچھ دیکھ رہا ہوں جو تم نہیں دیکھتے۔ بے شک میں اللہ سے ڈرتا ہوں اور اللہ سخت عذاب دینے والا ہے"۔

شیطان ملعون ہمیشہ سے انسان کا دشمن ہے وہ چاہتا ہے کہ کافر کفر پر جمے رہیں۔ اور اہل اسلام سے جنگ کرتے رہیں اس کی خواہش ہے کہ کفر پھیلے اور اسلام کی اشاعت نہ ہو جیسے وہ قریش مکہ کے اُس مشورہ میں شیخ نجدی کی صورت بنا کر شریک ہوگیا تھا جس میں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کرنے یا شہربدر کرنے کے بارے میں مشورہ کررہے تھے اسی طرح وہ غزوۂ بدر کے موقع پر بھی آموجود ہوا۔ اول تو وہ مکہ معظمہ ہی میں اس وقت مشرکین کے پاس پہنچا جب وہ بدر کے لئے

روانہ ہونے کا مشورہ کر رہے تھے لیکن ساتھ ہی انہیں بنی بکر کی دشمنی کا بھی خیال ہو رہا تھا کہ ممکن ہے کہ وہ حملہ کردیں اس لئے روانہ ہونے میں کچھ جھجک رہے تھے اس موقع پر ابلیس سراقہ بن مالک بن جعشم کی صورت میں پہنچا۔

(یہ سراقہ بنی کنانہ کے سرداروں میں سے تھے جو بعد میں مسلمان ہوگئے تھے)

ابلیس نے قریش مکہ سے کہا کہ تم لوگ ہرگز اپنے ارادہ سے باز نہ آؤ بلکہ چلے چلو میں تمہارا حامی اور مددگار ہوں آج تم پر کوئی غلبہ پانے والا نہیں ہے۔ یہ تو مکہ میں ہوا پھر وہ بدر میں بھی موجود ہوگیا، جب مسلمانوں اور کافروں کی صفیں مقابلہ کے لئے ترتیب دی گئیں تو یہاں بھی وہ مشرکین کی صف میں اسی سراقہ والی صورت میں موجود تھا اور حارث بن ہشام کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھا۔ جب اس نے دیکھا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام گھوڑے کی لگام پکڑے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے موجود ہیں تو وہ ہاتھ چھڑا کر بھاگنے لگا، حارث نے کہا کہ تو جنگ سے پہلے ہی بھاگ رہا ہے؟ اس پر اس نے حارث کے سینہ میں دھپ مارا اور الٹے پاؤں چلا گیا اور اس نے یوں کہا کہ میں تم سے بیزار ہوں میرا تمہارا کوئی تعلق نہیں میں وہ کچھ دیکھ رہا ہوں جو تم نہیں دیکھتے۔

یہ تو اس وقت کی بات ہوئی پھر جب قریش شکست کھا کر مکہ معظمہ پہنچے تو یوں کہنا شروع کیا کہ سراقہ نے شکست دی۔ سراقہ کو یہ خبر پہنچی تو اس نے کہا کہ تم لوگ میرے بارے میں ایسا کہتے ہو اللہ کی قسم مجھے تمہارے جانے ہی کی خبر نہیں ہوئی مجھے تو تمہاری شکست کی خبر پہنچی ہے، ان لوگوں نے کہا کیا تو فلاں دن ہمارے پاس نہیں آیا تھا؟ اس نے قسم کھا کر کہا مجھے تو اس کی بالکل خبر نہیں پھر سراقہ اور دوسرے لوگ مسلمان ہوگئے تو پتہ چلا کہ یہ شیطان کی حرکت تھی۔

(معالم التنزیل صفحہ ۲۵۵ جلد ۲، وروح المعانی صفحہ ۱۵ جلد ۱۰)

حضرت طلحہ بن عبید اللہ بن کریز رحمہ اللہ تعالیٰ سے (مرسل) روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عرفات کے دن شیطان کو جتنا زیادہ

ذلیل اور حقیر اور غصے میں بھرا ہوا دیکھا گیا ایسا کبھی نہیں دیکھا گیا۔ اور اس کی وجہ یہ تھی کہ اس نے اللہ کی رحمت کو اترتے ہوئے دیکھا اور بڑے بڑے گناہوں سے جو اللہ تعالیٰ نے درگذر فرمایا اسے اس کا علم ہوا البتہ غزوۂ بدر کے موقع پر شیطان اس سے بھی زیادہ ذلیل حالت میں دیکھا گیا جب کہ اس نے حضرت جبریل علیہ السلام کو دیکھا جو فرشتوں کی صفیں درست کررہے تھے۔

(مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۲۲۹ از مؤطأ مالک مرسلاً)

سورۂ انفال میں فرمایا:

﴿إِذْ يُغَشِّيكُمُ النُّعَاسَ أَمَنَةً مِّنْهُ وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُم مِّنَ السَّمَاءِ مَاءً لِّيُطَهِّرَكُم بِهِ وَيُذْهِبَ عَنكُمْ رِجْزَ الشَّيْطَانِ وَلِيَرْبِطَ عَلَىٰ قُلُوبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ الْأَقْدَامَ ۝﴾

"جب کہ چین دینے کے لئے اپنی طرف سے اللہ تعالیٰ تم پر اونگھ طاری فرمارہا تھا اور تم پر پانی نازل فرمارہا تھا کہ تمہیں شیطان کے وسوسہ سے پاک کرے اور تاکہ تمہارے دلوں کو مضبوط کردے اور اس کے ذریعہ قدموں کو جمادے"۔

نیند جو کہ ہر چیز سے غافل کردیتی ہے خوشی سے بھی اور رنج سے بھی اس لئے غزوۂ بدر کے موقع پر اللہ تعالیٰ نے اونگھ بھیج دی جو صحابہ پر چھاگئی جس سے پریشانی جاتی رہی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ ہم سب پر نیند کا غلبہ ہوگیا تھا مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح تک برابر نماز میں مشغول رہے (کمافی الدرالمنثور) نیز اللہ تعالیٰ نے بارش بھی نازل فرمائی اس بارش کے دو فائدے ہوئے ایک تو نہانے اور دھونے اور پانی پینے کا فائدہ ہوا دوسرا شیطان نے مسلمانوں کے قلوب میں جو ناپاک وسوسے ڈال دیئے تھے یہ بارش ان وسوسوں کے ازالہ کا سبب بن گئی۔ نیز یہ بھی فائدہ ہوا کہ مسلمان جس جگہ قیام پذیر تھے وہاں ریت تھا وہ پانی برسنے کی

وجہ سے جم گیا اور جہاں مشرکین ٹھہرے ہوئے تھے وہاں کیچڑ ہو گئی تفسیر ابن کثیر صفحہ ۲۵۱ جلد ۴ میں ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدر تشریف لے گئے اور وہاں قیام فرمایا تو وہاں آپ کے اور مشرکین کے درمیان بہت زیادہ ریت تھا۔ اس ریت میں جنگ کرنا بھی مشکل تھا اور ادھر مسلمانوں کو پانی کی بھی ضرورت تھی لہٰذا شیطان نے ان کے دلوں میں وسوسہ ڈالا کہ تم یہ خیال کرتے ہو کہ اللہ کے دوست ہو اور تمہارے اندر خدا کا رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے اور حال یہ ہے کہ پانی پر مشرکین نے قبضہ کر رکھا ہے اور تم حالت جنابت میں نمازیں پڑھ رہے ہو اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے خوب زیادہ بارش برسائی لہٰذا مسلمانوں نے پانی پیا اور پاکی حاصل کی جس سے ظاہری نجاست دور ہو گئی اور اللہ تعالیٰ نے شیطان کے وسوسہ کو دور فرمادیا جس سے باطنی نجاست بھی دور ہو گئی اور ریت سیمنٹ کی طرح جام ہو گیا جس پر مسلمانوں کا اور ان کے جانوروں کا چلنا پھرنا آسان ہو گیا اور مسلمانوں کو اطمینان ہو گیا، اور اس کے بعد انہوں نے دشمن سے جم کر مقابلہ کیا۔

غزوۂ احد میں شیطان کی شرارت

سورۂ آل عمران میں فرمایا:

﴿وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ اَفَائِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ ؕ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا ؕ وَسَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ۝﴾

"اور محمد صرف رسول ہیں، ان سے پہلے رسول گذر چکے ہیں، تو کیا ان کو موت آجائے یا مقتول ہو جائیں تو تم الٹے پاؤں پلٹ جاؤ گے؟ اور جو شخص الٹے پاؤں پھر جائے تو وہ اللہ کو کچھ بھی

نقصان نہ دے گا۔ اور اللہ عنقریب شکر گذاروں کو ثواب دے گا"۔

غزوۂ احد میں حضرات صحابہؓ کو ابتداءً فتح حاصل ہوگئی جب فتح یابی دیکھ کر ان تیر انداز حضرات نے اپنی جگہ چھوڑ دی جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پہاڑی پر مقرر فرمایا تھا مشرکین نے واپس ہوکر حملہ کیا اور ستر مسلمان شہید ہوگئے جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اس موقعہ میں تکلیف پہنچی آپ کے دندان مبارک میں ایک پتھر آکر لگا جس سے سامنے کے بعض دندان مبارک شہید ہوگئے اور چہرہ مبارک زخمی ہوگیا۔

البدایہ والنہایہ جلد۴ صفحہ ۳۰ میں ہے کہ عبد اللہ بن قمصہ نے آنحضرت سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور کو زخمی کیا تھا اور عتبہ بن ابی وقاص نے آپ کے مبارک ہونٹوں پر حملہ کیا تھا جس سے آپ کے سامنے کا دانت شہید ہوگیا تھا جب ابن قمصہ نے حملہ کیا تو کہنے لگا کہ میں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کردیا اس وقت شیطان نے بھی زور سے پکار کر آواز لگائی اَلَا اِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ قُتِلَ (کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم قتل کردیئے گئے) یہ سن کر مسلمانوں میں کھلبلی مچ گئی اور ادھر ادھر منتشر ہوگئے اور بعض منافقین نے یوں کہا کہ محمد تو مقتول ہوگئے (صلی اللہ علیہ وسلم) لہٰذا اپنے پہلے دین کو اختیار کرلو۔ منافقین پہلے ہی دین اسلام پر نہ تھے ظاہری طور پر اپنے کو مسلمان کہتے تھے اب جب ایسا موقعہ آگیا تو مخلص مسلمانوں کو بھی دین اسلام سے پھر جانے کی دعوت دینے لگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پکارنا شروع کیا۔

﴿اِلَیَّ عِبَادَ اللّٰهِ﴾

"کہ اے اللہ کے بندو! میری طرف آؤ"۔

چنانچہ تیس آدمی آپ کے آس پاس جمع ہوگئے اور انہوں نے آپ کی حفاظت کی حتی کہ مشرکین کو دفع کردیا۔ اس موقعہ پر بعض صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بہت دلیری سے کام کیا حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اتنی تیراندازی کی کہ ان کی کمان کا ایک حصہ مڑ گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود اپنے دست مبارک سے ان کو تیر دیتے رہے اور فرماتے رہے کہ اے سعد! تیر پھینکو تم پر میرے ماں باپ قربان ہوں، اس موقعہ پر حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھوں سے آنحضرت کو بچایا ان کا ایک ہاتھ تیر لگنے سے بالکل بیکار ہوگیا۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کی آنکھ حلقے سے نکل کر ان کے رخسار پر گر پڑی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آنکھ کو دوبارہ حلقے میں لگادیا وہ پہلے سے بھی اور زیادہ اچھی ہوگئی۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھیوں کو آواز دی اور صحابہ جمع ہونے شروع ہوئے تو سب سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے پہچانا ان کی نظر آپ کی مبارک آنکھوں پر پڑگئی کہ آپ کی مبارک آنکھیں خود کے نیچے سے پوری آب و تاب کے ساتھ روشن ہیں۔ انہوں نے بلند آواز سے پکارا کہ خوشخبری سن لو کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں آپ نے خاموش رہنے کو فرمایا (شاید اس میں یہ مصلحت ہو کہ دشمن ارادہ بدل کر واپس نہ آجائے) حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آواز سن کر صحابہ کی ایک جماعت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ گئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ملامت کی کہ تم لوگوں نے راہ فرار اختیار کی وہ کہنے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے باپ دادا اور بیٹے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہوں ہم نے جو خبر سنی تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم شہید کردیئے گئے اس سے ہمارے دلوں پر رعب چھاگیا اور ہم بھاگ نکلے اس پر آیت وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ نازل ہوئی۔

جب حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کی خبر اڑا دی گئی تو حضرت انس ابن نضر رضی اللہ عنہ نے صحابہ سے کہا اب کیوں بیٹھے ہو؟ انہوں نے

کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہوگئے اب ہم کیا کریں؟ انہوں نے کہا کہ اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد زندہ رہ کر ہی کیا کروگے؟

﴿قُوْمُوْا فَمُوْتُوْا عَلٰی مَامَاتَ عَلَیْہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ﴾

"کھڑے ہوجاؤ اور اسی دین پر مرجاؤ جس دین پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جان دے دی"۔

اس کے بعد انہوں نے دشمن کی طرف رخ کیا اور جنگ کرتے کرتے شہید ہوگئے۔

حضرت ثابت بن وحداح رضی اللہ عنہ نے بھی حضرات صحابہ سے اسی قسم کا خطاب کیا اور فرمایا۔

﴿اِنْ کَانَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدْ قُتِلَ فَاِنَّ اللّٰہَ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ فَقَاتِلُوْا عَنْ دِیْنِکُمْ فَاِنَّ اللّٰہَ مُظَھِّرُکُمْ وَنَاصِرُکُمْ﴾

"یعنی اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہوگئے تو اللہ ہمیشہ زندہ ہے اسے موت نہیں آئے گی لہذا اپنے دین کی طرف سے لڑائی لڑو اللہ تمہیں پاک صاف فرمائے گا اور تمہاری مدد فرمائے گا"۔

کچھ انصاری ان کے کہنے سے جمع ہوگئے اور انہوں نے لڑنا شروع کردیا حتی کہ خالد بن ولید نے نیزہ مار کر ان کو شہید کردیا۔

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی خبر اڑی جس سے مسلمانوں کے حوصلے پست ہوگئے تو اس وقت ابو سفیان نے (جو اس وقت مشرکین کے لشکر کا قائد تھا) پہاڑ کے نیچے والے حصے سے آواز دی اَعْلُ ھُبُلُ (ھبل مشرکین کا ایک بت

تھا مذکورہ الفاظ میں اس کا جیکارہ لگایا)۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا ہم اس کا جواب نہ دیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں جواب دو اس پر حضرت عمرؓ نے ابو سفیان کے جواب میں یہ نعرہ لگایا کہ اَللّٰہُ اَعْلٰی وَاَجَلُّ (کہ اللہ سب سے بالا اور برتر ہے اور بزرگ تر ہے)

پھر ابو سفیان نے کہا لَنَا الْعُزّٰی وَلَا عُزّٰی لَکُمْ (کہ ہمارے لئے عزیٰ ہے اور تمہارے لئے عزیٰ نہیں، عزیٰ بھی ان لوگون کا ایک بت تھا)۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کا یوں جواب دو:

﴿اَللّٰہُ مَوْلَانَا وَلَا مَوْلٰی لَکُمْ﴾

”اللہ ہمارا مددگار ہے اور تمہارا کوئی مددگار نہیں“۔

چنانچہ یہ جواب دے دیا گیا اس سرزنش کے بعد کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہوجائیں یا مقتول ہوجائیں تو کیا تم پچھلے پاؤں پلٹ جاؤ گے۔ یوں فرمایا:

﴿وَمَنْ یَّنْقَلِبْ عَلٰی عَقِبَیْهِ فَلَنْ یَّضُرَّ اللّٰهَ شَیْئًا﴾

”کہ جو شخص پچھلے پاؤں پلٹ جائے اور دین حق کو چھوڑ دے تو اللہ تعالیٰ کو کچھ بھی نقصان نہ دے گا“۔

اس میں یہ ارشاد فرمایا کہ جو شخص دین حق پر ہے یعنی دین اسلام قبول کئے ہوئے ہے۔ وہ ہرگز یہ نہ سمجھے کہ میرے ایمان و اسلام سے اور میری عبادت سے اللہ تعالیٰ کو کوئی نفع ہے اگر میں اس دین کو چھوڑ دوں اور اللہ تبارک و تعالیٰ کی عبادت نہ کروں تو اللہ کا کوئی نقصان ہوجائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس بات سے برتر اور بالا ہے کہ اسے کوئی فائدہ یا نقصان پہنچے۔ البتہ جو کوئی شخص موحد مؤمن مسلم ہے اللہ کی عبادت کرتا ہے اللہ تعالیٰ جل شانہٗ اس کو اس کے ایمان کی اور اعمال صالحہ کی جزا دیدے گا۔ ایمان اور اعمال صالحہ میں خود مؤمنین کا اپنا نفع ہے۔

سورۂ آل عمران میں جہاں غزوۂ احد کا ذکر ہے وہاں آخر میں یوں فرمایا:

﴿إِنَّ الَّذِينَ تَوَلَّوْا مِنكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ إِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطَانُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوا ۖ وَلَقَدْ عَفَا اللَّهُ عَنْهُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ حَلِيمٌ ۝﴾

”بے شک تم میں سے جو لوگ اس دن پشت پھیر کر چلے گئے جس دن دونوں جماعتیں آپس میں مقابل ہوئی تھیں بات یہی ہے کہ ان کو شیطان نے لغزش دے دی، بعض ایسے اعمال کے سبب جو انہوں نے کئے اور البتہ تحقیق اللہ نے ان کو معاف فرمادیا۔ بے شک اللہ بخشنے والا ہے حلم والا ہے“۔

اس آیت کریمہ میں مسلمانوں کو تسلی بھی دی ہے (کیونکہ ان کی معافی کا اعلان فرمایا ہے) اور یہ بھی بتایا ہے کہ جو لوگ پشت پھیر کر چل دیئے تھے ان کو شیطان نے لغزش دیدی تھی، اور اس لغزش کا سبب ان کے بعض گناہ بن گئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ گناہ گناہوں کی طرف کھینچتے ہیں۔ ایک گناہ دوسرے گناہوں کا سبب بن جاتا ہے اور گناہوں کے ذریعہ شیطان دوسرے گناہوں پر آمادہ کردیتا ہے۔

باب دوم

(اس میں وہ احادیث شریفہ درج کی گئیں ہیں جن میں شیطان کی حرکتیں اور شرارتیں مذکور ہیں)

ہر شخص کے قلب پر فرشتہ اور شیطان کا ورود ہوتا ہے

﴿وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْكُمْ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا وَقَدْ وُكِّلَ بِهٖ قَرِیْنُهٗ مِنَ الْجِنِّ وَقَرِیْنُهٗ مِنَ الْمَلَائِكَةِ قَالُوْا وَاِیَّاكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَاِیَّایَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَعَانَنِیْ عَلَیْهِ فَاَسْلَمَ فَلَا یَاْمُرُنِیْ اِلَّا بِخَیْرٍ۝﴾ (رواہ مسلم)

"حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کوئی ایسا شخص نہیں ہے جس پر ایک ساتھی جنات میں سے اور ایک ساتھی فرشتوں میں سے مقرر نہ کیا گیا ہو، صحابہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ بھی ایسا ہی معاملہ ہے؟ فرمایا میرے ساتھ بھی ایسا معاملہ ہے لیکن اس کے مقابلے میں اللہ نے میری مدد فرمائی لہٰذا وہ مسلمان ہوگیا سو اب وہ مجھے خیر ہی کا مشورہ دیتا ہے"۔ (صحیح مسلم)

﴿عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِلشَّیْطَانِ لَمَّةً

بِابْنِ اٰدَمَ وَلِلْمَلَكِ لَمَّةً فَاَمَّا لَمَّةُ الشَّيْطَانِ فَاِيْعَادٌ بِالشَّرِّ وَتَكْذِيْبٌ بِالْحَقِّ وَاَمَّا لَمَّةُ الْمَلَكِ فَاِيْعَادٌ بِالْخَيْرِ وَتَصْدِيْقٌ بِالْحَقِّ فَمَنْ وَجَدَ ذٰلِكَ فَلْيَعْلَمْ اَنَّهٗ مِنَ اللّٰهِ فَلْيَحْمَدِ اللّٰهَ وَمَنْ وَجَدَ الْاُخْرٰى فَلْيَتَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ثُمَّ قَرَاَ الشَّيْطَانُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِ
رواه الترمذی وقال هذا حديث غريب ﴾

"حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ شیطان انسان کے قریب آتا ہے اور فرشتہ بھی اس کے پاس آتا ہے شیطان قریب آتا ہے تو شر کی باتیں بتاتا ہے اور حق کو جھٹلاتا ہے اور فرشتہ قریب آتا ہے تو خیر کی باتیں بتاتا ہے اور حق کی تصدیق کرتا ہے، سو جو شخص یہ بعد والی کیفیت محسوس کرے تو سمجھ لے کہ اللہ کی طرف سے ہے اور اللہ کا شکر ادا کرے اور اگر دوسری کیفیت (یعنی شیطان والی حرکت) محسوس کرے تو اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿ اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِ ﴾

"شیطان تمہیں تنگ دستی سے ڈراتا ہے اور برائیوں کا حکم کرتا ہے"۔ (ترمذی)

معلوم ہوا کہ انسان کے قلب پر فرشتہ کا بھی ورود ہوتا ہے اور شیطان کا بھی اور ہر انسان کے ساتھ ایسا ہوتا رہتا ہے فرشتہ خیر کی بات دل میں ڈالتا ہے اور شیطان شر کی اور معاصی کی باتیں دل میں ڈالتا ہے اعمال صالحہ سے بھی روکتا ہے اور اللہ کی

راہ میں خرچ کرنے سے بھی باز رکھتا ہے اور طرح طرح کی مشکلات سامنے لاکر پریشان کرتا ہے اور ڈراتا ہے حق کو جھٹلاتا ہے اور بندوں کے ایمان کو متزلزل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

ایمانیات میں شیطان کا وسوسہ ڈالنا

﴿وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ جَآءَ نَاسٌ مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلُوْهُ اِنَّا نَجِدُ فِیْ اَنْفُسِنَا مَا یَتَعَاظَمُ اَحَدُنَا اَنْ یَّتَکَلَّمَ بِهٖ قَالَ اَوَقَدْ وَجَدْتُّمُوْهُ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ ذَاکَ صَرِیْحُ الْاِیْمَانِ﴾

(رواہ مسلم)

''حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چند صحابہ آپ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمارے دلوں میں ایسی باتیں آتی ہیں کہ ان کو زبان پر لانے کو ہم بڑی بات سمجھتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا واقعی تم نے ایسا محسوس کیا ہے؟ عرض کی ہاں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ خالص ایمان ہے''۔ (رواہ مسلم)

شیطان ایمان کا ڈاکو ہے اور چور وہیں ڈاکہ ڈالتا ہے جہاں مال ہو ایمان کی دولت سے محروم کرنے کے لئے شیطان وسوسے لاتا ہے۔ کافروں کے بارے میں شیطان کی یہ کوشش رہتی ہے کہ وہ کفر اور شرک پر جمے رہیں۔ اور اہل ایمان کے بارے میں اس کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ ایمان سے پھر جائیں ان کا بہت پیچھا کرتا ہے اور طرح طرح سے ستاتا ہے۔ ایمانیات اور اعتقادیات کے بارے میں شک ڈالنے کی کوشش

کرتا ہے اور طرح طرح کے وسوسے لاتا ہے۔ اس کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ مؤمن بندہ کافر ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات (علم و قدرت وغیرہ) کے بارے میں طرح طرح کے سوالات اٹھاتا ہے جب کہ ان سوالات کے جوابات پر ایمان موقوف نہیں پھر جب بندہ ان سوالات کے جوابات نہیں دے پاتا تو شیطان کہتا ہے کہ تو تو کافر ہو گیا، لہٰذا سارے وسوسے اور خیالات وہیں چھوڑ دے اور شیطان سے کہدے کہ بھاگ تو تو خود کافر ہے تجھے میرے اسلام کی کیا فکر پڑی۔ اگر شیطان کے ساتھ ساتھ چلتا رہے اور اس کے شکوک وشبہات اور وسوسوں کا ساتھ دیتا رہے تو وہ کافر ہی بنا کر چھوڑتا ہے۔

﴿وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَاْتِی الشَّیْطَانُ اَحَدَکُمْ فَیَقُوْلُ مَنْ خَلَقَ کَذَا مَنْ خَلَقَ کَذَا۔ حَتّٰی یَقُوْلَ مَنْ خَلَقَ رَبَّکَ فَاِذَا بَلَغَهٗ فَلْیَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ وَلْیَنْتَهِ (متفق علیہ)

وَعِنْدَ اَبِیْ دَاوٗدَ فَاِذَا قَالُوْا ذٰلِکَ فَقُوْلُوْا اَللّٰهُ اَحَدٌ اَللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّهٗ کُفُوًا اَحَدٌ ثُمَّ لْیَتْفُلْ عَنْ یَّسَارِهٖ ثَلَاثًا وَّلْیَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ﴾

”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمہارے پاس شیطان آئے گا اور وہ یوں کہے گا کہ فلاں چیز کو کس نے پیدا کیا اور فلاں چیز کو کس نے پیدا کیا؟ سوال اٹھاتے اٹھاتے وہ کہے گا تیرے رب کو کس نے پیدا کیا۔ تو جب یہاں پہنچ جائے تو اللہ

کی پناہ لے اور وہیں رک جائے (یہ بخاری و مسلم کی روایت میں ہے) اور سنن ابوداؤد میں یوں ہے کہ جب لوگوں میں اس طرح کے سوالات اٹھیں تو تم (ان کے جوابات کے خیال میں نہ لگو بلکہ) یوں کہو:

﴿اَللّٰہُ اَحَدٌ اَللّٰہُ الصَّمَدُ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ﴾

اس کے بعد تین بار اپنی بائیں طرف تھتکار دے اور شیطان مردود سے اللہ کی پناہ مانگے"۔

حدیث میں فرمایا کہ شیطان تمہارے پاس آکر یوں سوال اٹھائے گا، یہ ایمانیات میں وسوسے ڈالنے کی ایک مثال ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وسوسہ دور کرنے کا یہ علاج بتایا کہ وسوسے آئیں تو وہیں رک جائے اور شیطان مردود سے اللہ کی پناہ مانگے یعنی اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم پڑھ لے اور بائیں طرف تھتکار دے۔ وساوس شیطانیہ کی ایسی مثال ہے جیسے بھڑوں کا چھتہ ہو۔ اگر اسے چھیڑ دیا جائے تو بھڑیں لپٹ جاتی ہیں۔ اور پیچھا چھڑانا مشکل ہو جاتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ وسوسہ آئے تو اس کو وہیں چھوڑ دے اور آگے نہ بڑھائے۔ اور اگر آگے بڑھاتا رہا تو مصیبت میں پڑ جائے گا اور چھٹکارہ مشکل ہوگا یہ مشورہ بہت کامیاب ہے اور مجرب ہے۔

﴿عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَاءَہٗ رَجُلٌ فَقَالَ اِنِّیْ اُحَدِّثُ نَفْسِیْ بِالشَّیْءِ لَاَنْ اَکُوْنَ حُمَمَۃً اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ اَتَکَلَّمَ بِہٖ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ رَدَّ اَمْرَہٗ اِلَی الْوَسْوَسَۃِ﴾ (رواہ ابوداؤد)

"حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ:

ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا کہ میں اپنے نفس میں ایسی باتیں محسوس کرتا ہوں کہ انہیں زبان پر لانے کے بجائے میں اس بات کو زیادہ محبوب سمجھتا ہوں کہ جل کر کوئلہ ہو جاؤں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ رَدَّ اَمْرَہٗ اِلَی الْوَسْوَسَۃِ﴾

(مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۱۹ از ابوداؤد)

شیطان مؤمن بندوں کے دلوں میں ایمانیات اور اعتقادیات کے بارے میں جو شکوک و شبہات ڈالتا ہے اس حدیث میں ان کا ذکر ہے۔ جب ایمان دل میں پختہ ہوتا ہے تو اس کے خلاف جو بھی وسوسہ آئے وہ سخت ناگوار معلوم ہوتا ہے اور ایمان کے خلاف شیطان جو بھی وسوسہ ڈالے مؤمن کا دل اس سے اسی وقت بیزار ہوتا ہے اور یہ ناگوار گذرتا ہے کہ اس بات کو زبان پہ لائے۔ اسی کو خدمت عالی میں حاضر ہونے والے صحابیؓ نے عرض کیا کہ ایمان کے خلاف جو ذہن میں وسوسے آتے ہیں ان کو زبان پر لانے کے بجائے میرے لئے یہ پسندیدہ ہے کہ جل کر کوئلہ ہو جاؤں یہ جذبہ دلیل ہے اس بات کی کہ شیطان نے جس کے دل میں وسوسہ ڈالا ہے وہ شخص خالص مؤمن ہے۔ اسی لئے گذشتہ حدیث میں اس کو صریح الایمان یعنی خالص ایمان فرمایا۔ اور اس حدیث میں فرمایا کہ:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ رَدَّ اَمْرَہٗ اِلَی الْوَسْوَسَۃِ﴾

(کہ اللہ تعالیٰ کے لئے سب تعریف ہے جس نے شیطان کی شرارت کو صرف وسوسہ تک رہنے دیا) یعنی مؤمن بندہ نے شیطان کی بات کو قبول نہ کیا اور اسے بہت برا جانا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ شیطان ہارا او وسوسہ ڈالنے کے علاوہ کچھ بھی نہ کرسکا اور مؤمن بندہ شیطان کے مقابلہ میں جیت گیا اپنے ایمان پر جما رہا۔ فالحمد للہ

رب العالمین۔

وسوسوں سے گھبرائیے نہیں جب حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم کو بھی وسوسے آئے تو ماشما کی کیا ہستی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان وسوسوں کا علاج بتادیا کہ وسوسہ آئے، تو وہیں رک جائے اور بائیں طرف کو تین بار تھوک دے اور اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ پڑھ لے یا تھوکنا شیطان کو ذلیل کرنے کے لئے ہے۔

ایمانیات میں وسوسہ آنا اور وسوسہ تک ہی محدود رہ جانا اس کے بارے میں سید الصادقین صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ گواہی مل گئی کہ یہ خالص ایمان ہے پھر فکر کی کوئی بات نہیں۔

استنجاء کے مواقع میں شیاطین کا حاضر رہنا

﴿وَعَنْ زَیْدِ بْنِ اَرْقَمَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ ھٰذِہِ الْحُشُوْشَ مُحْتَضَرَۃٌ فَاِذَا اَتٰی اَحَدُکُمُ الْخَلَاءَ فَلْیَقُلْ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ﴾

(رواہ ابوداؤد وابن ماجہ)

﴿وَعَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سِتْرٌ مَا بَیْنَ اَعْیُنِ الْجِنِّ وَعَوْرَاتِ بَنِیْ اٰدَمَ اِذَا دَخَلَ اَحَدُھُمُ الْخَلَاءَ اَنْ یَّقُوْلَ بِسْمِ اللّٰہِ﴾ (رواہ الترمذی)

"حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ قضائے حاجت کی جگہیں ایسی ہیں جن میں شیاطین حاضر رہتے ہیں سو تم میں سے

جب کوئی شخص قضائے حاجت کی جگہ میں داخل ہونے لگے تو (باہر ہی) یہ پڑھ لے:

﴿اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ﴾

"میں اللہ کی پناہ لیتا ہوں خبیث جنات سے سے مرد ہو یا عورت"۔ (ترمذی، ابوداؤد)

"حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جنات کی آنکھوں اور بنی آدم کی شرمگاہوں کے درمیان پردہ یہ ہے کہ جب وہ قضائے حاجت کی جگہ میں داخل ہونے لگیں تو بسم اللہ کہہ لیں۔ (ترمذی)

پیشاب پاخانے کے وقت پردہ کا اہتمام کرنا ضروری ہے اہتمام نہ کیا جائے تو شرم کی جگہوں پر انسانوں کی نظر بھی پڑجاتی ہے اور شیاطین تو اس فکر میں رہتے ہی ہیں کہ نظر ڈالیں اور کھیلیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے جو کوئی شخص قضائے حاجت کے لئے جائے تو پردہ کرے (اگرچہ جنگل میں ہو) پردہ کرنے کے لئے کوئی چیز نہ پائے تو یہ ہی کرلے کہ ریت کا ایک ڈھیر بنالے اور اس کی طرف پشت کرکے بیٹھ جائے کیونکہ بنی آدم کے مقاعد یعنی شرم کی جگہوں سے کھیلتے ہیں۔ جس نے ایسا کیا اچھا کیا اور جس نے نہ کیا تو کوئی حرج نہیں۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

(یعنی اگر انسانوں میں سے کوئی دیکھنے والا نہیں ہے اور ریت کا ڈھیر بناکر نہ بیٹھا تو شرعاً اس میں کوئی گناہ نہیں ہے ہاں اگر کسی کو شیطان کا کھلونا بننا ہو تو وہ جانے۔)

ایک حدیث میں یوں بھی ہے کہ تم میں سے کوئی شخص سوراخ میں پیشاب نہ

کرے۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

اس ممانعت کی وجہ علماء نے یہ بتائی ہے کہ سوراخوں میں شیطان رہتے ہیں۔ جب پیشاب اندر پہنچے گا تو وہ اندر سے نکلے گا اور پیشاب کرنے والے کو تکلیف دے گا۔ (ہمارے ایک دوست نے ایک واقعہ بتایا کہ ایک شخص پر جن سوار ہوگیا جب عامل کے پاس گئے تو جن نے کہا اس نے ہمیں تکلیف دی ہے بیت الخلاء جانے کی دعا پڑھ لیتا تو ہم وہاں سے ہٹ جاتے اس نے دعا نہیں پڑھی جس سے ہمیں تکلیف پہنچی لہٰذا ہم اسے تکلیف دے رہے ہیں)

جب قضائے حاجت کے بعد بیت الخلاء سے نکلے تو یہ دعا پڑھے:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَذْهَبَ عَنِّیْ الْاَذٰی وَعَافَانِیْ﴾

(رواہ ابن ماجہ)

"سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے مجھ سے تکلیف دینے والی چیز دور فرمادی اور مجھے آرام دیا"۔

بیت الخلاء سے نکلنے کے بعد ذیل کی دعا پڑھنا بھی وارد ہوا ہے:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَذَاقَنِیْ لَذَّتَهٗ وَاَبْقٰی فِیَّ قُوَّتَهٗ وَاَذْهَبَ عَنِّیْ اَذَاهُ﴾ (عمل الیوم واللیلہ للحافظ ابن السنی)

"سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے مجھے کھانے کی لذت چکھائی اور میرے اندر اس کی قوت باقی رکھی اور مجھ سے اس کی تکلیف دور فرمادی"۔

سنن ترمذی اور ابوداؤد میں یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی قضائے حاجت کی جگہ سے باہر تشریف لاتے تھے تو غفرانک کہتے تھے (اے اللہ میں آپ سے مغفرت کا سوال کرتا ہوں)۔

مسئلہ: پیشاب پاخانہ کرتے وقت قبلہ رخ ہونا یا قبلہ کی طرف پشت کرنا ممنوع

ہے اور زبان سے کچھ پڑھنا بھی ممنوع ہے البتہ دل میں ذکر جاری رکھیں اور آپس میں باتیں کرنا بھی منع ہے۔

شیطان کا ناک کے بانسہ میں رات کو رہنا

﴿وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اسْتَیْقَظَ اَحَدُكُمْ مِنْ مَنَامِهٖ فَتَوَضَّاَ فَلْیَسْتَنْثِرْ ثَلٰثًا فَاِنَّ الشَّیْطَانَ یَبِیْتُ عَلٰی خَیْشُوْمِهٖ﴾ (متفق علیہ)

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص اپنی نیند سے بیدار ہو کر وضو کرنے لگے تو تین بار ناک کو جھاڑ دے کیونکہ شیطان اس کے ناک کے بانسہ میں رات گذارتا ہے"۔ (بخاری، مسلم)

وضوء میں اِسْتِنْشَاقْ یعنی ناک میں سانس کے ساتھ نرم جگہ تک پانی لے جانا اور جھاڑنا سنت ہے جو تین بار ہونا چاہئے اور جب رات کو سونے کے بعد بیدار ہو کر وضوء کرنے لگے تو ناک براڈنے کا خاص خیال رکھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرف خاص توجہ دلائی ہے اور فرمایا ہے کہ شیطان رات کو تمہاری ناک کے بانسہ میں رہتا ہے بانسہ کو عربی میں خیشوم کہتے ہیں جس سے غنہ ہوتا ہے۔

وضوء میں شیطان کا وسوسے ڈالنا

﴿وَعَنْ اُبَیِّ بْنِ كَعْبٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ لِلْوُضُوْءِ شَیْطَانًا

يُقَالُ لَهُ الْوَلْهَانُ فَاتَّقُوْا وَسْوَاسَ الْمَاءِ

(رواہ الترمذی وابن ماجہ)

"حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وضو کا ایک شیطان ہے اسے "ولھان" کہا جاتا ہے لہٰذا تم پانی کے بارے میں وسوسہ ڈالنے والے سے بچو"۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

شیطان بہت چالاک ہے دین داروں کے پاس دین کے راستہ سے آتا ہے اور دینی باتیں سمجھا کر دھوکہ دیتا ہے۔ اس کی فریب کاری سے ہوشیار رہنا چاہئے۔

لفظ "ولہان" حیرانی کے معنی پر دلالت کرتا ہے جب نمازی آدمی وضو کرنا شروع کرتا ہے تو شیطان حاضر ہوجاتا ہے اور کہتا ہے کہ فلاں عضو دھلنا رہ گیا اور سر کا مسح نہیں ہوا اور یہاں خشک رہ گیا اور وہاں پانی نہیں پہنچا، شریعت کے مطابق خوب اچھی طرح پانی پہنچاتا رہے اور تین تین بار دھوتا رہے، آگے بڑھے اور شیطان کے وسوسوں کی طرف توجہ نہ دے شیطان حیرانی میں ڈال دے گا۔ اسی لئے اسے ولہان کہا جاتا ہے۔

اگر شیطان کا وسوسہ مانو تو آگے بڑھاتا ہی رہے گا اور کبھی چھٹکارہ نہ ہوگا۔ اعوذ باللہ (آخر تک) پڑھ کر شیطان کو دھتکار دیں اپنا کام کریں اور آگے بڑھیں۔

حضرت حکیم الامت تھانوی قدس سرہ کے ملفوظات میں کہیں پڑھا ہے کہ مولانا یعقوب صاحب نانوتویؒ دارالعلوم دیوبند کے اولین شیخ الحدیث تھے۔ انہوں نے بیان فرمایا کہ جب میں پاؤں دھوکر وضو سے فارغ ہوجاتا تو شیطان وسوسہ ڈالتا تھا کہ سر کا مسح رہ گیا چند مرتبہ سر کا مسح دوبارہ کرلیا شیطان کہتا تھا کہ سر کا مسح فرض ہے مسح نہیں کیا تو وضو بھی نہیں ہوا ور بے وضو نماز پڑھنا کفر ہے۔ ایک دن میں نے شیطان سے کہا کہ تجھے میرے اسلام کی فکر ہے تو کون سا مسلمان ہے جا بھاگ میں اسی وضو سے نماز پڑھوں گا جب یہ کیا تو شیطان نے وسوسے ڈالنا چھوڑ دیا۔

جو کوئی شخص طہارت کے بارے میں وسوسوں میں مبتلا ہو وہ شیطان کے وسوسوں پر عمل نہ کرے اور مولانا یعقوب صاحبؒ نے جو عمل کیا ایسا ہی کرے جب شیطان کہے کہ تم نے تو پاؤں بھی دھولئے حالانکہ فلاں فرض رہ گیا تو اس سے کہہ دے کہ تجھے کیا مطلب؟ تو جا دفع ہو۔

اور پانی کی پاکی اور ناپاکی کے بارے میں اَلْیَقِیْنُ لَایَزُوْلُ بِالشَّکِّ پر عمل کرے۔ یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ یقین شک سے زائل نہیں ہوتا پانی اپنی اصل خلقت میں پاک ہے جب تک اس کے ناپاک ہونے کا ایسا یقین نہ ہوجائے کہ ناپاکی پر قسم کھاسکے تو پاک ہی سمجھتا رہے کافروں اور بچوں کے ہاتھ ڈالنے سے پانی ناپاک نہیں ہوتا۔ یہ بات بھی یاد رہنا چاہئے کہ شیطان وسوسے ڈال کر انسان کو وہمی بنادیتا ہے جب اس کا نفس وہمی ہوگیا تو اب شیطان فارغ ہے۔ وہ کوئی بھی وسوسہ نہ ڈالے تب بھی اپنے نفس کے وہموں اور وسوسوں میں مبتلا رہتا ہے۔ شیطان کو اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ پڑھ کر دور کرے۔

اور اس کے وسوسوں کے ساتھ نہ چلے اور عقل کو وہم پر غالب رکھے، ورنہ ہمیشہ مصیبت رہے گی۔ مناطقہ کا قول ہے اور سچ ہے۔

﴿لَوْلَا دَفْعَ الْعَقْلُ حُكْمَ الْوَهْمِ لَبَقِیَ الْاِلْتِبَاسُ دَائِمًا﴾

”اگر عقل وہم کو دفع نہ کرے تو ہمیشہ اشتباہ رہے گا“۔

وضو ٹوٹنے کے بارے میں شیطان کا وسوسے ڈالنا

﴿وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ (رَفَعَهٗ) اِنَّ الشَّیْطٰنَ یَاْتِیْ اَحَدَكُمْ فِیْ صَلَاتِهٖ یَاْخُذُ شَعْرَةً مِنْ دُبُرِهٖ فَیُرٰی اَنَّهٗ قَدْ اَحْدَثَ فَلَا یَنْصَرِفُ حَتّٰی یَسْمَعَ صَوْتًا اَوْ یَجِدَ رِیْحًا﴾

(رواہ الطبرانی فی الکبیر)

"حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ تم میں سے کوئی شخص نماز پڑھتا ہے تو شیطان اس کے پاس آجاتا ہے اور اس کے ریح خارج ہونے کی جگہ پر پہنچ کر بال کو حرکت دیتا ہے جس سے وہ سمجھتا ہے کہ میرا وضو ٹوٹ گیا اگر ایسی صورت پیش آئے تو نماز نہ توڑے اور وضو کرنے کے لئے نہ جائے (نماز میں جیسے مشغول ہے برابر مشغول رہے) اور اس وقت تک وضو ٹوٹا ہوا نہ سمجھے جب تک ریح کی آواز نہ سنے یا بدبو محسوس نہ کرے"۔ (جمع الفوائد صفحہ ۱۰۳ جلد ۱)

اس حدیث میں یہ بتایا ہے کہ جب کسی نے وضو کرلیا تو اب وضو اسی وقت ٹوٹے گا جب نواقض وضو میں سے کوئی چیز پیش آئے گی وضو توڑنے والی چیزوں میں سے ریح کا خارج ہونا بھی ہے۔ اور نواقض وضو میں یہی صورت زیادہ پیش آتی ہے۔ شیطان اسے نمازی کو پریشان کرنے کا ذریعہ بنالیتا ہے آتا ہے ہمدرد ہو کر لیکن مقصود ستانا نماز سے ہٹانا اور دل بٹانا ہوتا ہے۔ وہ وضو توڑنے کا صرف وسوسہ ہی نہیں ڈالتا بلکہ یہاں حرکت کرتا ہے کہ اندر گھس کے ریح خارج ہونے کی جگہ پر بالوں کو حرکت دیتا ہے یا کوئی اور کچھ حرکت کرتا ہے۔ (بعض روایات میں ہے کہ وہ نمازی کی نماز قطع کروانے کی لطیف تدبیر کرتا ہے اگر کوئی صورت نہ بنے تو ریح خارج ہونے کی جگہ میں پھونک دیتا ہے) (کمافی جمع الفوائد)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے جب کسی کو کچھ نکلتا ہوا محسوس ہو تو محض وہم اور احساس کاذب اور شیطان کی شرارت کی وجہ سے یہ نہ سمجھے کہ میرا وضو ٹوٹ گیا اور نماز جاتی رہی لہٰذا پھر سے وضو کرکے آؤں اور دوبارہ نماز شروع کروں اگر ایسا کرے گا تو شیطان شرارت کرتا رہے گا جوں ہی وضو کرکے نماز شروع کرے گا۔ شیطان پھر کوئی شرارت کردے گا (لہٰذا نماز اور وضو سے فراغت

ہی نہ ہوگی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارے میں مستقل قانون بتادیا کہ جب تک ریح خارج ہونے کی آواز نہ سنے یا بدبو محسوس نہ کرے اس وقت تک اپنے کو باوضو سمجھے اگر نماز میں مشغول ہے تو وہم اور وسوسہ کی وجہ سے نماز کو نہ توڑے اگر خارج نماز ہو تب بھی یہی حکم ہے کہ وہم اور وسوسہ کی بناء پر اپنے کو بے وضو نہ سمجھ لے۔

اور ایک حدیث میں یوں کہا کہ جب تم میں سے کوئی شخص اپنے پیٹ میں کچھ محسوس کرے اور اشتباہ ہو جائے کہ کچھ نکلا ہے یا نہیں تو ہرگز مسجد سے نہ نکلے جب تک آواز نہ سن لے، یا بدبو محسوس نہ کرلے۔ (مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۴۰ از ترمذی وابوداؤد)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جو فرمایا کہ جب تک آواز نہ سن لے یا بدبو محسوس نہ ہو اس وقت تک اپنے کو باوضو سمجھے اس کا مطلب یہ ہے کہ جب تک ریح کے خارج ہونے کا یقین نہ ہو اس وقت تک خواہ مخواہ پھر سے وضو نہ کرے آواز اور بدبو کو بطور مثال ذکر فرمایا ہے یہ مطلب نہیں ہے کہ اگر مثلاً کوئی آدمی بہرا بھی ہو اور زکام بھی ہو تو کتنی ہی ریح خارج ہوتی رہے اپنے کو باوضو سمجھے۔

حدیث صحیح کا مفہوم نہ سمجھنے کی وجہ سے بعض لوگوں کو غلط فہمی رہتی ہے ریح خارج ہونے کا یقین ہو جاتا ہے پھر بھی نماز پڑھتے رہتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں کہ ذرا بہت ریح خارج ہوئی ہے اور آواز یا بدبو محسوس نہیں ہوئی۔ لہٰذا ہمارا وضو ہے۔

دوسری حدیث پر نظر نہ کرنے کی وجہ سے اس غلطی میں مبتلا ہوئے ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

﴿اِذَا فَسَا اَحَدُکُمْ فَلْیَتَوَضَّأْ﴾

(رواہ مسلم کما فی المشکوٰۃ صفحہ ۴۰)

"جب تم میں سے کسی شخص کی بغیر آواز کے ریح خارج ہو تو وضو کرے"۔

استحاضہ کا خون جاری ہونے میں شیطان کی شرارت

﴿وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُسْتَحَاضَةِ قَالَ تِلْكَ رَكْضَةٌ مِنْ رَكَضَاتِ الشَّيْطَانِ فِيْ رَحِمِهَا﴾

(رواہ البزار والطبرانی فی الکبیر والاوسط)

"حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مستحاضہ کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ ان چوٹوں میں سے ایک چوٹ ہے جو شیطان نے اس کے رحم میں مار دی ہے"۔ (جمع الفوائد صفحہ ۱۳۶، جلد ۱ عن البزار والطبرانی)

عورتوں کو جو ہر ماہ خون جاری ہوتا ہے شریعت کی اصطلاح میں اسے حیض یا محیض کہا جاتا ہے، چنانچہ جو خون طبعی طور پر ہر ماہ آتا ہے اور دس دن کے اندر اندر آکر ختم ہو جاتا ہے وہ حیض ہی ہے اس کا حکم وہی ہے کہ ان دنوں میں عورت نہ نماز پڑھے نہ روزہ رکھے نہ تلاوت کرے نہ طواف کرے نہ اس کا شوہر ہمبستری کرے۔ بعض دفعہ خون حد سے زیادہ بڑھ جاتا ہے کبھی مسلسل آتا رہتا ہے بند ہی نہیں ہوتا اسے استحاضہ کہتے ہیں اور جو عورت اس میں مبتلا ہو اسے مستحاضہ کہتے ہیں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ یہ عورت نماز روزے کے بارے میں کیا کرے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ حیض نہیں ہے بلکہ یہ شیطان کی شرارت ہے اس نے اندر جاکر رحم میں چوٹ مار دی ہے جس کی وجہ سے ایام عادت پورے ہونے کے باوجود بھی برابر جاری ہے۔

حضرت اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک عورت کو برابر خون جاری رہتا تھا میں نے اس کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مسئلہ پوچھا آپ نے فرمایا اس بیماری سے پہلے جتنے دن رات خون آتا تھا ہر مہینے اتنے دنوں کو حیض سمجھے اور ان دنوں میں نماز چھوڑ دے جب وہ دن گذر جائیں جو حیض کے دن ہوتے ہیں تو غسل کرلے پھر کسی کپڑے کا لنگوٹ باندھ لے اور نماز پڑھا کرے۔ (سنن ابوداؤد صفحہ ۳۶، جلد ۱)

مثال کے طور پر یوں سمجھ لو کہ کسی عورت کو سات دن حیض آتا تھا اب کسی ماہ آگے بڑھ گیا تو جب تک دس دن کے اندر ہوگا تو حیض ہی ہوگا اور دس دن سے آگے بڑھ گیا مثلاً بارہ پندرہ بیس دن تک چلا گیا تو سات دن سے جو زائد ہو گیا دس دن کے اندر بھی اور دس دن کے بعد بھی یہ سب استحاضہ ہوگا عادت کے مطابق جب دن گذر جائیں تو غسل کرے اور نماز شروع کردے، رمضان المبارک ہو تو روزہ بھی رکھے ماہ رمضان کے علاوہ کوئی مہینہ ہو تو نفلی روزے بھی رکھ سکتی ہے اور اس کا شوہر اس سے ہمبستری بھی کرسکتا ہے اگر خون کسی وقت بھی ختم نہ ہو تو ہر نماز کے وقت کے شروع میں وضو کرلے یہ وضو آخر وقت تک چلے گا (بشرطیکہ کوئی اور ناقض وضو پیش نہ آجائے) اسی وضو سے طواف بھی کرسکتی ہے اور قرآن مجید بھی چھوسکتی ہے اور حفظ تلاوت کے لئے وضو شرط نہیں ہے۔ البتہ جن دنوں کو حیض قرار دے ان دنوں میں نماز روزہ تلاوت وغیرہ سے پرہیز کرے اور اس کا شوہر بھی اس سے ہمبستری نہ کرے۔

یہ رسالہ چونکہ مختصر ہے اور مستقل کتاب سے متعلّق نہیں ہے اس لئے جو بھی کوئی عورت استحاضہ کی بیماری میں مبتلا ہو علماء سے پوچھ کر عمل کرے ممکن ہے ہماری تحریر سے مسئلہ سمجھ میں نہ آیا ہو۔ اور استحاضہ کی سب صورتیں ہم نے تحریر بھی نہیں کی ہیں یہاں تو شیطان کی ایک شرارت ظاہر کرنے کے لئے حدیث لکھی ہے کہ شیطان یہ حرکت کرتا ہے کہ اندر داخل ہوکر رحم میں چوٹ ماردیتا ہے جس

کی وجہ سے عادت طبعی سے خون آگے بڑھ جاتا ہے۔

شیطان کا اذان کی آواز سن کر بھاگنا، پھر واپس ہو کر نماز میں خلل ڈالنا

﴿وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ اَدْبَرَ الشَّيْطَانُ لَهٗ ضُرَاطٌ حَتّٰی لَا يَسْمَعَ التَّاْذِيْنَ فَاِذَا قُضِیَ النِّدَاءُ اَقْبَلَ حَتّٰی اِذَا ثُوِّبَ بِالصَّلٰوةِ اَدْبَرَ حَتّٰی اِذَا قُضِیَ التَّثْوِيْبُ اَقْبَلَ حَتّٰی يَخْطُرَ بَيْنَ الْمَرْءِ وَنَفْسِهٖ يَقُوْلُ اذْكُرْ كَذَا اُذْكُرْ كَذَا لِمَا لَمْ يَكُنْ يَذْكُرُ حَتّٰی يَظِلَّ الرَّجُلُ لَا يَدْرِیْ كَمْ صَلّٰی﴾ (متفق علیہ)

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب نماز کے لئے پکارا جاتا ہے (یعنی اذان دی جاتی ہے) تو شیطان پشت پھیر کر زور زور سے ہوا خارج کرتا ہوا بھاگتا ہے تاکہ اذان نہ سنے پھر جب اذان ختم ہوجاتی ہے تو واپس آجاتا ہے یہاں تک کہ اقامت شروع ہوتی ہے تو پھر پشت پھیر کر بھاگ جاتا ہے یہاں تک کہ جب اقامت ختم ہوجاتی ہے تو واپس آجاتا ہے۔ (اور وسوسے ڈالنے شروع کرتا ہے) یہاں تک کہ نمازی آدمی اور اس کے نفس کے درمیان خلل انداز ہوجاتا ہے (اور) کہتا ہے کہ فلاں چیز یاد کر فلاں چیز یاد کر، وہ وہ باتیں یاد دلاتا ہے جو اس

وقت اس کے ذہن میں بھی نہیں ہوتیں یہاں تک کہ نمازی آدمی اس حالت میں ہو جاتا ہے کہ اسے یہ بھی پتہ نہیں رہتا کہ کتنی رکعت نماز پڑھی"۔

(مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۱۶۴ از بخاری و مسلم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شیطان اذان سے اور اقامت سے بھاگتا ہے ان دونوں کے سننے سے اسے تکلیف ہوتی ہے اذان کی آواز سے تو اتنی سخت تکلیف محسوس کرتا ہے کہ زور زور سے ہوا خارج کرتا ہوا بھاگتا ہے صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ وہ مقام روحاء تک چلا جاتا ہے جو (بدر کے راستہ میں) مدینہ منورہ سے ۳۶ میل کے فاصلہ پر ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۶۶)

ہندوستان میں سنا کرتے تھے کہ مسلمانوں سے ہندویوں کہتے ہیں کہ نماز تو پڑھ لو لیکن اذان نہ دو۔ کیونکہ اذان سے ہمارے دیوتا بھاگتے ہیں۔ حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ ان کا یہ بیان صحیح ہے ان کو چونکہ بھاگتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اس لئے مسلمانوں کے سامنے اپنے دیوتاؤں کی بدحالی بیان کرتے ہیں لیکن مسلمان پھر بھی نہیں ہوتے۔ هَدَاهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰی لِلْاِیْمَانِ۔

یہاں یہ جو سوال پیدا ہوتا ہے کہ نماز بھی تو اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے اس سے شیطان کیوں نہیں بھاگتا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی پیدا فرمودہ اشیاء میں جس طرح خصوصیات اور تاثیرات پیدا فرمائی ہیں وہ جس چیز میں جو خاصیت رکھدے اس میں وہی خاصیت پیدا ہوجائے گی۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ شانہ نے اذان اور اقامت میں تاثیر پیدا فرمادی کہ انہیں سن کر شیطان دور بھاگے لیکن نماز میں یہ تاثیر پیدا نہیں فرمائی۔ یفعل ما یشاء ویخلق مایرید۔

رکعات نماز کی گنتی میں شیطان کی تلبیس اور اس کا علاج

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَحَدَکُمْ اِذَا قَامَ یُصَلِّیْ جَاءَہُ الشَّیْطَانُ فَلَبَّسَ عَلَیْہِ حَتّٰی لَا یَدْرِیْ کَمْ صَلّٰی فَاِذَا وَجَدَ ذٰلِکَ اَحَدُکُمْ فَلْیَسْجُدْ سَجْدَتَیْنِ وَھُوَ جَالِسٌ ﴾ (متفق علیہ)

﴿وَعَنْ عَطَاءِ بْنِ یَسَارٍ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا شَکَّ اَحَدُکُمْ فِیْ صَلٰوتِہٖ فَلَمْ یَدْرِکَمْ صَلّٰی ثَلَاثًا اَوْاَرْبَعًا فَلْیَطْرَحِ الشَّکَّ وَلْیَبْنِ عَلٰی مَااسْتَیْقَنَ ثُمَّ یَسْجُدُ سَجْدَتَیْنِ قَبْلَ اَنْ یُّسَلِّمَ فَاِنْ کَانَ صَلّٰی خَمْسًا شَفَعْنَ لَہٗ صَلٰوتَہٗ وَاِنْ کَانَ صَلّٰی اِتْمَامًا لِاَرْبَعٍ کَانَتَا تَرْغِیْمًا لِّلشَّیْطٰنِ﴾

(رواہ مسلم)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ تم میں سے جب کوئی شخص نماز پڑھنے کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو اس کے پاس شیطان آکر تلبیس کرتا ہے (یعنی پریشان کرتا ہے اور شبہات ڈالتا ہے) یہاں تک کہ وہ نہیں جانتا کہ کتنی رکعتیں پڑھیں سو جب اس بات کو محسوس کرے تو بیٹھنے کی حالت میں دو سجدے کرلے“۔ (مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۹۲، بخاری مسلم)

”حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کسی شخص کو اپنی نماز میں شک ہو اور پتا نہ چلے کہ تین رکعتیں پڑھی ہیں یا چار تو شک کو پھینک دے اور یقین پر بناء کرلے پھر سلام پھیرنے سے پہلے دو سجدے کرلے اگر پانچ

رکعتیں ہوگئی ہوں تو یہ سجدے ملکر ایک شفعہ بن جائے گا اور اگر پوری چار رکعتیں ہی ہوئی ہوں گی تو یہ دونوں سجدے شیطان کو ذلیل کرنے کے لئے ہوں گے"۔

(مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۱۹۲ از مسلم)

شیطان جو نمازی کے دل میں وسوسے ڈالتا ہے جس سے رکعتوں کی تعداد بھول جاتا ہے اس حدیث میں اس کے بارے میں یہ بتایا ہے کہ شک کی صورت میں نمازی کیا عمل کرے اور نماز کیسے پوری کرے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور مثال یوں فرمایا کہ اگر کسی کو تین یا چار رکعت میں شک ہو (اور غالب گمان کسی کی طرف نہ ہو) تو شک کو چھوڑے اور یقین پر بناء کرلے مطلب یہ ہے کہ جب تین اور چار میں شک ہوا تو یقین پر عمل کرے یعنی یہ سمجھے کہ میں نے تین رکعتیں پڑھی ہیں لہٰذا ایک رکعت اور پڑھے اور اس کے بعد آخری قاعدہ میں سہو کے دو سجدے کرلے۔

یقین پر عمل تو کرلیا اور شک کو چھوڑ دیا لیکن یہ احتمال باقی رہا کہ ممکن ہے کہ حقیقت میں چار رکعتیں ہوئی ہوں۔ اور ایک رکعت جو زائد پڑھی ہے وہ پانچویں ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ کل چار ہی رکعتیں ہوئی ہوں اس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر چار ہی رکعتیں ہوئی ہوں گی تو یہ سہو کے دو سجدے شیطان کو ذلیل کرنے کے لئے ہوں گے (شیطان آیا تھا غفلت ڈالنے کے لئے لیکن اس کی حرکت کی وجہ سے مومن بندے کو مزید دو سجدوں کی توفیق ہوگئی شیطان کو یہ گوارا نہیں ہے کہ اللہ کے بندے اللہ کی طرف متوجہ ہوں اور اس کی زیادہ عبادت کریں) اور اگر پانچ رکعتیں ہوگئی ہوں گی تو چار رکعتیں پوری ہوکر جو ایک رکعت زیادہ ہوگئی اس کے ساتھ سہو کے دو سجدے مل کر ایک شفعہ مان لیا جائے گا یعنی یہ دو سجدے چھٹی رکعت کے قائم مقام ہوجائیں گے۔ اور مزید دو رکعتوں کا ثواب مل جائے گا۔ ان میں بھی شیطان کی تذلیل ہے کہ آیا تھا نمازی کو

پریشان کرنے اور بھلانے کے لئے لیکن نمازی کا اور زیادہ بھلا ہو گیا کہ مزید دو رکعتوں کا ثواب مل گیا (شریعت کی اصطلاح میں ہر دو رکعت نماز کو شفعہ کہا جاتا ہے)

فائدہ: حدیث میں تین اور چار کو بطور مثال بیان کیا ہے اگر ایک اور دو، یا دو اور تین میں شک ہو جائے تو بھی مذکورہ بالا طریقہ پر عمل کرے۔

فائدہ: چونکہ تعداد میں شک ہے اس لئے ہر اس رکعت میں بیٹھتا رہے جس کے بارے میں دوسری یا چوتھی ہونے کا احتمال ہو یا مغرب اور وتر میں دوسری اور تیسری رکعت ہونے کا احتمال ہو۔

فائدہ: حدیث شریف میں جو فرمایا ہے کہ سلام سے پہلے دو سجدے کرلے اس کا طریقہ یہ ہے کہ جب آخری رکعت میں سلام پھیرنے لگے تو سلام سے پہلے دو سجدے کرلے پھر سلام پھیرے اس حدیث پر حضرات شوافع و حنابلہ کا عمل ہے حرمین شریفین کے ائمہ اسی پر عمل کرتے ہیں۔ کوئی حنفی اس پر عمل کرلے تو درست ہے البتہ حنفیہ کے نزدیک افضل یہ ہے کہ پہلے سلام پھیرے پھر دو سجدے کرے پھر دوبارہ تشہد پڑھ کر پھر سلام پھیرے۔

﴿كَمَا وَقَعَ فِىْ رِوَايَةِ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ عِنْدَ التِّرْمِذِيِّ وَحَسَّنَهُ وَهُوَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى بِهِمْ فَسَهٰى فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ تَشَهَّدَ ثُمَّ سَلَّمَ وَعِنْدَ مُسْلِمٍ فِىْ حَدِيْثِ عِمْرَانَ فَصَلّٰى ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ﴾

فائدہ: یہ جو فرمایا کہ تین اور چار میں شک ہو تو شک کو چھوڑے اور یقین پر عمل کرے یہ اس صورت میں ہے کہ کسی طرف زیادہ گمان نہ ہو۔ اگر کسی طرف گمان غالب ہو تو اس کے مطابق عمل کرے۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ

عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں تمہاری ہی طرح انسان ہوں جیسے تم بھول جاتے ہو میں بھی بھول جاتا ہوں۔ لہٰذا مجھے یاد دلایا کرو، جب تم میں سے کسی کو اپنی نماز میں شک ہو تو خوب خیال کرے یعنی خوب غور کرلے (کہ کتنی رکعتیں ہوئی ہیں) جدھر زیادہ گمان ہو اسی کے مطابق نماز پوری کرلے پھر سلام پھیر دے پھر (سہو کے) دو سجدے کرلے۔

(مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۹۲ از بخاری و مسلم)

اس حدیث میں سلام کے بعد دو سجدے بتائے ہیں حنفیہ اسی پر عمل کرتے ہیں جس طرف دھیان زیادہ حدیث بالا کے مطابق اسی پر عمل کرے اور اس صورت میں بھی ہر اس رکعت پر قعدہ کرے جس کے دو یا چار ہونے کا احتمال ہو۔

شیطان کا نمازی کی قراءت میں اشتباہ ڈالنا

﴿عَنْ عُثْمَانَ بْنِ اَبِی الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ الشَّیْطَانَ قَدْ حَالَ بَیْنِیْ وَ بَیْنَ صَلَاتِیْ وَبَیْنَ قِرَاءَ تِیْ یُلَبِّسُھَا عَلَیَّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ذَاکَ شَیْطَانٌ یُّقَالُ لَہٗ خِنْزَبٌ فَاِذَا اَحْسَسْتَہٗ فَتَعَوَّذْ بِاللّٰہِ مِنْہُ وَاتْفُلْ عَلٰی یَسَارِکَ ثَلٰثًا فَفَعَلْتُ ذَالِکَ فَاَذْھَبَہُ اللّٰہُ عَنِّیْ﴾ (رواہ مسلم)

"حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کہ بلا شبہ شیطان میرے اور میری نماز اور میری قراءت کے درمیان حائل ہوگیا وہ مجھ پر تلبیس کرتا ہے (یعنی شبہ میں ڈالتا ہے) اس کے جواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ شیطان ہے جس کا

لقب خنزب ہے سو جب تم ایسی صورت حال محسوس کرو (جس کا تم نے ذکر کیا ہے) تو اس سے اللہ کی پناہ مانگو اور بائیں طرف کو تین بار تھوک دو۔ میں نے ایسا ہی کیا تو اللہ تعالیٰ نے مجھ سے دور فرمادیا"۔ (مشکوٰۃ المصابیح از مسلم)

اس سے پہلے حدیث میں یہ بتایا تھا کہ شیطان اذان اور اقامت سے بھاگتا ہے پھر جب نماز کھڑی ہوجاتی ہے تو واپس آجاتا ہے اور وہ وہ باتیں یاد دلاتا ہے جو اس وقت ذہن میں آنے والی بھی نہیں ہوتیں یہاں تک کے نمازی آدمی پریشانی میں پڑ جاتا ہے اور اسے یہ بھی یاد نہیں رہتا کہ کتنی رکعتیں پڑھیں ہیں۔ اور اس حدیث میں یہ بھی بتایا کہ وہ قراءت میں وسوسے ڈالتا ہے اور سجھاتا ہے کہ تکبیر تحریمہ رہ گئی یا سورہ فاتحہ چھوٹ گئی یا اس کے بعد کی سورت رہ گئی وغیرہ وغیرہ۔

حضرت قاسم بن محمد رحمہ اللہ تعالیٰ سے ایک شخص نے سوال کیا کہ مجھے نماز میں بہت وہم ہوتا ہے انھوں نے فرمایا کہ تم نماز پڑھتے چلے جاؤ اور اس وقت تک یہ کیفیت نہیں جائے گی جب تک تم ایسا نہ کرو کہ نماز سے فارغ ہو کر یوں کہہ دو کہ ہاں میری نماز نہیں ہوئی۔ (مؤطأ مالک)

جو لوگ وساوس میں مبتلا ہوں مذکورہ بالا نصیحتوں پر عمل کریں۔ ورنہ شیطان جان نہیں چھوڑے گا اگر اس بات کا یقین ہو کہ واقعی کوئی چیز رہ گئی ہے تو فقہاء نے اس بارے میں لکھا ہے علماء سے معلوم کر کے اس پر عمل کریں اور وہم وسوسے کو دخل نہ دیں۔

حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ یہ جو فرمایا شیطان سے اللہ کی پناہ مانگنے اس کا مطلب یہ ہے کہ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ پڑھ لے اس کے پڑھنے سے نماز فاسد نہیں ہوگی اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ بائیں طرف تین بار تھوک دے اس تھوکنے میں حروف ادا نہ ہوں۔ مرقاہ شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے کہ اس میں یہ احتمال ہے کہ نماز سے

فارغ ہونے کے بعد تین بار تھوکنے کو فرمایا ہو۔

شیطان نمازی کی پیشانی پکڑ کر امام سے پہلے رکوع سجدہ کرتا ہے

﴿وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الَّذِیْ یَخْفِضُ وَیَرْفَعُ قَبْلَ الْاِمَامِ اِنَّمَا نَاصِیَتُهٗ بِیَدِ شَیْطَانٍ رواه الطبرانی باسناد حسن ورواه مالک فی الموطا فوقفه علیه ولم یرفعه﴾

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو آدمی امام سے پہلے رکوع اور سجدے میں جاتا ہے اور امام سے پہلے سر اٹھاتا ہے اس کی پیشانی شیطان کے ہاتھ میں ہے“۔

(الترغیب والترہیب صفحہ ۳۳۴ جلد ۱، از طبرانی و مالک)

شیطان کی یہ کوشش رہتی ہے کہ لوگ نماز نہ پڑھیں جب نماز پڑھنے کھڑے ہوتے ہیں تو طرح طرح سے ان کی نماز خراب کرنے کی کوشش کرتا ہے اسی کوشش میں سے یہ ہے کہ وہ جلدی جلدی رکوع سجدہ کرنے اور امام سے پہلے رکوع سجدہ میں جانے اور رکوع سجدہ سے سر اٹھانے پر آمادہ کرتا ہے جن لوگوں کو صحیح طریقہ پر نماز پڑھنے کا دھیان نہیں شیطان ان کی پیشانی پکڑ کر جلدی جلدی رکوع سجدہ کراتا ہے اور امام سے پہلے اٹھاتا بٹھاتا ہے۔

ایک حدیث میں یوں ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص امام سے پہلے سر اٹھاتا ہے کیا اس بات سے نہیں ڈرتا کہ اللہ اس کے سر کو گدھے کا سر بنا دے۔

(رواہ البخاری و مسلم کمافی المشکوۃ ۱۰۲)

گدھا چونکہ بیوقوفی میں مشہور ہے اس لئے امام سے پہلے سر اٹھانے والے کے بارے میں ایسا فرمایا کیونکہ جب امام کے پیچھے نیت باندھ لی تو اب اس سے پہلے رکوع سجدہ میں جانا سر اٹھانا بیوقوفی کی بات ہے جب اس جلد بازی کا کچھ فائدہ نہیں تو اس کی کیا ضرورت ہے بعض لوگ تنہا نماز پڑھنے میں بھی جلد بازی کرتے ہیں اور اس طرح کھٹا کھٹ رکوع سجدہ کرتے ہیں جیسے کوئی بھگدڑ مچ رہی ہو ان کی نماز کیا ہے بس تو چل میں آیا کا مظاہرہ ہوتا ہے، ایک حدیث میں ایسے جلد بازی کے سجدے کو مرغے کی ٹھونگ مارنے سے تعبیر فرمایا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ نماز کو لوگوں نے بے کار کام سمجھ رکھا ہے یہ نہیں سمجھتے کہ اس کا ثواب ہم ہی کو ملے گا اور غلط طریقے پر پڑھیں گے اس کا وبال ہم ہی پر پڑے گا۔

سترہ کے قریب ہوکر نماز پڑھنے کا حکم

﴿عَنْ سَهْلِ بْنِ اَبِیْ حَثْمَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلّٰی اَحَدُکُمْ اِلٰی سُتْرَةٍ فَلْیَدْنِ مِنْهَا لَایَقْطَعُ الشَّیْطَانُ عَلَیْهِ صَلٰوتَهٗ﴾ (راوہ ابوداؤد)

”حضرت سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص سترہ کی طرف نماز پڑھے تو اس سے قریب ہو جائے تاکہ شیطان اس کی نماز کو قطع نہ کرے“۔

(مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۷۴، از ابوداؤد)

جب کوئی شخص نماز پڑھنے لگے تو ایسی جگہ نماز پڑھے کہ اس کے سامنے دیوار، آڑ، ستون، درخت وغیرہ ہو اس کو ”سترہ“ کہا جاتا ہے۔ آنحضرت سرور عالم صلی

اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سترہ کے قریب کھڑے ہوکر نماز پڑھو کیونکہ دور کھڑے ہونے سے شیطان یہ کوشش کریگا کہ نمازی کی نماز کو توڑ دے جب نمازی سترہ کے قریب ہوگا تو شیطان اس سے دور رہے گا اور وسوسے نہیں ڈال سکے گا دور کھڑے ہونے کی صورت میں وسوسے بھی ڈالے گا اور بچوں کو جانوروں کو جاہلوں کو سمجھا بجھا کر لائے گا نمازی کا ذہن اس سے منتشر ہوگا۔ بعض مرتبہ کسی بچے کے سامنے آنے اٹھانے بٹھانے رونے اور کھیلنے کی وجہ سے نماز توڑنے کی بھی نوبت آجاتی ہے۔

نمازی آدمی سترہ کے بھی قریب ہو اور شیطان کے وسوسوں سے بھی دور رہنے کی کوشش کرے۔

نماز میں اِدھر اُدھر دیکھنا شیطان کا حصہ ہے

﴿عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْتِفَاتِ فِي الصَّلٰوةِ فَقَالَ هُوَ اخْتِلَاسٌ يَخْتَلِسُهُ الشَّيْطَانُ مِنْ صَلٰوةِ الْعَبْدِ﴾ (متفق علیہ)

"حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز میں اِدھر اُدھر دیکھنے کے بارے میں دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ شیاطین کا اچک لینا ہے جو بندے کی نماز سے اُچک لیتا ہے"۔

(بخاری و مسلم)

معلوم ہوا کہ شیطان کی یہ کوشش بھی ہوتی ہے کہ نمازی نماز میں اِدھر اُدھر دیکھے گا اور شیطان کے وسوسے پر عمل کریگا تو گویا اس نے اپنی نماز کا کچھ حصہ شیطان

کو دے دیا لہٰذا اس سے اہتمام کے ساتھ پرہیز کرنا لازم ہے پوری توجہ نماز ہی کی طرف رکھی جائے تو نماز صحیح ہوگی۔

عامۃ المسلمین کو اور مسجد کو اور جماعت کو پکڑے رہو

﴿وَعَنْ مَعَاذٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الشَّیْطٰنَ ذِئْبُ الْاِنْسَانِ کَذِئْبِ الْغَنَمِ یَاْخُذُ الشَّاۃَ الْقَاصِیَۃَ وَالنَّاحِیَۃَ فَاِیَّاکُمْ وَالشِّعَابُ وَعَلَیْکُمُ الْجَمَاعَۃُ وَالْعَامَّۃُ وَالْمَسْجِدُ﴾ (رواہ احمد جمع الفوائد صفحہ ۱۸۸ جلد)

”حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ شیطان انسان کا بھیڑیا ہے جیسے بکری کا بھیڑیا ہوتا ہے وہ اس بکری کو پکڑ لیتا ہے جو دور چلی گئی ہو اور (ریوڑ) سے ہٹ گئی ہو لہٰذا تم گھاٹیوں میں متفرق ہونے سے بچو پس تم جماعت کو پکڑے رہو اور عام مسلمانوں کے ساتھ رہو اور مسجد کی حاضری کو لازم پکڑو“۔

﴿وَعَنْ اَبِی الدَّرْدَآءِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَامِنْ ثَلٰثَۃٍ فِی قَرْیَۃٍ وَلَا بَدْوٍ لَا تُقَامُ فِیْھِمُ الصَّلٰوۃُ اِلَّا قَدِ اسْتَحْوَذَ عَلَیْھِمُ الشَّیْطَانُ فَعَلَیْکَ بِالْجَمَاعَۃِ فَاِنَّمَا یَاْکُلُ الذِّئْبُ الْقَاصِیَۃَ﴾ (رواہ احمد وابوداؤد والنسائی)

”حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب کسی بستی میں یا جنگل میں تین آدمی ہوں جن میں نماز باجماعت نہ قائم کی

جاتی ہو تو ان پر شیطان غلبہ پالے گا لٰہذا تم جماعت کو لازم پکڑو
کیونکہ بھیڑیا اس بکری کو کھا جاتا ہے جو ریوڑ سے دور پڑ گئی
ہو"۔ (مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۹۶ از احمد و ابوداؤد و نسائی)

ان دونوں حدیثوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اہم بات کی طرف توجہ دلائی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ شیطان انسان کا بھیڑیا ہے جیسے بھیڑیا تاک میں لگا رہتا ہے کہ کسی بکری پر قابو ہوجائے اور اسے پکڑ کر کھاجائے اسی طرح شیطان انسان کی دشمنی سے غافل نہیں ہے وہ جب موقع پاتا ہے انسان پر حملہ کردیتا ہے یعنی اس کے دین و ایمان پر بھی ڈاکہ ڈالتا ہے اور اعمالہ صالحہ سے بھی روکتا ہے اور گناہ بھی کراتا ہے لٰہذا انسان کو چوکنا رہنا چاہئے اپنے دشمن کو قابو نہ دے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مثال دی کہ بھیڑیا اسی بکری پر قابو پاتا ہے اور پکڑ کر کھاجاتا ہے جو اپنے ریوڑ سے ہٹ گئی ہو اور دور پڑ گئی ہو بھیڑیا اس پر حملہ کرتا ہے اور چپکے سے دبوچ لیتا ہے جو بکری کا حال ہے وہی انسان کا حال ہے انسان اپنی جماعت سے ہٹا اور شیطان نے قابو پایا پس انسان ادھر ادھر کی گھاٹیوں میں نہ پھرے بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ایک جماعت بنائی ہے اسی کے ساتھ جڑا رہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو جماعت بنائی وہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی جماعت تھی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آئندہ کے لئے فرمادیا کہ امت میں تہتر فرقے ہوں گے ان میں سے وہی فرقہ نجات پائے گا جو اس طریقے پر ہوگا جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں حضرات صحابہ کے بعد وہی جماعت حق ہے جو حضرات صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے عقائد اور اعمال کو اپنائے ہوئے ہے انہیں کو اہل السنہ والجماعت کہا جاتا ہے اور یہی وہ جماعت ہے جس کے بارے میں قرآن مجید میں اَلَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ فرمایا۔

حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے بعد بہت سے جماعتیں نکلیں (بلکہ خوارج تو ان کے زمانہ ہی میں نکل آئے تھے) یہ جماعتیں حضرات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے طریقے کے خلاف تھیں اور روافض (شیعہ) تو اب تک موجود ہیں ان کا تو دین ہی یہ ہے کہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو برا کہیں یہ لوگ قرآن کی تحریف کے بھی قائل ہیں اور دعویٰ ہے مومن ہونے کا جو شخص قرآن کی تحریف کا قائل ہو وہ کیسے مسلمان ہو سکتا ہے؟ متزلہ بھی نکلے تقدیر کے منکر بھی سامنے آئے جہمیہ کا بھی ظہور ہوا۔ کرامیہ کی جماعت بھی سامنے آئی اور اب اس زمانے میں تو ایسی بہت سی جماعتیں موجود ہیں جنھیں اسلام کا دعویٰ ہے لیکن مسلمان نہیں ہیں کچھ لوگ اپنے امام ہی کو اپنا سب کچھ مانتے ہیں اس کے اندر اللہ تعالیٰ کے حلول کے قائل ہیں اور کہتے ہیں کہ قرآن کا مطلب وہی ہے جو ہمارے امام نے بتایا خواہ وہ قرآن کے ظاہری نصوص کے خلاف ہی ہو اور کچھ لوگ ایسے ہیں جو ختم نبوت ہی کے منکر ہیں اور بعض لوگ ایسے ہیں جو یوں کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث شریفہ شرعی حجت نہیں ہیں ان سب لوگوں کی باتیں سراپا کفر ہیں۔ کیونکہ قرآن حکیم کے خلاف ہیں یہ لوگ گمراہی میں پڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بنائی ہوئی جماعت یعنی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ہٹ گئے۔ اور اپنے طور پر سوچ کر دین الگ بنالیا۔ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی جماعت معیار حق ہے ان سے جو ہٹے گا گمراہ ہوگا۔

جیسے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی جماعت سے علیحدہ ہونا شیطان کے پھندے میں پھنسنے کا ذریعہ ہے اسی طرح سے عامۃ المسلمین سے علیحدہ ہونا بھی شیطان کے جال میں آنے کا سبب ہے جو لوگ مسلمانوں کو چھوڑ کر جنگلوں میں پہاڑوں میں تنہا رہتے ہیں علماء صلحاء سے دور رہتے ہیں شیطان ان پر قبضہ جمالیتا ہے وہ سمجھتے ہیں کہ ہم بزرگ ہیں لیکن شیطان ان کے دلوں میں وسوسے ڈال کر اور انہیں یہ سمجھا کر کہ تم بہت بڑے مرتبے والے ہوگئے ہو گمراہی پر لگادیتا ہے مسجدوں

میں جماعت کی حاضری سے جنازوں میں شریک ہونے سے رشتہ داروں کی ملاقات سے مواعظ کی مجلسوں سے اہل حق کی کتابوں سے دور رکھتا ہے اس طرح سے ان پر قابو پالیتا ہے۔

عالم ہو یا عابد پڑھا ہو یا بے پڑھا سب کے لئے ضروری ہے کہ مسلمانوں سے مل جل کر رہیں اور مسجدوں میں حاضر ہوں اور نماز باجماعت ادا کریں نماز باجماعت اور مسجد کی حاضری کی شریعت اسلامیہ میں بڑی اہمیت ہے بہت سے افراد نماز تو پڑھتے ہیں لیکن تنہا پڑھ لیتے ہیں یا جماعت سے پڑھتے ہیں تو اپنی کوٹھی بنگلے ہی پر پڑھ لیتے ہیں۔ علماء سے اور عامۃ المسلمین سے علیحدہ ہو کر عبادت کرنے والے کو شیطان بہکا دیتا ہے شیطان خواب میں بیداری میں بڑے وسوسے ڈالتا ہے اور یہ سمجھا دیتا ہے کہ تم سے بڑا کوئی نہیں بلکہ یوں سمجھا دیتا ہے کہ تم معراج کے مستحق ہو پھر کہیں لے جا کر پٹک دیتا ہے۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جسے اس بات کی خوشی ہو کہ کل کو اللہ سے مسلمان ہونے کی حالت میں ملاقات کرے تو ان پانچوں نمازوں کی پابندی کرے (اور) وہاں جا کر نماز پڑھے جہاں اذان دیجاتی ہے (یعنی مسجد میں باجماعت نمازیں پڑھے) کیونکہ اللہ نے اپنے نبی کے لئے ہدایت کے طریقے شروع فرمائے اور پانچ نمازیں بھی ہدایت کے طریقوں میں سے ہیں اور اگر تم نے اپنے گھروں میں نماز پڑھی جیسے (جماعتوں سے) پیچھے رہ جانے والا یہ شخص اپنے گھر میں نماز پڑھ لیتا ہے تو تم اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کو چھوڑ دو گے اور اگر اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقوں کو چھوڑ دو گے تو گمراہ ہو جاؤ گے۔ (مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۹۷)

خالی جگہیں پاکر شیطان نماز کی صفوں میں گھس جاتا ہے

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُصُّوا صُفُوْفَكُمْ وَقَارِبُوْا بَيْنَهُمَا وَحَاذُوْا بِالْاَعْنَاقِ فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اِنِّيْ لَاَرَى الشَّيْطَانَ يَدْخُلُ مِنْ خَلَلِ الصَّفِّ كَاَنَّهَا الْحَذْفُ﴾ (رواه ابو داؤد)

"حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اپنی صفوں میں خوب اچھی طرح سے مل کر کھڑے ہوا کرو اور قریب قریب کھڑے ہو اور گردنوں کے ساتھ برابر ہوجاؤ۔ قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ میں شیطان کو دیکھتا ہوں کہ نماز کی صف میں جو کھلی ہوئی جگہ ہو وہ اس میں بکری کے بچہ کی طرح داخل ہوتا ہے"۔ (مشکوۃ المصابیح صفحہ ۹۸ از ابی داؤد)

اس حدیث میں یہ حکم فرمایا ہے کہ نماز کے لئے جماعت میں کھڑے ہوں تو خوب اچھی طرح مل مل کر کھڑے ہوں اور اس طرح کھڑے ہوں کہ ایک دوسرے کی گردنیں محاذات میں برابر آجائیں اور یہ اس وقت ہوگا جب ایڑیاں برابر کرکے کھڑے ہوں انگلیاں برابر کرکے کھڑے ہونے سے اس پر عمل نہیں ہوسکتا کیونکہ قدم لمبے اور چھوٹے ہوتے ہیں (لوگوں نے آجکل اسی غلط طریقے کا رواج ڈال رکھا ہے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ صفوں کے درمیان جو خالی جگہ ہو بند کردیا کرو۔ (الخلل) اور فرمایا کہ میں شیطان کو دیکھتا ہوں کہ وہ بکری کے بچہ کی طرح خالی جگہوں میں داخل ہوتا ہے لہٰذا خوب اچھی طرح مل کر کھڑے ہوں تاکہ شیطان کو صفوں میں داخل ہونے کی جگہ نہ ملے۔

شیطان نماز کے بعد تسبیحات بھلادیتا ہے

﴿عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ

تَعَالٰی عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خُلَّتَانِ لَا یُحْصِیْهِمَا رَجُلٌ مُسْلِمٌ اِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ اَلَا وَهُمَا یَسِیْرٌ وَمَنْ یَّعْمَلُ بِهِمَا قَلِیْلٌ یُسَبِّحُ اللّٰهُ فِیْ دُبُرِ کُلِّ صَلٰوةٍ عَشْرًا وَیَحْمَدُهٗ عَشْرًا وَیُکَبِّرُهٗ عَشْرًا قَالَ فَاَنَا رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَعْقِدُهَا بِیَدِهٖ قَالَ فَتِلْکَ خَمْسُوْنَ وَمِائَةٌ فِی اللِّسَانِ وَاَلْفٌ وَّخَمْسُمِائَةٍ فِی الْمِیْزَانِ وَاِذَا اَخَذَ مَضْجَعَهٗ یُسَبِّحُهٗ وَیُکَبِّرُهٗ وَیَحْمَدُهٗ مِائَةً فَتِلْکَ مِائَةٌ بِاللِّسَانِ وَاَلْفٌ فِی الْمِیْزَانِ فَاَیُّکُمْ یَعْمَلُ فِی الْیَوْمِ وَاللَّیْلَةِ اَلْفَیْ وَخَمْسِمِائَةٍ سَیِّئَةً قَالُوْا کَیْفَ لَا نُحْصِیْهَا قَالَ یَاْتِیْ اَحَدَکُمُ الشَّیْطَانُ وَهُوَ فِیْ صَلٰوتِهٖ فَیَقُوْلُ اذْکُرْ کَذَا اُذْکُرْ کَذَا حَتّٰی یَنْفَتِلَ فَلَعَلَّهٗ اَلَّا یَفْعَلَ وَیَاْتِیْهِ فِیْ مَضْجَعِهٖ فَلَا یَزَالُ یُنَوِّمُهٗ حَتّٰی یَنَامُ ﴿ (رواہ الترمذی و ابوداؤد والنسائی)

''حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دو چیزیں ایسی ہیں کہ جو بھی ان کی پابندی کرے گا ضرور جنت میں داخل ہوگا، پھر فرمایا کہ خبردار، یہ دونوں چیزیں آسان ہیں اور ان پر عمل کرنے والے کم ہیں، پہلی چیز تو یہ ہے کہ ہر نماز کے بعد دس مرتبہ ''سبحان اللہ'' کہے اور دس مرتبہ ''الحمد اللہ'' کہے اور دس مرتبہ ''اللہ اکبر'' کہے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے انگلیوں پر گن کر فرمایا کہ یہ زبان پر (گنتی میں) ڈیڑھ سو ہیں اور ثواب کے اعتبار سے ہر نیکی دس نیکی کے حساب سے ڈیڑھ ہزار ہوں گی دوسری چیز یہ ہے کہ جب سونے

لگے تو سو مرتبہ "سبحان اللہ" "اللہ اکبر" "الحمد للہ" کہہ لے۔ (پہلی دو چیزیں تینتیس تینتیس بار ہوں اور اللہ اکبر چونتیس بار ہو) یہ زبان پر سو ہوئے اور ترازو میں ہزار ہوئے۔ (نماز کے بعد اور سونے کے وقت مجموعی اعتبار سے جو یہ کلمات پڑھے سب ملکر ڈھائی ہزار ہوئے) سو تم میں سے ایسا کون شخص ہے جو رات اور دن میں ڈھائی ہزار گناہ کرتا ہو؟ صحابہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم اس کی پابندی کیوں نہ کرسکیں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے ایک شخص نماز میں مشغول ہو گا تو اس کے پاس شیطان آئے گا اور اس سے کہے گا کہ فلاں بات یاد کر فلاں بات یاد کر یہاں تک کہ جب نماز سے فارغ ہو گا تو ہو سکتا ہے کہ وہ مذکورہ بالا عمل نہ کرسکے اور جب تم میں سے لیٹنے کی جگہ آئے گا تو شیطان اسے سلانے کی کوشش کرتا رہے گا یہاں تک کہ وہ سو جائے گا"۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۲۱۱ از ترمذی وابوداؤد)

فائدہ: فرض نمازوں کے بعد تسبیحات پڑھنے کے کئی طریقے وارد ہوئے ہیں ان میں سے ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ تینوں چیزوں کو دس دس دفعہ پڑھ لیں یہ کم سے کم ہے بہتر وہی ہے کہ جو معروف ہے سو مرتبہ پورے کرلیں اگر کسی کو بہت ہی زیادہ مشغولیت ہو تو تیس دفعہ تو بھاگتے دوڑتے بھی پڑھ سکتا ہے۔

سونے والے کی گدی پر شیطان کا گرہ لگا دینا

❁ وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْقِدُ

الشَّيْطَانُ عَلٰى قَافِيَةِ رَأْسِ اَحَدِكُمْ اِذَا هُوَ نَامَ ثَلَاثَ عُقَدٍ يَضْرِبُ عَلٰى كُلِّ عُقْدَةٍ عَلَيْكَ لَيْلٌ طَوِيْلٌ فَارْقُدْ فَاِنِ اسْتَيْقَظَ فَذَكَرَ اللّٰهَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ فَاِنْ تَوَضَّأَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ فَاِنْ صَلّٰى انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ فَاَصْبَحَ نَشِيْطًا طَيِّبَ النَّفْسِ وَاِلَّا اَصْبَحَ خَبِيْثَ النَّفْسِ كَسْلَانَ ﴾ (متفق علیہ)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص سونے لگتا ہے تو شیطان اس کی گدی پر تین گرہیں لگادیتا ہے (جیسا جادوگر لگاتے ہیں) ہر گرہ پر یہ دم کردیتا ہے کہ ابھی رات ہے سو جا پھر اگر وہ جاگ اٹھا اور اللہ کا ذکر کیا تو ایک گرہ کھل جاتی ہے اس کے بعد وضو کیا تو ایک اور گرہ کھل جاتی ہے اس کے بعد اگر نماز پڑھی تو تیسری گرہ بھی کھل جاتی ہے اور اسے ایسی حال میں صبح ہوتی کہ خوب خوش و خرم ہوتا ہے نفس میں خوبی ہوتی ہے اور یہ کام نہ کئے تو اس حال میں صبح ہوتی ہے کہ اس کا نفس خبیث ہوتا ہے اور سستی چھائی ہوئی ہوتی ہے''۔ (مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۱۹۸ از بخاری و مسلم)

جو صبح کی نماز کو نہ اٹھے اس کے کان میں شیطان پیشاب کردیتا ہے

﴿وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ ذُكِرَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ

فَقِيْلَ لَهٗ مَازَالَ نَائِمًا حَتّٰى اَصْبَحَ مَاقَامَ اِلَى الصَّلٰوةِ قَالَ ذَالِكَ رَجُلٌ بَالَ الشَّيْطَانُ فِىْ اُذُنِهٖ اَوْقَالَ فِىْ اُذُنَيْهِ ﴾ (متفق علیہ)

"حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک آدمی کا ذکر ہوا کہ وہ صبح ہونے تک سوتا ہی رہا نماز کے لئے نہیں اٹھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس شخص کے کان میں شیطان نے پیشاب کر دیا"۔

(مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۱۰۹ از بخاری و مسلم)

جن حضرات کو تہجد پڑھنے کی کوشش ہوتی ہے شیطان انہیں بھی سلانے کی کوشش کرتا ہے لہٰذا ہمت کر کے شیطان کے بہلاوے پھسلاوے کو پس پشت ڈال کر جب بھی آنکھ کھلے کھڑے ہو جائیں جب آنکھ کھل گئی تو شیطان یہ سمجھائے گا کہ ابھی دیر ہے رات باقی ہے نیند پوری کرلو۔ اس کی باتوں میں نہ آئیں اٹھ کر وضو شروع کر دیں۔

بعض بزرگوں سے ایک عجیب واقعہ سنا ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دن سوتے رہ گئے تہجد کی نماز نہیں پڑھ سکے۔ آئندہ رات محسوس فرمایا کہ جیسے کوئی شخص جگا رہا ہے آپ نے پوچھا کہ تو کون ہے اس نے کہا کہ میں شیطان ہوں! فرمایا شیطان بھلا تہجد کے لئے جگائے؟ شیطان نے کہا، بات یہ ہے کہ گذشتہ رات میں آپ کو تھپکی دیتا رہا جس کی وجہ سے آپ سوتے رہ گئے اور آپ کی نماز تہجد ناغہ ہو گئی آپ اس کی وجہ سے رنجیدہ ہو کر اتنا روئے اتنا روئے کہ مجھے محسوس ہوا کہ آپ اگر اٹھ کر نماز پڑھ لیتے تو اتنا زیادہ ثواب نہ ملتا جتنا رونے دھونے پر مل گیا۔ لہٰذا میں نے مناسب جانا کہ آج خود ہی جگا دوں تا کہ جو زائد ثواب آپ کو ملا ہے وہ نہ ملے۔

آفتاب شیطان کے سینگوں کے درمیان نکلتا ہے

﴿عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَایَتَحَرّٰی اَحَدُکُمْ فَیُصَلِّیْ عِنْدَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَلَاعِنْدَ غُرُوْبِھَا وَفِیْ رِوَایَۃٍ قَالَ اِذَا طَلَعَ حَاجِبُ الشَّمْسِ فَدَعُوا الصَّلٰوۃَ حَتّٰی تَبْرُزَ فَاِذَا غَابَ حَاجِبُ الشَّمْسِ فَدَعُوا الصَّلٰوۃَ حَتّٰی تَغِیْبَ وَلَاتَحَیَّنُوْا بِصَلٰوتِکُمْ طُلُوْعَ الشَّمْسِ وَلَاغُرُوْبَھَا فَاِنَّھَا تَطْلُعُ بَیْنَ قَرْنَیِ الشَّیْطٰنِ﴾ (متفق علیہ)

"حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص ایسا نہ کرے کہ سورج نکلنے کے وقت اور اس کے غروب ہونے کے وقت نماز پڑھے اور ایک روایت میں یہ ہے کہ جب سورج کی کرن ظاہر ہو جائے تو سورج کے پورا نکلنے تک نماز کو چھوڑے رہو۔ اور جب سورج غروب ہونے لگے تو پورا غائب ہونے تک نماز کو چھوڑے رہو اور طلوع شمس اور غروب شمس کے وقت میں نماز نہ پڑھو کیونکہ وہ شیطان کے دونوں سینگوں کے درمیان نکلتا ہے"۔

(مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۹۴ از بخاری و مسلم)

نماز بہت مبارک چیز ہے عبادت میں اس کا سب سے بڑا درجہ ہے پانچ وقت جو اوقات مقرر ہیں ان میں تو نماز پڑھنا فرض ہے ہی ان کے ساتھ سنتیں بھی ہیں ان کو بھی ادا کیا جائے اور جس قدر بھی ہو سکے نوافل ادا کئے جائیں لیکن عصر کے

بعد اور فجر کے بعد نوافل نہ پڑھے جائیں۔ ان دونوں وقتوں میں قضاء نمازیں پڑھنا جائز ہے لیکن عین طلوع شمس اور غروب آفتاب کے وقت اور جس وقت آفتاب نصف نہار کے وقت سروں پر. آکر کھڑا ہو جائے (جسے عوام کی زبان میں زوال کا وقت کہا جاتا ہے) ان اوقات میں بھی کوئی نماز نہ پڑھی جائے حتیٰ کہ سجدہ تلاوت بھی نہ کیا جائے ہاں اگر کسی نے عصر کی نماز نہ پڑھی ہو اور سورج غروب ہونے لگا تو خاص اسی دن کی وہی عصر کی نماز اس وقت میں پڑھ لی جائے دوسری کوئی نماز اس وقت پڑھنا جائز نہیں ہے۔

جب سورج کی پوری ٹکیہ نکل آئے تو اس کے پندرہ منٹ مزید ٹھہریں اس کے بعد کوئی نماز پڑھ سکتے ہیں نماز جائز ہونے تک کے لئے سورج کی ٹکیہ باہر آجانا کافی نہیں ہے۔

بہت سے لوگ جو اشراق کی نماز پڑھتے ہیں وہ طلوع شروع ہونے سے یا سورج کی ٹکیہ باہر آتے ہی اشراق کے وقت کی ابتداء سمجھ لیتے ہیں اور اسی وقت نماز پڑھ لیتے ہیں یہ غلط ہے۔

عصر کے بعد قضاء نمازیں پڑھنا جائز ہے لیکن سورج میں جب زردی آجائے تو قضا نماز پڑھنا بھی جائز نہیں رہتا۔ اس کی نشانی یہ ہے کہ جب سورج پر نظر ڈالی جائے تو چکاچوند نہ ہو یہ وہ وقت ہے جس میں قضاء نمازیں بھی نہیں پڑھی جاسکتیں طلوع و غروب کے وقت نماز پڑھنے کی ممانعت کا سبب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بتایا ہے کہ ان اوقات میں شیطان کہیں ایسی جگہ پر کھڑا ہو جاتا ہے جہاں سے اپنے سر کو حرکت دیتا ہے اور دیکھنے والوں کی نظر میں سورج میں ایک قسم کی جگمگاہٹ محسوس ہوتی ہے اسی کو فرمایا کہ سورج شیطان کے سینگوں کے درمیان نکلتا اور چھپتا ہے ایک حدیث میں یوں بھی ہے کہ طلوع و غروب کے وقت کفار سورج کو سجدہ کرتے ہیں اس لئے تم ان وقتوں میں نماز نہ پڑھو۔

حضرت عبد اللہ بن صنابحی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بلا شبہ سورج اس حال میں نکلتا ہے کہ اس کے ساتھ شیطان کے سینگ ہوتے ہیں جب سورج بلند ہوجاتا ہے تو وہ وہاں سے ہٹ جاتا ہے پھر جب دوپہر کو سورج درمیان میں آکر ٹھہرتا ہے تو پھر اس سے آکر مل جاتا ہے۔ پھر سورج ڈھل جاتا ہے تو اس سے جدا ہوجاتا ہے پھر جب غروب کے لئے قریب ہوتا ہے تو پھر اس سے مل جاتا ہے پھر جب غروب ہوجاتا ہے تو جدا ہوجاتا ہے راوی حدیث کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان اوقات میں نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۹۵ از مالک واحمد ونسائی)

یہ جو فرمایا کہ ان تین اوقات میں شیطان سورج سے مل جاتا ہے اس کا وہی مطلب ہے جس کا اوپر عرض کردیا گیا ہے کہ وہ سورج کے سامنے کسی ایسی جگہ کھڑا ہوجاتا ہے جہاں سے سرہلاتا ہے اور سورج میں جگمگاہٹ پیدا ہوتی ہے۔

انسان کو جمائی آئے تو شیطان ہنستا ہے اور اس کے منہ میں داخل ہوتا ہے

﴿عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْعُطَاسَ وَيَكْرَهُ التَّثَاؤُبَ فَاِذَا عَطَسَ اَحَدُكُمْ وَحَمِدَ اللّٰهَ كَانَ حَقًّا عَلٰی كُلِّ مُسْلِمٍ سَمِعَهٗ اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ فَاَمَّا التَّثَاؤُبُ فَاِنَّمَا هُوَ مِنَ الشَّيْطٰنِ فَاِذَا تَثَاءَبَ اَحَدُكُمْ فَلْيَرُدَّهٗ مَا اسْتَطَاعَ فَاِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا تَثَاءَبَ ضَحِكَ مِنْهُ الشَّيْطَانُ﴾

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ

چھینک کو پسند فرماتا ہے اور جمائی کو ناپسند فرماتا ہے سو جب تم میں سے کسی کو چھینک آئے اور اللہ کی حمد بیان کرے (الحمد للہ کہے) تو ہر مسلمان پر واجب ہے کہ اس کے جواب میں یرحمک اللہ کہے پھر فرمایا کہ جمائی شیطان کی طرف سے ہے سو جب تم میں سے کسی کو جمائی آئے تو جہاں تک ہوسکے اسے روکے کیونکہ تم میں سے کسی کو جمائی آتی ہے تو شیطان اس سے ہنستا ہے"۔ (مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۴۰۵ از بخاری)

صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے جب جمائی لیتے وقت تم میں سے کوئی شخص "ھا" کہتا ہے تو شیطان اس سے ہنستا ہے۔

﴿وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا تَثَاوَبَ اَحَدُکُمْ فَلْیُمْسِکْ بِیَدِہٖ عَلٰی فَمِہٖ فَاِنَّ الشَّیْطٰنَ یَدْخُلُ﴾ (رواہ مسلم)

"حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کسی شخص کو جمائی آئے تو اپنے منہ پر ہاتھ رکھ کر اسے روک دے کیونکہ شیطان منہ میں داخل ہوتا ہے"۔

(مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۴۰۶)

فائدہ: جب کوئی مسلمان چھینکے اور الحمد للہ کہے تو اس کے سننے والے پر جواب میں یرحمک اللہ کہنا واجب ہے۔ چھینکنے والا جب یرحمک اللہ سنے تو یوں کہے یَھْدِیْکُمُ اللّٰہُ وَیُصْلِحُ بَالَکُمْ۔

فائدہ: حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کو چھینک آئے اور وہ الحمد للہ کہے تو اس کا جواب دیدو یعنی یرحمک اللہ کہہ دو اور وہ اگر الحمد للہ نہ کہے تو اسکا جواب نہ دو۔ (رواہ مسلم)

فائدہ: تین بار چھینکنے والے کا جواب دیں تین بار سے زائد چھینک آنے پر جواب دینے نہ دینے کا اختیار ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح از ترمذی)

فائدہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب چھینک آتی تھی تو اپنے چہرہ کو ہاتھ سے یا کپڑے سے ڈھانک لیتے تھے اور آواز کو پست فرمالیتے تھے۔

(رواہ الترمذی وابوداؤد)

فائدہ: نماز میں جمائی آئے تو اس صورت میں بھی جمائی کو روکنے کی کوشش کرے اور منہ پر ہاتھ رکھ لے۔ (مشکوٰۃ المصابیح صفحہ۹۱)

مسئلہ: اگر کسی شخص کو چھینک آئی اور نماز پڑھتے ہوئے کسی نے یرحمک اللہ کہہ دیا تو اس سے نماز فاسد ہو جائے گی کیونکہ یہ خطاب ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری)

خواب میں شیطان پریشان کرتا ہے

﴿وَعَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلرُّؤْیَاءُ الصَّالِحَةُ مِنَ اللّٰهِ وَالْحُلُمُ مِنَ الشَّیْطٰنِ فَاِذَا رَاٰی اَحَدُکُمْ مَا یُحِبُّ فَلَا یُحَدِّثُ بِهٖ اِلَّا مَنْ یُّحِبُّ وَاِذَا رَاٰی مَا یَکْرَهُ فَلْیَتَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّهَا وَمِنْ شَرِّ الشَّیْطَانِ وَلْیَتْفُلْ ثَلَاثًا وَلَا یُحَدِّثْ بِهَا اَحَدًا فَاِنَّهَا لَنْ تَضُرَّهٗ﴾ (متفق علیہ)

"حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اچھا خواب اللہ کی طرف سے ہے اور جو خیالات فاسدہ دیکھنے میں آتے ہیں وہ شیطان کی طرف سے ہیں۔ سو جب تم میں سے کوئی شخص محبوب خواب دیکھے تو صرف اسی سے بیان کرے جو محبت کرتا ہو اور جب ناگوار چیز دیکھے تو اس خواب کے شر سے اور شیطان کے شر سے اللہ کی پناہ مانگے اور تین بار تھوک دے اور کسی سے بیان نہ کرے ایسا کرے گا تو وہ خواب اسے نقصان نہ دے گا"۔

(مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۳۹۴ از بخاری و مسلم)

خواب کے بارے میں متعدد آداب حدیث کی کتابوں میں مذکور ہیں مذکورہ بالا حدیث میں یہ فرمایا کہ اچھے خواب کو اسی سے بیان کرے جس سے میل محبت ہو اور برا خواب دیکھے تو تین بار تھوک دے (یہ تھوکنا بائیں طرف ہو جیسا کہ حضرت جابرؓ کی روایت میں ہے) اور اس خواب کے شر اور شیطان کے شر سے اللہ کی پناہ مانگے مثلاً یوں کہے۔

﴿اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّ هٰذِهِ الرُّؤْيَا وَمِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ﴾

"میں اس خواب کے شر سے اور شیطان کے شر سے اللہ کی پناہ لیتا ہوں۔ اس کو تین بار پڑھے اور اپنی کروٹ کو بدل دے"۔

(مشکوٰۃ المصابیح)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ گویا میرا سر کاٹ دیا گیا ہے۔ یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہنسی آگئی اور فرمایا کہ جب

شیطان تم میں سے کسی کے ساتھ خواب میں کھیلے تو اسے لوگوں سے بیان نہ کرے۔
(مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۳۹۵، از مسلم)

فائدہ: حدیث شریف میں یہ بھی ہے کہ خواب پرندہ کے پاؤں پر ہے جب تک دیکھنے والا بیان نہ کردے، جب بیان کردے گا تو تعبیر کے مطابق واقع ہوجائے گا لہٰذا کسی ایسے مسلمان سے بیان کرے جو دوست اور عقلمند ہو (تاکہ بری تعبیر نہ دے دے)۔ (رواہ الترمذی وابوداؤد)

فائدہ: جھوٹا خواب بناکر بیان کرنا سخت گناہ ہے جو سب سے بڑے جھوٹ میں شمار ہے۔

فائدہ: سب سے زیاد سچا خواب وہ ہوتا ہے جو سحر کے وقت ہو۔
(رواہ الترمذی والدارمی)

خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت حق ہے

﴿عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ رَاٰنِیْ فِی الْمَنَامِ فَقَدْ رَاٰنِیْ فَاِنَّ الشَّیْطَانَ لَا یَتَمَثَّلُ فِیْ صُوْرَتِیْ﴾ (متفق علیہ)

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے مجھے ہی دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت نہیں بنا سکتا"۔ (مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۳۹۴، بخاری و مسلم)

معلوم ہوا کہ شیطان کا یہ بھی کام ہے کہ خواب میں صورتیں بناکر آتا ہے اور لوگوں کو ڈراتا ہے بلکہ مردوں کی صورتوں میں اور زندہ بزرگوں کی صورت میں آکر

شر پھیلانے اور اسلام کے خلاف باتیں سمجھانے اور جاہلانہ رسموں کی تائید کرنے کے لئے بھی خواب میں آتا ہے خواب میں دیکھنے والا کہتا ہے کہ مجھے تو فلاں بزرگ نے خواب میں بشارت دی ہے کہ فلاں جگہ ایک قبر ہے وہاں مجاور بن کر بیٹھ جاؤ اور عرس کیا کرو اور فلاں کام کرو عوام سمجھتے ہیں کہ یہ بزرگوں کی ہدایات ہیں حالانکہ ہر وہ چیز جس کا کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شرک و بدعت و معصیت ہونا ثابت ہو وہ کسی کی بھی تلقین سے خواب میں ہو یا بیداری میں نیک کام نہیں بن سکتا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ اللہ تعالیٰ کے آخری رسول ہیں اور آپ کی زبان مبارک سے جو بات نکلی وہ دین اور شریعت ہے اس لئے آپ کے دین کو محفوظ رکھنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے شیطان کو یہ قدرت نہیں دی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت بنا کر خواب میں آسکے اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاَی الْحَقَّ کہ جس نے مجھے دیکھا اس نے سچ دیکھا اور صحیح دیکھا۔ اور ایک روایت میں یوں بھی ہے کہ جس نے مجھے خواب میں دیکھا وہ مجھے بیداری میں دیکھ لے گا یعنی آخرت میں اس سے ملاقات ہوگی علماء نے فرمایا کہ اس میں ایمان پر موت آنے کی خوشخبری ہے۔

شیطان رات کو گھروں میں رہنے اور ساتھ کھانا کھانے کی تلاش میں رہتا ہے

وَعَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ الرَّجُلُ بَیْتَہٗ فَذَکَرَ اللّٰہَ عِنْدَ دُخُوْلِہٖ وَعِنْدَ طَعَامِہٖ قَالَ الشَّیْطٰنُ لَا مَبِیْتَ لَکُمْ وَلَا عَشَاءَ وَاِذَا دَخَلَ فَلَمْ یَذْکُرِ اللّٰہَ

عِنْدَ دُخُوْلِهٖ قَالَ الشَّيْطٰنُ اَدْرَكْتُمُ الْمَبِيْتَ وَاِذَا لَمْ يَذْكُرِ اللّٰهَ عِنْدَ طَعَامِهٖ قَالَ اَدْرَكْتُمُ الْمَبِيْتَ وَالْعَشَاءَ﴾ (رواہ مسلم)

"حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب انسان اپنے گھر میں داخل ہوتا ہے اور داخل ہوتے وقت اور کھانا کھاتے وقت اللہ کا نام لیتا ہے تو شیطان کہتا ہے یہاں نہ رات کے رہنے کا موقع ہے نہ کھانا ملنے کا، اور جب کوئی شخص گھر میں داخل ہوا اور اس وقت اللہ کا نام نہ لیا تو شیطان اپنے ساتھیوں سے کہتا ہے کہ تمہیں یہاں رات کو رہنے کا موقع مل گیا اور جب انسان کھانا کھانے لگا (جس نے گھر میں داخل ہوتے وقت اللہ کا نام نہیں لیا تھا) اور اب کھاتے وقت بھی اللہ کا نام نہ لیا تو شیطان کہتا ہے کہ تمہیں یہاں رات گذارنے کا موقع بھی مل گیا اور رات کا کھانا بھی مل گیا"۔ (مشکوٰۃ المصابیح از مسلم صفحہ ۳۶۳)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گھر میں داخل ہوتے وقت اور کھانا شروع کرتے وقت اہتمام کے ساتھ اللہ کا نام ذکر کرنا چاہئے، کھانا شروع کرتے وقت کن الفاظ میں اللہ کا نام لے دو صفحات کے بعد اس کا ذکر آرہا ہے ان شاء اللہ تعالیٰ گھر میں داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھے۔

﴿اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ خَيْرَ الْمَوْلَجِ وَخَيْرَ الْمَخْرَجِ بِسْمِ اللّٰهِ وَلَجْنَا وَعَلَى اللّٰهِ رَبِّنَا تَوَكَّلْنَا﴾

"اے اللہ آپ سے خیر والا داخلہ اور خیر والا باہر نکلنا طلب کرتا ہوں ہم اللہ کا نام لے کر داخل ہوئے اور ہم نے اللہ پر بھروسہ کیا"۔

اس کے بعد اپنے گھر والوں کو سلام کرے یعنی السلام علیکم کہے۔
(مشکوٰۃ المصابیح)

جس کھانے پر بسم اللہ نہ پڑھی جائے شیطان کو اس میں کھانے کا موقع مل جاتا ہے

﴿عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الشَّيْطَانَ يَسْتَحِلُّ الطَّعَامَ اَنْ لَّا يُذْكَرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ﴾ (رواہ مسلم)

"حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ شیطان اس کھانے کو اپنے لئے حلال کرلیتا ہے جس پر اللہ کا ذکر نہ کیا جائے"۔ (مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۳۶۳، از مسلم)

جس کھانے پر اللہ کا نام نہ لیا جائے یعنی بسم اللہ نہ پڑھی جائے شیطان کو اس میں سے کھانے کا موقع مل جاتا ہے اور اسے انسان کے ساتھ کھانا کھانے سے کوئی چیز روکنے والی نہیں ہوتی اسی کو ارشاد فرمایا کہ جس کھانے پر اللہ کا نام نہ لیا جائے شیطان اسے اپنے لئے حلال کرلیتا ہے۔ لہٰذا کھانے بیٹھیں تو خوب دھیان کرکے بسم اللہ پڑھیں اور بچوں کو اہتمام سے اس کی تعلیم دیں شیطان کی تو یہ کوشش ہوگی کہ بسم اللہ پڑھنا بھلا دے لیکن مومن بندوں پر لازم ہے کہ بسم اللہ پڑھنے کا خوب خیال رکھیں۔

کھانا شروع کرتے وقت بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى بَرَكَةِ اللّٰهِ پڑھے یہ الفاظ حدیث میں وارد ہوئے ہیں۔ (حصن حصین)

اگر صرف بسم اللہ کہا جائے یا بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کہا تو اس سے بھی شیطان سے حفاظت ہو جائے گی اگر شروع میں بِسْمِ اللّٰہِ پڑھنا بھول جائیں تو درمیان یا کھانا ختم کر کے یاد آجانے پر بِسْمِ اللّٰہِ اَوَّلَہٗ وَاٰخِرَہٗ پڑھ لیں۔

حضرت امیہ بن مخشی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک شخص کھانا کھا رہا تھا اس نے بسم اللہ نہ پڑھی یہاں تک کہ جب ایک ہی لقمہ رہ گیا تو اسے اپنے منہ لیجاتے وقت بسم اللہ اولہ واخرہ کہہ دیا اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہنسی آگئی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شیطان برابر اس کے ساتھ کھاتا رہا جب اس نے اللہ کا نام لیا تو جو کچھ شیطان نے کھایا تھا اس سب کی قے کردی۔

(مشکوٰۃ المصابیح)

حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے، کھانا لایا گیا (سب نے مل کر کھایا) ہم نے اس کے سوا کوئی کھانا ایسا نہیں دیکھا جس کے کھاتے وقت شروع میں بہت زیادہ برکت ہو اور آخر میں بہت کم برکت ہو۔ ہم نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یہ کیا ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب ہم نے کھانا شروع کیا تھا تو سب نے اللہ کا نام لیا تھا پھر (ہمارے ساتھ) کوئی ایسا شخص بیٹھ گیا جس نے اللہ کا نام نہیں لیا لہٰذا اس کے ساتھ شیطان نے بھی کھالیا (جس کی وجہ سے یہ بے برکتی ہو گئی)

(مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۳۶۵، از شرح السنہ)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب ہم کسی کھانے کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حاضر ہوتے تھے تو اس وقت تک کھانے میں ہاتھ نہیں ڈالتے تھے جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شروع نہ فرماتے۔ ایک مرتبہ ہم کھانے کے موقعہ پر آپ کے ساتھ حاضر ہوئے۔ ایک چھوٹی سی لڑکی آئی جو اس انداز میں آرہی تھی گویا اس کو دھکے دے کر لایا جارہا ہو وہ کھانے میں اپنا ہاتھ رکھنے کو ہی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ پھر ایک

دیہاتی آدمی آیا وہ بھی اسی طرح آرہا تھا۔ جیسے اسے دھکے دے کر لایا جارہا ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا ہاتھ بھی پکڑ لیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلاشبہ شیطان اس کھانے کو حلال کرلیتا ہے جس پر اللہ کا نام ذکر نہ کیا جائے (پہلے) وہ اس لڑکی کو لے کر آیا تاکہ اس کے ذریعہ اپنے لئے کھانے کو حلال کرے (یعنی یہ لڑکی بسم اللہ نہ پڑھے تو وہ بھی ساتھ کھانے لگے) لہٰذا میں نے اس کا ہاتھ پکڑلیا پھر وہ اس دیہاتی کو لے کر آیا تاکہ اس کے ذریعہ کھانے کو اپنے لئے حلال کرلے میں نے اس کا ہاتھ بھی پکڑ لیا۔ قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے شیطان کا ہاتھ میرے ہاتھ میں ہے اس لڑکی کے ہاتھ کے ساتھ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کا نام لے کر کھانا شروع کیا۔

(مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۳۶۷، از صحیح مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے سنا کہ شیطان تمہارے پاس ہر موقعہ میں موجود ہوجاتا ہے۔ یہاں تک کہ کھانے کے وقت بھی حاضر ہوجاتا ہے سو اگر تم میں سے کسی کے ہاتھ سے لقمہ گرجائے اس میں کوئی ایسی ویسی چیز لگ گئی ہو تو اسے دور کردے پھر اس لقمہ کو کھالے اور جب کھانے سے فارغ ہوجائے تو اپنی انگلیوں کو چاٹ لے کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ کھانے کے کس حصہ میں برکت ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۳۶۳ از مسلم)

حضرت نبیشہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے کسی پیالہ میں کھایا پھر اسے چاٹ لیا تو پیالہ کہتا ہے کہ اللہ تجھے دوزخ سے آزاد فرمائے جیسا کہ تو نے شیطان سے مجھے بچادیا۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص ہرگز بائیں ہاتھ سے نہ کھائے اور ہرگز بائیں ہاتھ سے نہ پیئے کیونکہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا پیتا ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

فائدہ

کھانے سے فارغ ہو کر یہ دعا پڑھے:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مُسْلِمِیْنَ﴾

"سب تعریف اللہ کے لئے ہے جس نے کھلایا اور پلایا اور مسلمان بنایا"۔ (رواہ الترمذی ابوداؤد)

فائدہ: یہ سب احکام و آداب بچوں کو بھی خوب اچھی طرح سکھادیں۔

شیاطین کا گھر اور بستر میں رہنا

﴿عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِرَاشٌ لِّلرَّجُلِ وَفِرَاشٌ لِاِمْرَأَتِهٖ وَالثَّالِثُ لِلضَّیْفِ وَالرَّابِعُ لِلشَّیْطَانِ﴾ (رواہ مسلم)

"حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایک بستر مرد کے لئے، دوسرا بستر اس کی بیوی کے لئے، اور تیسرا مہمان کے لئے ہے اور چوتھا شیطان کے لئے ہے"۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گھر میں بقدر ضرورت بستر ہونے چاہئیں، ضرورت سے زائد بستر پر شیطان سوجاتا ہے، ایک بستر مرد کے لئے اور ایک اس کی بیوی کے لئے اور ایک مہمان کے لئے ہونا چاہئے، اگر بال بچے ہو تو بقدر ضرورت ان کے لئے بھی ہونا چاہئیں (حدیث شریف میں کم از کم ضرورت کا ذکر ہے) اگر کسی کے یہاں زیادہ مہمان آتے جاتے ہوں اور ان کی وجہ سے بقدر ضرورت بستر تیار کئے جائیں تو

بھی ضرورت میں شامل ہے، البتہ ضرورت سے زیادہ بستر نہ رکھیں ورنہ اس پر شیطان سوئے گا۔ (اگر گھر میں داخل ہوتے وقت اللہ کا نام نہیں لیا تھا) حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ میاں بیوی کو الگ الگ سونا چاہئے۔ عند الضرورت یکجا ہوجائیں۔ اس میں ایک مصلحت تو یہ ہے کہ ایک دوسرے کے جسمانی بخارات منتقل نہیں ہوں گے، دوسری مصلحت یہ ہے کہ خواہ مخواہ شہوت بیدار ہوکر کثرت جماع سے محفوظ رہیں گے جو بعض افراد کی صحت اور دیگر احوال کے مناسب نہیں ہوتا، اور بعض احوال (یعنی حیض و نفاس) میں جماع حرام ہوتا ہے۔

جماع کے وقت دعاء پڑھ کر اولاد کو شیطان سے محفوظ کرے

﴿عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ اَنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَّاْتِيَ اَهْلَهٗ قَالَ بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا فَاِنَّهٗ اِنْ يُّقَدَّرُ بَيْنَهُمَا وَلَدٌ فِيْ ذَالِكَ لَمْ يَضُرَّهٗ شَيْطَانٌ اَبَدًا﴾

(متفق علیہ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص اپنی بیوی کے پاس آنے کا ارادہ کرے یعنی جماع کرنا چاہے اور اس سے پہلے یہ پڑھے:

﴿بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطٰنَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا﴾

"میں اللہ کا نام لے کر یہ کام کرتا ہوں اے اللہ ہمیں شیطان سے بچا اور جو اولاد تو ہم کو دے اس سے (بھی) شیطان کو دور رکھ تو اس دعا کے پڑھ لینے کے بعد اس وقت کی ہمبستری سے جو اولاد پیدا ہوگی شیطان اسے کبھی ضرر نہ پہنچا سکے گا"۔

(بخاری و مسلم)

آکام المرجان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ مخنث (پیدائشی ہیجڑے) جنات کی اولاد ہوتے ہیں حضرت ابن عباسؓ سے عرض کیا گیا کہ یہ کس طرح ہوتا ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حالت حیض میں جماع کرنے سے منع فرمایا ہے سو اگر کوئی شخص حالت حیض میں جماع کرلے تو اس سے پہلے شیطان جماع کرلیتا ہے پھر اس سے جو حمل ہوجاتا ہے اس سے مخنث پیدا ہوتے ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کیا تمہارے اندر مغربون دیکھے گئے ہیں، میں نے عرض کی مغربون کون ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جن میں جنات شریک ہوجاتے ہیں۔ (رواہ ابوداؤد)

جنات کے شریک ہونے کا کیا مطلب ہے اس کے بارے میں حضرات شراح حدیث نے تحریر فرمایا ہے کہ جب کوئی شخص اپنی بیوی کے پاس جاتے ہوئے بسم اللہ نہیں پڑھتا تو شیطان اس کے آلہ تناسل پر اپنا آلہ لپیٹ کر اس کے ساتھ جماع کرلیتا ہے، پھر اس سے جو اولاد پیدا ہو وہ مغرب ہوتی ہے کیونکہ اس میں ایک اجنبی جنس کی شرکت ہوگئی۔

﴿ذَكَرَهُ عَلِيُّ الْقَارِيْ رَحِمَهُ اللّٰهُ فِيْ شَرْحِ الْمِشْكٰوةِ وَفِيْ شَرْحِهٖ اَقْوَالُ اُخَرُ فَرَاجِعْهُ اِنْ شِئْتَ وَهُوَ آخِرُ حَدِيْثٍ مِنَ الْفَصْلِ الثَّانِيْ مِنْ كِتَاب

الطِّبِّ وَالرُّقٰی﴾

فائدہ: یہ جو فرمایا ہے کہ جماع شروع کرنے سے پہلے مذکورہ دعا پڑھ لی جائے اور اس وقت کا جماع حمل قرار ہونے کا ذریعہ بن جائے تو اس سے جو اولاد پیدا ہوگی اسے شیطان کبھی بھی ضرر نہ دے سکے گا حدیث کی شرح لکھنے والوں نے اس کے کئی معنی لکھے ہیں اس میں سے ایک کا مطلب یہ ہے کہ یہ بچہ مرگی سے اور دیوانگی سے محفوظ رہے گا۔ اور بعض حضرات نے فرمایا ہے کہ شیطان اس نومولود کے دین پر حملہ نہ کر سکے گا اس کی زندگی مسلمانوں والی ہوگی اور اس کا خاتمہ ایمان پر ہوگا۔

(مرقاۃ المصابیح شرح مشکوۃ المصابیح)

فائدہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ایک دعاء اور بھی منقول ہے جماع کرتے وقت جب منی خارج ہو تو اس کو دل میں پڑھ لے وہ دعا یہ ہے۔

﴿اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْ لِلشَّیْطَانِ فِیْمَا رَزَقْتَنِیْ نَصِیْبًا﴾ (ذکرہ فی الحصن الحصین)

"اے اللہ جو اولاد تو مجھے دے اس میں شیطان کا کچھ حصہ نہ کر"۔

تنہائی میں غیر محرم کے ساتھ جب کوئی عورت ہوگی تو وہاں تیسرا شیطان بھی ضرور موجود ہوتا ہے

﴿وَعَنْ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَۃٍ اِلَّا کَانَ ثَالِثُھُمَا الشَّیْطٰنُ﴾ (رواہ الترمذی)

"حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی

اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کوئی مرد جب کسی عورت کے ساتھ تنہائی میں ہوتا ہے تو وہاں ان دونوں کے علاوہ تیسرا فرد شیطان بھی ضرور موجود ہوتا ہے"۔

(مشکوۃ شریف صفحہ۲۶۹، از ترمذی)

شیطان کا کام معلوم ہی ہے کہ وہ گناہ کراتا ہے، جب بھی کوئی مرد غیر عورت کے ساتھ تنہائی میں ہوگا تو شیطان بھی وہاں موجود ہوگا جو دونوں کے جذبات کو ابھارے گا اور دونوں کے دلوں میں خراب کام کرنے کے وسوسے ڈالے گا۔ اسی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سختی کے ساتھ غیر محرم کے پاس تنہائی میں رہنے کی ممانعت فرمائی، اس ممانعت پر بڑی سختی سے عمل کرنے کی ضرورت ہے خواہ استاد ہو یا پیر ہو، یا ماموں پھوپھی چچا اور خالہ کا بیٹا ہو ان کے پاس تنہائی میں رہنے سے عورت کو پرہیز کرنا لازم ہے اور مردوں کو بھی نامحرم عورتوں کے ساتھ تنہائی میں بیٹھنے اٹھنے سے بچنے کا اہتمام کرنا ضروری ہے، نامحرم مرد و عورت سے خلط ملط گناہ ہے۔

شیطان کی شرارتوں سے محفوظ رہنے کے لئے رات گذارنے کے بارے میں چند نصیحتیں

﴿عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ جَاءَتْ فَارَةٌ تَجُرُّ الْفَتِيلَةَ فَالْقَتْهَا بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْخُمْرَةِ الَّتِيْ كَانَ قَاعِدًا عَلَيْهَا فَاَحْرَقَتْ مِنْهَا مِثْلَ مَوْضَعِ الدِّرْهَمِ فَقَالَ اِذَا نِمْتُمْ فَاطْفِئُوْا سُرُجَكُمْ فَاِنَّ الشَّيْطٰنَ يَدُلُّ مِثْلَ هٰذِهٖ عَلٰى هٰذَا فَتُحْرِقُكُمْ﴾

(رواہ ابوداوٗد)

"حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک چوہا چراغ کی بتی کھینچتا ہوا آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے چٹائی پر لاکر ڈال دی جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرماتھے، اس کی وجہ سے ایک درھم کے برابر اس کا کچھ حصہ جل گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم سونے لگو تو اپنے چراغوں کو بجھادیا کرو کیونکہ شیطان چوہے کو یہ کام بتادیتا ہے جس سے جلنے کا حادثہ پیش آجاتا ہے"۔

(مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۳۷۳)

﴿وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِذَا سَمِعْتُمْ نُبَاحَ الْكِلَابِ وَنَهِيْقَ الْحَمِيْرِ مِنَ اللَّيْلِ فَتَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ فَإِنَّهُنَّ يَرَيْنَ مَالَا تَرَوْنَ وَأَقِلُّوا الْخُرُوْجَ إِذَا هَدَأَتِ الْأَرْجُلُ فَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَبُثُّ مِنْ خَلْقِهٖ فِيْ لَيْلَةٍ مَا يَشَاءُ وَأَجِيْفُوا الْأَبْوَابَ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَفْتَحُ بَابًا إِذَا أُجِيْفَ وَذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَغَطُّوا الْجِرَارَ وَأَكْفِئُوا الْآنِيَةَ وَأَوْكُوا الْقِرَبَ﴾ (رواہ فی شرح السنہ)

"حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم رات کو کتوں کے بھونکنے اور گدھوں کے بولنے کی آواز سنو تو شیطان مردود سے اللہ کی پناہ مانگو کیونکہ کتے اور گدھے وہ چیزیں دیکھتے ہیں جو تم نہیں دیکھتے اور جب (رات کو) چلنا پھرنا بند ہوجائے تو باہر نکلنا کم کردو کیونکہ اپنی رات میں اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں سے جس کو چاہتا ہے منتشر فرمادیتا ہے اور دروازوں کو بند کردو اور

اس پر اللہ کا نام لے لو (یعنی بسم اللہ پڑھ دو) کیونکہ جس دروازے پر بند کرتے ہوئے اللہ کا نام لیا جائے شیطان اس دروازے کو نہیں کھولتا۔ اور گھڑوں کو ڈھک دیا کرو اور برتنوں کو الٹ دیا کرو اور مشکیزوں کے منہ کو تسموں سے باندھ دیا کرو"۔ (مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۳۷۳، از شرح السنہ)

﴿وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَ جِنْحُ اللَّيْلِ اَوْاَمْسَيْتُمْ فَكُفُّوْا صِبْيَانَكُمْ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ يَنْتَشِرُ حِيْنَئِذٍ فَاِذَا ذَهَبَ سَاعَةٌ مِنَ اللَّيْلِ فَخَلُّوْهُمْ وَاَغْلِقُوا الْاَبْوَابَ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَفْتَحُ بَابًا مُغْلَقًا وَاَوْكُوْا قِرَبَكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ وَخَمِّرُوْا اٰنِيَتَكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ وَلَوْ اَنْ تَعْرُضُوْا عَلَيْهِ شَيْئًا وَاَطْفِئُوْا مَصَابِيْحَكُمْ﴾ (متفق علیہ)

"حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سرور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب رات کا ابتدائی حصہ ہو تو تم اپنے بچوں کو (باہر نکلنے سے) روکو اس لئے کہ اس وقت شیاطین پھیل جاتے ہیں پھر جب رات کی ایک گھڑی گذر جائے تو ان (بچوں) کو چھوڑ دو اور اللہ کا نام لے کر دروازے بند کردو اس لئے کہ شیطان بند دروازہ کو نہیں کھول سکتا اور اللہ کا نام لے کر مشکیزوں کو تسمہ باندھو اور اللہ کا نام لے کر برتن ڈھانک دو اگرچہ (ڈھکن نہ ملنے کی صورت میں) تم اس پر چوڑان ہی میں کوئی چیز رکھ دو اور اپنے چراغوں کو بجھادیا کرو"۔ (مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۳۷۲، از بخاری و مسلم)

یہ تین حدیثیں ہیں پہلی حدیث حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اور باقی دو حدیثیں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں اور متعدد نصیحتیں ہیں پہلی نصیحت تو یہ فرمائی کہ جب شام ہوجائے اور رات کا ابتدائی وقت ہو تو بچوں کو باہر نکلنے سے روکدو اور اس کی وجہ یہ بتائی کہ اس وقت شیاطین پھیل پڑتے ہیں۔ ان شیاطین سے خطرہ رہتا ہے کہ بچوں کو کوئی تکلیف پہنچادیں پھر فرمایا کہ رات کا کچھ حصہ گذر جائے تو بچوں کو باہر جانے کی اجازت دیدو۔

بچوں کو شیاطین سے محفوظ رکھنے کے لئے اس نصیحت پر عمل کرنا ضروری ہے شیاطین کا اثر جو بچوں پر ہوجاتا ہے اس کی ایک بہت بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ گلیوں میں جو بچے آفتاب غروب ہونے سے پہلے کھیلتے ہیں وہ غروب آفتاب کے بعد اسی طرح کھیلتے رہتے ہیں۔ شیاطین سے محفوظ رکھنے کے لئے انہیں گھروں میں نہیں بلاجاتا ہے۔

دوسری نصیحت یہ فرمائی کہ رات کو بسم اللہ پڑھ کر دروازے بند کردو کیونکہ شیطان بند دروازے کو نہیں کھول سکتا جب کہ بند کرتے وقت اللہ کا نام لیا جائے۔

تیسری نصیحت یہ فرمائی کہ رات کو اللہ کا نام لے کر مشکیزوں کے منہ کو بند کردو۔

چوتھی نصیحت یہ فرمائی کہ رات کو اللہ کا نام لے کر برتنوں کو ڈھانک دو اور اگر ڈھانکنے کو کوئی بھی چیز نہ ملے تو اس کے چوڑاؤ میں کوئی لکڑی ہی رکھ دو، ایک حدیث میں اس کی وجہ یہ بتائی کہ سال بھر میں ایک ایسی رات ہوتی ہے جس میں وباء یعنی مرض عام کا نزول ہوتا ہے جس میں ایسے برتن پر گذر جائے جو ڈھکا ہوا نہ ہو اور جس ایسے مشکیزہ پر گزر جائے جس کا منہ باندھا ہوا نہ ہو تو اس وباء کا کچھ حصہ اس میں نازل ہوجاتا ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

پانچویں نصیحت یہ فرمائی کہ جب سونے لگو تو چراغوں کو بجھادو اگر جلتا رہ گیا تو شیطان چوہے کو استعمال کرسکتا ہے جو چراغ کی جلتی ہوئی بتی کو کھینچ لائے اور گھر کا

سارا سامان جلادے۔ اور صحیح بخاری میں ہے۔

﴿فَاِنَّ الْفُوَیْسِقَةَ رُبَمَا اجْتَرَّتِ الْفَتِیْلَةَ فَاَحْرَقَتْ اَهْلَ الْبَیْتِ﴾

"کہ شریر چوہا بعض مرتبہ (چراغ کی) بتی کو کھینچ لے آتا ہے پھر گھر والوں کے جلنے کا حادثہ پیش آجاتا ہے"۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا کہ مدینہ منورہ میں ایک رات کو ایک گھر جل گیا جس سے گھر والوں کو نقصان پہنچا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس کا تذکرہ کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلاشبہ یہ آگ تمہاری دشمن ہے جب تم سونے لگو تو اسے بجھادو تاکہ تمہیں نقصان نہ پہنچائے۔ (مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۳۷۳، از بخاری و مسلم)

چھٹی نصیحت یہ فرمائی کہ جب رات کو کتوں کے بھونکنے کی اور گدھوں کے بولنے کی آواز سنو تو شیطان مردود سے اللہ کی پناہ مانگو یعنی اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم پڑھو۔

کیونکہ یہ کتے اور گدھے وہ چیزیں دیکھتے ہیں جنہیں تم نہیں دیکھتے یعنی ان کو شیاطین نظر آتے ہیں ان کا آوازیں نکالنا اس بات کی دلیل ہے کہ کہیں شیطان ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم مرغ کی آواز سنو تو اللہ سے اس کے فضل کا سوال کرو مثلاً یوں کہو اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ مرغ نے فرشتہ دیکھا (اور اس کے دیکھنے کی وجہ سے بولا فرشتے کا وجود مبارک ہے جب ہم دعا کریں گے تو فرشتے آمین کہیں گے) اور جب گدھوں کے بولنے کی آواز سنو تو اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ پڑھو۔ کیونکہ اس نے شیطان

کو دیکھا (اور اس کی وجہ سے اس نے آواز نکالی ہے)۔

(مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۲۱۳، از بخاری و مسلم)

ساتویں نصیحت یہ فرمائی کہ رات کو جب قدم رک جائیں یعنی چلنا پھرنا بند ہوجائے تو باہر کم نکلو اور اس کی وجہ یہ بتائی کہ اس وقت اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں سے جس کو چاہتا ہے منتشر فرمادیتا ہے اس پھرنے والی مخلوق سے بھی شیاطین مراد ہیں جو انسانوں کو اکیلا پاکر پیچھے لگ لیتے ہیں اور تکلیف پہنچاتے ہیں۔

سبحان اللہ! رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو کیسی کیسی نصیحتیں فرمائیں اور زندگی گذارنے کے آداب بتائے فَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ بِقَدْرِ جَمَالِهٖ وَكَمَالِهٖ

گھر سے باہر شیطان سے محفوظ رہنے کی دعا

﴿عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا خَرَجَ رَجُلٌ مِنْ بَيْتِهٖ فَقَالَ بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ يُقَالُ لَهٗ حِيْنَئِذٍ هُدِيْتَ وَكُفِيْتَ وَوُقِيْتَ فَيَتَنَحّٰى لَهُ الشَّيْطَانُ وَيَقُوْلُ شَيْطَانٌ اٰخَرُ كَيْفَ لَكَ بِرَجُلٍ قَدْ هُدِيَ وَكُفِيَ وَوُقِيَ﴾

(رواہ ابوداؤد و روی الترمذی الی قولہ لہ الشیطان)

"حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی شخص اپنے گھر سے نکلتا ہے اور یہ دعا پڑھتا ہے:

﴿بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ﴾

تو اس سے اس وقت یوں کہہ دیا جاتا ہے کہ تجھے ہدایت دی گئی، تیری کفالت کی گئی، اور تیری حفاظت کی گئی، اور شیطان اس سے کنارہ کشی اختیار کرلیتا ہے اور دوسرا شیطان اس سے کہتا ہے کہ ایسے شخص پر تیرا کیا بس چل سکتا ہے جس کو ہدایت دی گئی جس کی کفالت کی گئی اور جس کی حفاظت کردی گئی۔ (مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۲۱۵، ابوداؤد)

مذکورہ دعا کو گھر سے نکل کر ضرور پڑھیں تاکہ شیطان سے حفاظت رہے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں (جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات میں سے ہیں) کہ جب کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر سے نکلتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمان کی طرف منہ اٹھا کر یہ دعا ضرور پڑھی:

﴿اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ اَنْ اَضِلَّ اَوْاُضَلَّ اَوْاَظْلِمَ اَوْ اُظْلَمَ اَوْاَجْهَلَ اَوْيُجْهَلُ عَلَیَّ﴾ (مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۲۱۵)

"اے اللہ میں اس بات سے آپ کی پناہ چاہتا ہوں کہ گمراہ ہوجاؤں یا گمراہ کردیا جاؤں یا لغزش کھاجاؤں یا لغزش میں ڈال دیا جاؤں یا ظلم کروں یا مجھ پر ظلم ہو یا جہالت کا کام کروں یا مجھ پر جہالت کی جائے"۔

گھر سے نکل کر اس دعا کو بھی پڑھنا چاہئے۔

مسجد میں داخل ہونے کی دعاء اور شیطان سے حفاظت

﴿وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِوبْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ

الْعَظِيْمِ وَبِوَجْهِهِ الْكَرِيْمِ وَسُلْطَانِهِ الْقَدِيْمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ قَالَ فَاِذَا قَالَ ذَالِكَ قَالَ الشَّيْطَانُ حُفِظَ مِنِّيْ سَائِرَ الْيَوْمِ ﴾ (رواہ ابوداؤد)

"حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب مسجد میں داخل ہوتے تھے تو یہ دعاء پڑھتے تھے:

﴿اَعُوْذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِوَجْهِهِ الْكَرِيْمِ وَسُلْطَانِهِ الْقَدِيْمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ﴾

"میں عظمت والے اللہ کی اور اس کی کریم ذات کی اور اس کی لازوال سلطنت کی پناہ لیتا ہوں شیطان مردود سے"۔

اور فرماتے ہیں کہ جس نے یہ الفاظ کہہ لئے شیطان اس کے بارے میں کہتا ہے کہ یہ باقی پورے دن کے لئے مجھ سے محفوظ ہوگیا۔ (مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۷۲، از ابوداؤد)

اس حدیث میں مسجد میں داخل ہونے کی ایک دعاء بیان فرمائی ہے جس کے پڑھنے سے شیطان سے حفاظت ہوگی اور اس میں یہ بھی بتایا ہے کہ اس دعاء کو سن کر شیطان کہتا ہے کہ آج کے دن یہ شخص مجھ سے محفوظ ہوگیا۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص مسجد کو جانے کا ارادہ کرتا ہے تو ابلیس کے لشکر ایک دوسرے کو بلالیتے ہیں اور آپس میں جمع ہوجاتے ہیں جیسا کہ شہد کی مکھیاں اپنے سردار کے آس پاس جمع ہوجاتی ہیں سو جب تم میں سے کوئی شخص مسجد کے دروازے پہ کھڑا ہو تو یوں کہے:

﴿اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ اِبْلِيْسَ وَجُنُوْدِهٖ﴾

"اے اللہ میں ابلیس سے اور اس کے لشکروں سے آپ کی پناہ

مانگتا ہوں"۔

جب یہ الفاظ کہے گا تو ابلیس اور اس کا لشکر اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔
(عمل الیوم واللیلہ لابن السنی)

مسجد سے نکلنے کی دعاء

﴿اَللّٰهُمَّ اعْصِمْنِيْ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ﴾
(حصن حصین)

"اے اللہ مجھے شیطان مردود سے محفوظ فرما"۔

مسجد میں داخل ہونے اور مسجد سے نکلنے کی دوسری دعائیں بھی احادیث شریفہ میں وارد ہوئیں ہیں حضرت ابو اسید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص مسجد میں داخل ہو تو یوں کہے:

﴿اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ﴾

اور جب مسجد سے نکلے تو یوں کہے:

﴿اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ﴾

"اے اللہ میں آ سے آپ کے فضل کا سوال کرتا ہوں"۔

فائدہ: مسجد میں داخل ہوتے اور نکلتے وقت دعاء پڑھنے سے پہلے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجنا بھی مسنون ہے۔ مثلاً یوں کہ:

﴿اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ﴾

اس کے بعد دعاء پڑھے۔

مسجد اور بازار کو جانے والوں میں فرق

﴿وَعَنْ سَلْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ غَدَا اِلٰى صَلٰوةِ الصُّبْحِ غَدَا بِرَايَةِ الْاِيْمَانِ وَمَنْ غَدَا اِلَى السُّوْقِ غَدَا بِرَايَةِ اِبْلِيْسَ﴾ (رواہ ابن ماجہ)

"حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص فجر کی نماز کے لئے صبح کو (مسجد کی طرف) نکلا وہ ایمان کے جھنڈے کے ساتھ نکلا اور جو شخص صبح صبح بازار کی طرف چلا وہ ابلیس کا جھنڈا لے کر نکلا"۔ (رواہ ابن ماجہ)

مسجد کی طرف نماز کے لئے صبح کو نکلنا ایمان کے جھنڈے کے ساتھ نکلنا ہے یہ تو ظاہر بات ہے لیکن صبح صبح بازار کو جانے کے بارے میں جو فرمایا کہ یہ ابلیس کے جھنڈے کے ساتھ نکلنا ہے اس کا سبب یہ ہے کہ بازار میں شیاطین موجود رہتے ہیں وہ تاجروں کو جھوٹ بولنے، جھوٹی قسمیں کھانے اور خیانتیں کرنے پر آمادہ کرتے ہیں، بازاروں میں عموماً دنیا داری کا شور و شغب ہی ہوتا ہے ذکر اللہ سے غفلت بھی ہوتی ہے بد نظری بہت ہوتی ہے، تاجر لوگ گاہکوں کے جھمیلہ میں بعض مرتبہ بالکل ہی نماز چھوڑ دیتے ہیں اور بعض مرتبہ نماز بلا جماعت جلدی جلدی نمٹا دیتے ہیں اور وقت سے بے وقت کرکے پڑھتے ہیں اسی لئے ایک حدیث میں بازاروں کو شر البقاع (سب سے بری جگہیں) فرمایا ہے۔

اب سمجھ لیں کہ جو شخص ایسی جگہ جائیگا اور شریعت کے خلاف کام کرے گا وہ

شیطان کا کام کرنے والا بنے گا اور اس طرح اس کا جھنڈا لہرائے گا یعنی وہ بہت زیادہ خوش ہوگا حدیث شریف میں (اس طرف) اشارہ ہے کہ بازار میں بلاضرورت نہ جائیں اور جائیں تو تقویٰ کے ساتھ وقت گذاریں، گناہوں میں مبتلا ہوکر شیطان کو خوش نہ کریں۔

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر تجھ سے ہوسکے تو ہرگز وہ شخص مت ہونا جو سب سے پہلے بازار میں داخل ہو اور سب سے آخر بازار سے نکلے۔ کیونکہ بازار شیطان کا میدان جنگ ہے اور وہ وہاں اپنا جھنڈا کھڑا کردیتا ہے۔

ظلم کرنے والے قاضی کے ساتھ شیطان رہتا ہے

﴿وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِیْ اَوْفٰی رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الْقَاضِیْ مَالَمْ یَجُرْ فَاِذَا جَارَ تَخَلّٰی عَنْهُ وَلَزِمَهُ الشَّیْطٰنُ﴾ (رواہ الترمذی وابن ماجہ)

”حضرت ابو عبد اللہ ابن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ قاضی کے ساتھ ہے جب تک کے وہ ظلم نہ کرے، سو جب وہ ظلم کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی معیت ختم ہوجاتی ہے اور شیطان اس کے ساتھ لگا رہتا ہے“۔

(مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۳۲۵ از ترمذی وابن ماجہ)

اس حدیث میں بتایا ہے کہ منصف عادل قاضی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مدد رہتی ہے۔ جب قاضی (فیصلے دینے والا مجسٹریٹ جسٹس وغیرہ) فیصلہ دینے میں ظلم کردے

یعنی اللہ کے قانون کے خلاف فیصلہ دیدے تو پھر اللہ تعالیٰ کی مدد ختم ہو جاتی ہے۔ اور شیطان اس کے ساتھ لگ جاتا ہے ظاھر ہے کہ جب شیطان کسی کے ساتھ لگا رہے گا اور ہر وقت ساتھ رہے گا تو وہ اسے انصاف کیوں کرنے دے گا۔

درحقیقت ہر عہدہ بڑی ذمہ داری کی چیز ہے اس سے عہدہ برآ ہونے والے بہت کم ہوتے ہیں اور فیصلہ دینے کا عہدہ تو بہت ہی بڑی ذمہ داری ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا قیامت کے دن انصاف کرنے والے قاضی پر وہ وقت آئے گا کہ اس کی یہ آرزو ہوگی کہ کاش دو شخصوں کے درمیان کبھی ایک کھجور کے بارے میں بھی فیصلہ نہ کرتا تو اچھا تھا۔ (مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۳۲۵)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو بھی کوئی شخص لوگوں کے درمیان فیصلے کرتا ہے قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ فرشتہ اس کی گدی کو پکڑے ہوئے ہوگا پھر وہ اس کا سر اوپر کو اٹھائے گا پس اگر اللہ تعالیٰ کا حکم ہوگا کہ اسے پھینک دے تو وہ اسے اتنی بڑی کھائی (گڑھے) میں ڈال دے گا جس کی گہرائی چالیس سال تک گرتے چلے جانے کی ہوگی۔ (مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۳۲۵)

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسو اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ فیصلہ دینے والوں کی تین قسمیں ہیں ایک جنت میں اور دو دوزخ میں ہوں گے جنت والا تو وہ ہوگا جس نے حق کو پہچانا اور اس نے حق کے مطابق فیصلہ کیا) اور دوسرا شخص وہ ہے جس نے حق کو پہچانا اور فیصلے میں ظلم کیا (یعنی حق کے مطابق فیصلہ نہ کیا) سو یہ دوسری قسم کا قاضی دوزخ میں ہوگا اور تیسرا شخص وہ ہے جو جہالت کے ساتھ لوگوں کے درمیان فیصلہ کرے گا یہ شخص بھی دوزخ میں ہوگا۔ (مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۳۲۴)

عورت باہر نکلتی ہے تو شیطان تکنے لگتا ہے

﴿وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمَرْءَۃُ عَوْرَۃٌ فَاِذَا خَرَجَتِ اسْتَشْرَفَھَا الشَّیْطٰنُ﴾ (رواہ الترمذی)

"حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عورت چھپا کر رکھنے کی چیز ہے سو جب وہ باہر نکلتی ہے تو اس کی طرف شیطان نظریں اٹھا کر دیکھنے لگتا ہے"۔ (مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۲۶۹)

اس حدیث میں عورت کا مقام بتایا ہے اور وہ یہ ہے کہ عورت چھپا کر رکھنے کی چیز ہے عورت کو بحیثیت عورت کے گھر کے اندر رہنا لازم ہے جو عورت بے پردہ باہر پھرنے لگی وہ حدود نسوانی سے باہر ہو گئی عورت باہر نکلی اور شیطان نے اسے تاکنا اور نظریں اٹھا اٹھا کر دیکھنا شروع کر دیا وہ عورتوں کے خد و خال سے خود بھی لطف اندوز ہوتا ہے اور دوسروں کو بھی عورت کے حسن و جمال لباس اور پوشاک پر نظریں ڈالنے کے لئے متوجہ کرتا ہے۔ افسوس کہ اسلام نے جس چیز کو چھپا کر رکھنے کا حکم فرمایا تھا آج وہ چہرے سے اور بال و خد و خال سے حسن و جمال کا مظاہرہ کرتی ہوئی بازاروں میں اور تفریح گاہوں میں بے محابا گھومتی پھرتی ہے۔ بہت سے مدعیان اسلام اپنی بہو بیٹیوں کو یہود و نصاری کی تقلید میں اس حالت میں دیکھنا چاہتے ہیں کہ وہ بے پردہ ہو کر آزاد پھریں یہ لوگ اسے ترقی کا نام دیتے ہیں اور یہ بھی نہیں جانتے کہ کس چیز کی ترقی محمود ہے اور کون سی ترقی مذموم ہے؟ اگر قوم کی بہو بیٹیاں بے پردہ ہو کر گھروں سے نکلیں اور بازاروں پارکوں میں مردوں کے ساتھ مل جل کر گھومتی پھریں تو اس میں کس چیز کی ترقی ہے؟

کیا اس میں انسانیت بام ترقی تک پہنچ گئی؟ یا غیرت اور شرافت میں کچھ اضافہ

ہوگیا؟ نہیں نہیں اس سے تو عصمت و عفت کے لٹ جانے کی راہیں ہموار ہوگئیں انسان کی شرافت اور کرامت برباد ہونے کے انتظامات ہوگئے۔ برائی کی ترقی بھی کیا کوئی ترقی ہے ایسی ترقی تو شیطان اور اس کے دوستوں کی پسند ہوتی ہے برائی کی ترقی اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اور مخلصین و مؤمنین و مؤمنات کو پسند نہیں ہوتی۔

شریعت اسلامیہ میں حفاظت نظر کی بڑی اہمیت ہے قرآن مجید میں فرمایا ہے:

﴿قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ﴾

"آپ مؤمنین سے فرمادیجئے کہ اپنی آنکھوں کو پست رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کو محفوظ رکھیں"۔

پھر فرمایا:

﴿وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ﴾

"اور آپ مؤمنین عورتوں سے فرمادیجئے کہ وہ اپنی آنکھوں کو پست رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں"۔

بات یہ ہے کہ جب کسی مرد اور عورت کے درمیان غیر شرعی تعلق پیدا ہوتا ہے تو اس کی ابتداء بھی نظر ہی سے ہوتی ہے پہلے نظر پڑتی ہے پھر نفس میں امنگ ہوتی ہے پھر چل کر جانا ہوتا ہے اور زبان سے بھی بات چیت ہوتی ہے اسی لئے ایک حدیث میں شریف میں فرمایا ہے کہ آنکھ کا زنا دیکھنا ہے اور ہاتھو کا زنا پکڑنا ہے اور پاؤں کا زنا چل کر جانا ہے اور زبان کا زنا بات کرنا ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۲۰)

نظر کی حفاظت رہتی ہے تو دوسرے اعضاء کی بھی حفاظت رہتی ہے اور حقیقی زنا سے بھی حفاظت رہتی ہے جب عورت باہر نکلتی ہے تو شیطان اس کی تاک میں لگ

جاتا ہے آنکھیں اٹھا اٹھا کر دیکھتا ہے جن کا مزاج گناہ گاری کا ہوتا ہے انکو بھی متوجہ کرتا ہے بد نظری کا گناہ تو اسی وقت ہوجاتا ہے آگے بات بڑھے گی تو زنا کے دوسرے افعال میں بھی ابتلاء ہوگا ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ نظر ابلیس کے تیروں میں سے ایک زہر ملا تیر ہے۔ (کمافی الترغیب والترہیب عن الطبرانی والحاکم)

مؤمن بندوں پر لازم ہے کہ اپنی خواتین کو گھر سے باہر نکلنے سے روکیں اگر کسی ضرورت سے باہر جانا ہو تو خوب پردہ کے اہتمام کے ساتھ نکلیں چہرہ ڈھانکنے کا خاص اہتمام کریں شیطان کو موقعہ نہ دیں کہ انکے پیچھے لگے یا مردوں کو لگائے مرد بھی اپنی نظریں محفوظ رکھیں کسی عورت پر نہ ڈالیں عورتیں کسی ایسی جگہ کھڑی نہ ہوں جہاں سے انہیں دیکھا جاسکے ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ:

﴿لَعَنَ اللّٰہُ النَّاظِرَ وَالْمَنْظُوْرَ اِلَیْہِ﴾

"اللہ کی لعنت ہے اس پر جو دیکھے اور جسے دیکھا جائے"۔

(مشکوٰۃ المصابیح)

اگر اتفاقاً بلااختیار بے جگہ نظر پڑ جائے تو فوراً نظر ہٹالے حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی حکم فرمایا تھا۔

(مشکوٰۃ المصابیح)

ضروری نہیں کہ بد نظری عورتوں ہی پر نظر ڈالنے سے ہو نو عمر نو خیز لڑکوں کو بھی بری نظر سے دیکھنا ممنوع ہے بری نظر وہ ہے جس میں نفس کو مزہ آئے بہت مرتبہ مردوں پر نظر ڈالنے سے بھی بد نظری ہوتی ہے اور آجکل تو کسی ہوئی پتلون نے بھی مردوں کو جاذب نظر بنا رکھا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر کا واقعہ

﴿عَنْ زَیْدِ بْنِ اَسْلَمَ قَالَ عَرَّسَ رَسُوْلُ اللّٰہُ صَلّٰی

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً بِطَرِيْقِ مَكَّةَ وَوَكَّلَ بِلَالًا اَنْ يُّوْقِظَهُمْ لِلصَّلٰوةِ فَرَقَدَ بِلَالٌ وَرَقَدُوْا حَتّٰى اسْتَيْقَظُوْا وَقَدْ طَلَعَتْ عَلَيْهِمُ الشَّمْسُ فَاسْتَيْقَظَ الْقَوْمُ وَقَدْ فَزِعُوْا فَاَمَرَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّرْكَبُوْا حَتّٰى يَخْرُجُوْا مِنْ ذَالِكَ الْوَادِيْ ثُمَّ اَمَرَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّنْزِلُوْا وَاَنْ يَّتَوَضَّؤُوْا وَاَمَرَ بِلَالًا اَنْ يُّنَادِيَ لِلصَّلٰوةِ اَوْيُقِيْمَ فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّاسِ ثُمَّ انْصَرَفَ وَقَدْ رَاٰى مِنْ فَزْعِهِمْ فَقَالَ يٰاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ اللّٰهَ قَبَضَ اَرْوَاحَنَا وَلَوْ شَاءَ لَرَدَّهَا اِلَيْنَا فِيْ حِيْنٍ غَيْرِ هٰذَا فَاِذَا رَقَدَ اَحَدُكُمْ عَنِ الصَّلَاةِ اَوْنَسِيَهَا ثُمَّ فَزِعَ اِلَيْهَا فَلْيُصَلِّهَا كَمَا كَانَ يُصَلِّيْهَا فِيْ وَقْتِهَا ثُمَّ الْتَفَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى اَبِيْ بَكْرِ الصِّدِّيْقِ فَقَالَ اِنَّ الشَّيْطَانَ اَتٰى بِلَالًا وَهُوَ قَائِمٌ يُّصَلِّيْ فَاَضْجَعَهٗ ثُمَّ لَمْ يَزَلْ يُهْدِئُهٗ كَمَا يُهْدَأُ الصَّبِيُّ حَتّٰى نَامَ ثُمَّ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلَالًا فَاَخْبَرَ بِلَالٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ الَّذِيْ اَخْبَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبَا بَكْرٍ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ (رواہ مالک مرسلاً)

"حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ تعالیٰ نے بیان کیا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رات مکہ معظمہ کے راستے میں پڑاؤ ڈالا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال کو مقرر فرمایا کہ وہ سب کو نماز (فجر) کے لئے جگادیں۔ پھر ہوا یہ کہ سب حضرات

سو گئے اور حضرت بلال کو بھی نیند آ گئی جب سورج نکل آیا تو سب بیدار ہوئے اور نماز قضاء ہو جانے کی وجہ سے پریشانی ہوئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ اپنی سواریوں پر سوار ہو کر اس وادی سے نکل جاؤ اور فرمایا کہ اس وادی میں شیطان ہے، چنانچہ سواریوں پر سوار ہوئے اور اس وادی سے نکل کر آگے بڑھ گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ اب سواریوں سے اتر جاؤ اور وضوء کرو اور بلال کو اذان یا اقامت کا حکم دیا، پھر آپ نے لوگوں کو (فوت شدہ فجر کی (نماز باجماعت پڑھائی حاضرین کی گھبراہٹ دیکھ کر نماز کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے لوگو! بلاشبہ اللہ نے ہماری روحوں کو قبض فرمالیا اور اگر چاہتا تو جس وقت میں ہم بیدار ہوئے ہیں اس کے علاوہ دوسرے وقت میں ہماری روحیں واپس فرما دیتا سو جب تم میں سے کوئی شخص سوتا رہ جائے جس کی وجہ سے نماز چھوٹ جائے یا نماز کو بھول جائے پھر نماز قضاء ہونے کی وجہ سے گھبرا جائے تو اس نماز کو اسی طرح پڑھ لے جیسا کہ اس کے وقت میں پڑھتا رہا۔

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ بلاشبہ بات یہ ہے کہ شیطان بلال کے پاس آیا وہ کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے اس نے انہیں لٹا دیا پھر برابر انھیں آرام کے ساتھ سلانے کی کوشش کرتا رہا جیسا کہ بچے کو سلانے کے لئے آرام پہنچایا جاتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بلال سو گئے پھر آپ نے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا اور بلال نے وہی بات بتائی

جو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بتائی تھی اس موقعہ پر حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان سے بلا اختیار نکلا اشھد انک رسول اللہ۔

(مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۶۷ از مؤطا مالک)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شیطان نمازیوں کی نماز قضاء کرانے کی فکر میں رہتا ہے، دیکھو اس نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نماز پڑھنے سے ہٹادیا اور لٹا کر سلادیا، جب وہ شخص سوگیا جس کے ذمہ جگانا تھا تو ظاہر ہے کہ وہ حضرات بھی سوتے رہ گئے جو یہ اطمینان کرکے سوگئے تھے کہ جگانے کا جو ذمہ دار ہے وہ ہمیں جگا ہی دے گا شیطان تو اپنی حرکت سے باز نہ آیا لیکن اللہ تعالیٰ کا فضل ہوا اور یہ واقعہ امت مسلمہ کے لئے بہت سے احکام جاننے کا ذریعہ بن گیا۔

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ جب مسلمان کی نماز قضاء ہوجائے تو اسے اس کی وجہ سے بے چینی ہوجانا چاہئے جیسا کہ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین اس کی وجہ سے پریشان ہوئے۔ نیز مندرجہ ذیل احکام معلوم ہوئے۔

(۱) معلوم ہوا کہ جب کسی کو نیند کا غلبہ ہو اور اندیشہ ہو کہ نماز کے لئے آنکھ نہ کھلے گی تو اس کا انتظام کرکے سوئے تاکہ وقت پر آنکھ کھل جائے اور نماز قضا نہ ہو، پہلے زمانے میں ایسا ہی تھا کہ اس کے لئے کسی کو مقرر کردیا جاتا تھا جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو متعیّن کردیا تھا۔

(۲) جب نماز قضا ہوجائے تو جیسے ہی موقعہ مل جائے نماز کو قضا پڑھ لے اگر مکروہ وقت ہو تو اس کو گذرنے دے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیداری کے بعد جو آگے بڑھے اس میں ایک یہ مصلحت تھی کہ اس وادی میں شیطان تھا اور اس وادی سے دور ہوجانا مقصود تھا نیز یہ مصلحت بھی تھی کہ سورج اچھی طرح نکل کر بلند ہوجائے اور نماز کا صحیح وقت ہوجائے اور تیسری مصلحت یہ تھی کہ آگے بڑھنے اور سفر کرنے کے ذریعہ نیند کا خمار دور ہوجائے۔

(۳) یہ بھی معلوم ہوا کہ جب نماز قضا ہو جائے تو اس کے پڑھنے کے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ جس وقت کی نماز قضا ہوئی ہے اگلے دن یا اس کے بعد اسی وقت میں پڑھے بلکہ مکروہ وقت کے علاوہ ہر وقت پڑھ سکتا ہے دن کی قضا نمازیں رات میں اور رات کی قضا نمازیں دن میں حسب موقع پڑھی جاسکتی ہیں۔

(۴) حدیث سے معلوم ہوا کہ قضا نماز کی بھی جماعت ہے اور اس میں اذان بھی ہے اور تکبیر بھی ہے۔ اوپر جو حدیث ہم نے نقل کی ہے اس میں شک کے ساتھ ہے کہ اذان کا حکم دیا یا اقامت کا لیکن سنن ابو داوود کی ایک روایت ہے جس میں اسی طرح کا ایک قصہ منقول ہے اور حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے راوی ہیں اس میں اذان اور اقامت دونوں کا ذکر ہے۔

(۵) سنن ابوداؤد میں یہ بھی ہے کہ وضو کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اذان دلوائی پھر فجر کی سنتیں پڑھیں پھر اقامت کے بعد نماز فجر پڑھی اس سے معلوم ہوا کہ نماز فجر قضا ہو جائے اور سورج نکلنے کے بعد اسی وقت پڑھی جائے تو فجر کی سنتیں بھی پڑھیں جائیں دوسرے اوقات کی سنتوں کی قضا پڑھنے کا ذکر احادیث شریفہ میں نہیں ہے۔

سفر میں شیطان کا ساتھ ہونا

﴿عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ رَاكِبٍ يَخْلُوْ فِيْ سَيْرِهٖ بِاللّٰهِ وَ ذِكْرِهٖ اِلَّا رَدِفَهٗ مَلَكٌ وَلَا يَخْلُوْ بِشِعْرٍ وَنَحْوِهٖ اِلَّا رَدِفَهٗ شَيْطَانٌ﴾

(رواہ الطبرانی باسناد حسن)

”حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

جب کوئی سوار اپنے سفر میں اللہ تعالیٰ اور اس کے ذکر کی خلوت اختیار کرلیتا ہے تو فرشتہ اس کا ردیف بن جاتا ہے اور جب شعر وغیرہ میں مشغول ہوجاتا ہے تو شیطان اس کا ردیف بن جاتا ہے"۔ (الترغیب والترہیب صفحہ ۳۷ جلد ۴ از طبرانی)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شیاطین سفر میں بھی ساتھ لگتے ہیں جب کوئی شخص اپنی سواری پر سوار ہو تو اس کے پیچھے سواری پر شیطان بیٹھ جاتا ہے جب کہ سوار ہوتے وقت اللہ کا نام نہ لے اور راستے میں بے ہودہ اشعار پڑھتا ہوا یا بے ہودہ باتیں کرتا ہوا چلتا رہے اور اگر مسافر اپنے سفر میں اللہ کو یاد کرتا رہے تو فرشتہ اس کے ساتھ رہتا ہے اور اس کے پیچھے سوار ہوجاتا ہے۔

ایک حدیث میں ہے جس کے راوی حضرت عمرو اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر اونٹ پر ایک شیطان ہوتا ہے سو جب تم اونٹ پر سوار ہونے لگو تو اللہ تعالیٰ کا نام لیا کرو (یعنی بسم اللہ پڑھو) اور اپنی حاجتوں کے لئے روانہ ہونے سے نہ رک جاؤ۔ (الترغیب والترہیب)

لہٰذا مسافر کو چاہئے سوار ہوتے وقت اللہ کا نام لے اور پورے راستے میں اللہ کی یاد میں مشغول رہے جب سوار ہونے لگے اور رکاب یا پائیدان پر قدم رکھے تو بسم اللہ کہے اور جب جانور کی پشت یا سیٹ پر بیٹھ جائے تو الحمد للہ کہے پھر یہ آیت پڑھے:

﴿سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَلَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ
وَاِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ۝﴾

"اللہ پاک ہے جس نے اس کو ہمارے قبضے میں دے دیا اور اس کی قدرت کے بغیر ہم اسے قبضے میں کرنے والے نہ تھے اور بلاشبہ ہم کو اپنے رب کی طرف جانا ہے"۔

اس کے بعد تین بار "الحمد للہ" اور تین بار "اللہ اکبر" کہے پھر یہ دعاء پڑھے:

﴿سُبْحَانَکَ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْلِیْ فَاِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ﴾

"اے خدا تو پاک ہے بیشک میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا تو مجھے بخشدے کیونکہ صرف تو ہی گناہ بخشنے والا ہے"۔

اس دعاء کو پڑھنے کے بعد مسکرانا بھی مستحب ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح ۲۱۴)

تنہا مسافر شیطان ہے

﴿عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ الرَّاکِبُ شَیْطَانٌ وَالرَّاکِبَانِ شَیْطَانَانِ وَالثَّلٰثَۃُ رَکْبٌ﴾ (رواہ مالک والترمذی وابوداوٗد والنسائی)

"حضرت عمر بن شعیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے باپ دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایک سوار ایک شیطان اور دو سوار دو شیطان ہیں اور تین سوار ہوں تو وہ جماعت ہے"۔ (مؤطا مالک ترمذی ابوداوٗد ونسائی)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اکیلے ایک شخص کو بلکہ دو شخصوں کو بھی سفر کرنے کی ممانعت ہے اور تین آدمیوں کو سفر میں اجازت ہے کیونکہ ایک یا دو آدمیوں پر شیطان قابو کرنے کی کوشش کرتا ہے اور تین مسافر ہوں تو وہ ایک جماعت بن جاتی ہے جس پر شیطان کا قابو نہیں چلتا اور اس میں دیگر مصلحتیں بھی ہیں۔

فائدہ: حدیث میں یہ بھی ہے کہ تین آدمی سفر میں ہوں تو اپنے میں سے ایک

شخص کو امیر بنالیں۔ (مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۳۳۹)

فائدہ: بہتر ہے کہ سفر میں چار ساتھی ہوں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ بہترین ساتھی چار ہیں اور دشمنوں کے مقابلہ کے لئے جو چھوٹے دستے بھیجے جائیں ان میں سب سے بہتر وہ ہیں جنکی تعداد چار سو ہو اور بڑے لشکر ہوں تو ان میں بہتر وہ ہیں جو چار ہزار ہوں۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ بارہ ہزار کی تعداد والا لشکر عدد کی کمی کی وجہ سے مغلوب نہ ہوگا۔

(مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۳۳۹)

فائدہ: ایک مرتبہ سفر میں حضرات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم مختلف گھاٹیوں اور وادیوں میں منتشر ہوگئے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمہارا یہ طریقہ شیطان ہی کی طرف سے ہے اس کے بعد حضرات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سفر میں جب کسی منزل میں قیام کرتے تو آپس میں بالکل سمٹ کر رہتے۔

(مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۳۳۹)

فائدہ: جب سواری کے جانور کا پاؤں پھسل جائے تو بسم اللہ کہے ایک مرتبہ ایک صحابی نے اس موقعہ پر تعس الشیطن (شیطان ہلاک ہو) کہہ دیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسا نہ کہو ایسا کہنے سے وہ پھول کر گھر کے برابر ہوجاتا ہے اور کہتا ہے کہ دیکھو میں نے اس کو پچھاڑا اور جب بسم اللہ کہو گے تو وہ ایسا حقیر ہوگا کہ مکھی سے بھی چھوٹا بن جائے گا۔ (الترغیب والترغیب صفحہ ۸۱ جلد ۴)

فائدہ: تنہا سفر کرنے کی ممانعت اوپر معلوم ہوئی ایک سوار ایک شیطان اور دو سواروں کو دو شیطان بتایا ہے لہٰذا تنہا سفر کرنے سے بچیں۔ اور خاص کر رات کو تو تنہا سفر کرنے سے بہت زیادہ اہتمام کے ساتھ احتیاط کریں۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

﴿لَوْيَعْلَمُ النَّاسُ مَافِي الْوَحْدَةِ مَا اَعْلَمُ مَاسَارَ رَاكِبٌ بِلَيْلٍ وَحْدَهٗ﴾

''یعنی اگر لوگوں کو تنہا سفر کے بارے میں وہ بات معلوم ہو جاتی جو میں جانتا ہوں تو کوئی مسافر رات کو تنہا سفر نہ کرتا''۔

بات یہ کہ شیاطین تو ہر وقت ہی انسان کو بہکانے اور ستانے کے لئے پیچھے لگے رہتے ہیں لیکن خاص کر رات کو تنہا سفر کرنے میں موقع پا کر مسافر کے پیچھے لگ لیتے ہیں اور ڈرانا اور آوازیں نکالنا اور طرح طرح کی صورتیں بنا کر سامنے آنا شروع کر دیتے ہیں بعض ایسے واقعات سنے گئے ہیں کہ شیاطین مسافر کو تنہا پا کر پیچھے لگ لئے اور ڈر کی وجہ سے اسے بخار چڑھ گیا اور یہی بخار موت کا سبب بن گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحتوں کی خلاف ورزی کرنے میں دنیا و آخرت کا نقصان ہوتا ہے۔

گھنٹیاں شیطان کے باجے ہیں

﴿وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاتَصْحَبُ الْمَلَائِكَةُ رُفْقَةً فِيْهَا كَلْبٌ وَلَاجَرَسٌ﴾ (راوہ مسلم)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ فرشتے ایسے قافلے کے ساتھ نہیں ہوتے جس میں کتا یا جرس (گھنٹی) ہو'' (مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۳۳۸ از مسلم)

﴿وَعَنِ ابْنِ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ مَوْلَاةً لَهُمْ ذَهَبَتْ بِابْنَةِ الزُّبَيْرِ اِلٰى عُمَرَبْنِ الْخَطَّابِ وَفِيْ رِجْلِهَا اَجْرَاسٌ فَقَطَعَهَا عُمَرُ وَقَالَ سَمِعْتُ

رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَعَ کُلِّ جَرَسٍ شَیْطَانٌ ﴾ (رواہ ابوداؤد)

"حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آزاد کردہ کنیز حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک (چھوٹی) صاحبزادی کو حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس لے گئی اس کے پاؤں میں جرس تھے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ جرس ان کے پاؤں سے کاٹ دئے اور فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ہر جرس کے ساتھ شیطان ہے"۔

(مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۳۷۹ از ابوداؤد)

﴿وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ الْجَرَسُ مَزَامِیْرُ الشَّیْطَانِ ﴾ (راوہ مسلم)

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جرس شیطان کے باجے ہیں"۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ گھنٹیاں، باجے، بجتا ہوا زیور یہ سب شیطان کی خوشی کی چیزیں ہیں۔ جو لوگ سفر میں جاتے ہیں اور اونٹ بیل وغیرہ کے گلے میں گھنٹیاں ڈال دیتے ہیں یا کتا ساتھ رکھ لیتے ہیں، ان لوگوں کے بارے میں فرمایا ان کے ساتھ فرشتے نہیں ہوتے کیونکہ ان بجنے والی چیزوں سے شیاطین خوش ہوتے ہیں، لہٰذا بچوں کے کھیلنے کے سامان اور بجنے والے زیورات ان سب سے پرہیز کیا جائے۔ دیکھو بچے تو مکلف نہیں ہیں پھر بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بچی کے پاؤں سے ایسا زیور کاٹ دیا جو بجنے والا تھا۔ گھروں میں اپنی آمد کی اطلاع دینے کے

لئے کوئی ایسی چیز لگائی جائے جسکی آواز مزیدار نہ ہو۔

شیاطین کے پاس خود تو گاجے باجے ہیں نہیں اور یہ چیزیں اسے بہت پسند ہیں لہٰذا وہ اپنی اس محبوب و مرغوب چیز کیلئے انسانوں کو استعمال کرتا ہے، لہٰذا عورتوں بچیوں کو بجنے والا زیور نہ پہنائیں، گھروں میں گھنٹیاں نہ رکھیں، جانوروں کے گلے میں گھنٹیاں نہ ڈالیں، جو لوگ شیطانی اعمال کرتے ہیں ان کو بجنے بجانے والی چیزوں سے محبت اور رغبت ضرور ہوتی ہے اور شیطانی کاموں میں ایسی چیزوں کا خیال رکھا جاتا ہے شیطان کو چونکہ یہ چیزیں پسند ہیں اس لئے اپنے ماننے والوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتا ہے کہ ایسی چیزیں رکھیں اور بجائیں۔ مسلمانوں میں بھی جو لوگ خواہش نفس کے مطابق چلتے ہیں اور رنج و خوشی میں قرآن و حدیث کی طرف رجوع نہیں کرنا چاہتے ان پر شیطان قابو پالیتا ہے اور ان کو گانے بجانے کی چیزوں میں مشغول کردیتا ہے ان سے گانے گواتا ہے اور باجے بجواتا ہے اور خود بھی سنتا ہے اور مزہ لیتا ہے یہ مصیبت عام ہوگئی ہے کہ ہر وقت نفس کو خوش کرنے کے لئے ریڈیو کھولے رہتے ہیں یا ٹیپ ریکارڈر چلائے رکھتے ہیں۔ خصوصاً کھانے کے وقت گانا سننے کا بہت خیال کرتے ہیں کہ جب منہ میں لقمہ جائے تو گلے سے نیچے دھکیلنے کا کام گانے کی دھن اور سر سے ہو جائے۔

بہت سے لوگ راتوں رات جاگتے ہیں اور قوال سے گانا سنتے ہیں۔ اور چونکہ اس موقع پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نعت اور مدحیہ اشعار بھی ہوتے ہیں اس لئے اس محفل کی شرکت کو ثواب سمجھتے ہیں۔ اگر کوئی شخص سمجھائے اور بتائے تو کہتے ہیں کہ یہ وہابی ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نعت سننے سے منع کرتا ہے۔ حالانکہ منع کرنے والا ایسے نعتیہ اشعار کہنے اور سننے سے نہیں روکتا جو سچ ہوں اور صحیح ہوں وہ تو گانے بجانے کے آلات پر پڑھنے سے روکتا ہے اگر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ کی نعت سننے کا شوق ہے تو بغیر ہارمونیم اور بغیر طبلہ اور بغیر ساز و سارنگی کے سنے سب جانتے ہیں کہ اگر کوئی شخص بغیر ساز و سارنگی کے

اور بغیر طبلہ باجے کے نعت پڑھنے بیٹھ جائے تو دس پانچ آدمی سننے کے لئے جمع ہونگے اور دس پانچ منٹ میں منتشر ہو جائیں گے، خدا را انصاف کرو کیا یہ راتوں کو جاگنا نعت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سننے کے لئے ہے یا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام گرامی استعمال کرکے نفس و شیطان کو لذیذ گانے کی حرام غذا دینے کے لئے ہے۔

﴿اَمَرَنِیْ رَبِّیْ بِمَحَقِّ الْمَعَازِفِ وَالْمَزَامِیْرِ وَالْاَوْثَانِ وَالصُّلُبِ وَاَمْرِ الْجَاهِلِیَّةِ﴾ (مشکوٰۃ المصابیح)

"یعنی میرے رب نے حکم فرمایا ہے کہ گانے بجانے کے آلات اور بتوں کو اور صلیب کو (جسے عیسائی پوجتے ہیں) اور جاہلیت کے کاموں کو مٹادوں"۔

کیسی نادانی کی بات ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جن چیزوں کے مٹانے کیلئے تشریف لائے ان ہی چیزوں کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت سننے میں استعمال کرتے ہیں پھر اوپر سے ثواب کی امید رکھتے ہیں۔ نفس و شیطان نے ایسا غلبہ پایا کہ قرآن و حدیث بتانے والوں کی بات ناگوار معلوم ہوتی ہے۔

شیطان مسلمانوں کو آپس میں لڑواتا ہے

﴿وَعَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الشَّیْطَانَ قَدْ اَئِسَ مِنْ اَنْ یَّعْبُدَهُ الْمُصَلُّوْنَ فِیْ جَزِیْرَةِ الْعَرَبِ وَلٰكِنْ فِی التَّحْرِیْشِ بَیْنَهُمْ﴾ (رواہ مسلم)

"حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ شیطان اس سے ناامید ہوگیا ہے کہ

نمازی لوگ (یعنی مسلمان) جزیرہ عرب میں اس کی عبادت کریں۔
لیکن وہ انھیں آپس میں لڑانے کی کوشش کرتا رہے گا"۔
(مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۱۹ از مسلم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے سارا عرب مشرک تھا، لوگ بتوں کو پوجتے تھے، آپس میں لڑتے رہتے تھے قبائلی جنگیں ہوتی رہتی تھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی دعوت دی بڑی محنتوں اور برسوں کے بعد عرب کے لوگ مسلمان ہوگئے اور آپس میں الفت و محبت پیدا ہوگئی جسے سورہ آل عمران میں بیان فرمایا ہے:

﴿وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا﴾

"اور اللہ کی نعمت کو یاد کرو جبکہ تم آپس میں دشمن تھے سو اس نے تمہارے دلوں میں الفت پیدا فرمادی سو تم اس کی نعمت کی وجہ سے بھائی بھائی ہوگئے"۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شیطان اس بات سے ناامید ہوگیا ہے کہ نمازی لوگ جزیرہ عرب میں اس کی عبادت کریں یعنی جزیرہ عرب کے لوگ جنہوں نے اسلام قبول کرلیا نمازوں کی ادئیگی میں لگ گئے اب وہ شیطان کی عبادت نہیں کریں گے یعنی اس کے کہنے سے جو بت پرستی کرتے تھے اب اس کے پھندے میں آکر شرک کی راہ اختیار نہیں کریں گے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقعہ پر لفظ اَلْمُسْلِمُوْنَ نہیں فرمایا بلکہ اَلْمُصَلُّوْنَ فرمایا اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ شیطان کی باتوں میں اس وقت تک نہیں آئیں گے جب تک نماز پڑھتے رہیں گے جب نمازوں سے غافل ہوں گے نمازیں قضا کریں گے تو ایمان سے دور ہوتے چلے جائیں گے حتیٰ کہ پھر شیطان قبضہ کرلے گا اور پھر بت پرستی پر

لگادے گا۔ دجال کے تذکرہ میں ارشاد فرمایا ہے کہ اہل ایمان کی روح قبض کرلی جائیگی اور بدترین لوگ باقی رہ جائیں گے نہ نیکی کو پہچانیں گے نہ برائی کو برائی سمجھیں گے شیطان ان کے پاس انسانی صورت میں آکر کہے گا کہ تم کو شرم نہیں آتی؟ وہ کہیں گے کہ تو ہمیں کیا حکم دیتا ہے لہٰذا وہ انہیں بتوں کی عبادت کرنے کا حکم دے گا۔ (مشکوٰۃ المصابیح صفحہ۴۸۱ از مسلم)

اور ایک حدیث میں یوں ہے جس کے راوی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک قبیلہ دوس کی عورتوں کے دھڑ ذی الخلصہ کے ارد گرد حرکت نہ کریں یہ جاہلیت کے زمانہ میں ایک بت تھا جس کی قبیلہ دوس والے عبادت کیا کرتے تھے۔ (مشکوٰۃ المصابیح از بخاری ومسلم صفحہ۴۸۱)

رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں عرب مسلمان ہوگئے آپس کی لڑائیاں بند ہوگئیں پھر جب دینی تقاضوں میں کمی آئی تو لڑائیاں شروع ہوگئیں شیطان نے پھر ریشہ دوائیاں شروع کردیں اب عرب کے مسلمان آپس میں لڑنے لگے ہیں جن کا مظاہرہ ہوتا رہتا ہے ان کے لڑوانے سے شیطان کی کامیابی کی راہیں نکل آئیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو لٰکِنْ فِي التَّحْرِيْشِ بَيْنَهُمْ فرمایا تھا اس کا مصداق سب کے سامنے آگیا۔ لفظ اَلْمُصَلُّوْنَ میں اس طرف بھی اشارہ ملتا ہے کہ عرب کے مسلمانوں کے علاوہ دوسرے علاقوں کے مسلمان بھی نمازیں پڑھتے رہیں گے تو آپس کی لڑائیوں سے محفوظ رہیں گے.اب دیکھ لو جن لوگوں میں نماز نہیں ہے وہ آپس میں لڑتے رہتے ہیں اور باہمی ایک دوسرے کو قتل کرنے کے جو واقعات سامنے آرہے ہیں انہوں نے ان لوگوں کو ایسی جگہ پر پہنچادیا کہ ان کے نزدیک دین و ایمان کی کوئی حیثیت نہیں رہی جو شخص قتل مؤمن کو حلال سمجھتا ہے وہ تو کافر ہی ہوجاتا ہے یہ شیطان کے لئے کتنی خوشی کی بات ہے کہ مسلمان نام کے لوگ آپس میں کٹیں مریں اور ایک دوسرے کے خون کو حلال سمجھیں۔

مسلمان کی طرف ہتھیار سے اشارہ کرنا

﴿وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یُشِیْرُ اَحَدُكُمْ عَلٰی اَخِیْهِ بِالسِّلَاحِ فَاِنَّهٗ لَا یَدْرِیْ لَعَلَّ الشَّیْطَانُ یَنْزِعُ فِیْ یَدِهٖ فَیَقَعُ فِیْ حُفْرَةٍ مِنَ النَّارِ﴾ (متفق علیہ)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی کی طرف ہتھیار سے اشارہ نہ کرے ہوسکتا ہے کہ شیطان اس کے ہاتھ سے چھڑادے (اور اس کے بھائی پر گر پڑے) پھر یہ اشارہ کرنے والا دوزخ کے گڑھے میں گر پڑے''۔ (مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۳۰۵)

نیز ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

﴿مَنْ اَشَارَ اِلٰی اَخِیْهِ بِحَدِیْدَةٍ فَاِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَلْعَنُهٗ حَتّٰی یَضَعَهَا وَاِنْ كَانَ اَخَاهُ لِاَبِیْهِ وَاُمِّهٖ﴾

(مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۳۰۵ عن البخاری)

''یعنی جس کسی نے لوہے کی چیز سے اپنے بھائی کی طرف اشارہ کیا تو اس پر فرشتے لعنت بھیجتے رہیں گے جب تک اس کو رکھ نہ دے اگرچہ اس کا حقیقی بھائی ہو''۔

مسلمان پر ہتھیار اٹھانا: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

﴿مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا﴾

(رواه البخاری)

﴿وَزَادَ مُسْلِمٌ مَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا﴾

(مشکوۃ المصابیح صفحہ ۳۰۵)

"جو شخص ہم پر ہتھیار اٹھائے وہ ہم میں سے نہیں اور جو شخص ہمیں دھوکا دے وہ ہم میں سے نہیں"۔

ایک مسلمان کے قتل کی سزا: حضرت ابو سعید اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

﴿لَوْ اَنَّ اَهْلَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ اشْتَرَكُوْا فِيْ دَمِ مُؤْمِنٍ لَاَكَبَّهُمُ اللّٰهُ فِي النَّارِ﴾

(رواه الترمذی کمافی المشکوٰۃ صفحہ ۳۰۰)

"آسمان و زمین والے سب مل کر اگر کسی مؤمن کے قتل میں شریک ہوجائیں تو اللہ تعالیٰ ان سب کو اوندھے منہ کرکے دوزخ میں ڈال دے گا"۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

﴿لَزَوَالُ الدُّنْيَا اَهْوَنُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ قَتْلِ رَجُلٍ مُسْلِمٍ﴾ (مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۳۰۰)

"ایک مسلمان آدمی کے قتل کے مقابلہ میں ساری دنیا کا ختم ہوجانا اللہ کے نزدیک معمولی چیز ہے"۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم نے ارشاد فرمایا۔

﴿کُلُّ ذَنْبٍ عَسَى اللّٰهُ اَنْ یَّغْفِرَهٗ اِلَّا مَنْ مَاتَ مُشْرِكًا اَوْمَنْ یَّقْتُلُ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا﴾

(راوہ ابوداؤد وابو النسائی عن معاویہ کمافی المشکوٰۃ المصابیح صفحہ۳۰۱)

"امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر گناہ کو معاف فرمادے گا سوائے اس شخص کے جو مشرک ہونے کی حالت میں مرگیا یا جس نے کسی مؤمن کو قصداً قتل کردیا"۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

﴿مَنْ اَعَانَ عَلٰى قَتْلِ مُؤْمِنٍ شَطْرَ كَلِمَةٍ لَقِيَ اللّٰهَ مَكْتُوْبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ اٰئِسٌ مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ﴾

(رواہ ابن ماجہ)

"یعنی جس شخص نے کسی مؤمن کے قتل پر آدھے کلمہ سے بھی مدد کی تو قیامت کے دن وہ اللہ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ اس کی آنکھوں کے درمیان لکھا ہوگا کہ یہ اللہ کی رحمت سے ناامید ہے"۔

میاں بیوی میں جدائی کرادینا شیطان کو سب سے زیادہ محبوب اور مرغوب ہے

﴿وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اِبْلِيْسَ يَضَعُ عَرْشَهٗ عَلَى الْمَآءِ ثُمَّ يَبْعَثُ سَرَايَاهُ يُفْتِنُوا النَّاسَ

فَاَدْنَا هُمْ مِنْهُ مَنْزِلَةً اَعْظَمُهُمْ فِتْنَةً يَجِيْئُ اَحَدُهُمْ فَيَقُوْلُ فَعَلْتُ كَذَا وَكَذَا فَيَقُوْلُ مَا صَنَعْتَ شَيْئًا قَالَ ثُمَّ يَجِيْئُ اَحَدُهُمْ فَيَقُوْلُ مَا تَرَكْتُهُ حَتّٰى فَرَّقْتُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ امْرَأَتِهِ قَالَ فَيُدْنِيْهِ مِنْهُ وَيَقُوْلُ نَعَمْ اَنْتَ قَالَ الْاَعْمَشُ اُرَاهُ قَالَ فَيَلْتَزِمُهُ ﴿

(رواہ مسلم)

"حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ ابلیس پانی پر اپنا تخت بچھاتا ہے پھر اپنی جماعتوں کو بھیجتا ہے، ہر جماعت کے شیطان لوگوں کو فتنے میں ڈالتے ہیں (واپس آکر وہ اسے اپنی اپنی کارگذاری سناتے ہیں) ان میں اس سے سب سے زیادہ نزدیک تر وہ ہوتا ہے جس نے فتنہ میں ڈالنے کے اعتبار سے سب سے بڑا کام کیا ہو۔ وہ جن کو فتنہ گری کے لئے بھیجتا ہے ان میں سے واپس آکر ایک کہتا ہے کہ میں نے ایسا اور ایسا کیا ابلیس کہتا ہے تم نے کچھ بھی نہیں کیا پھر ان میں سے ایک آتا ہے کہتا ہے کہ میں نے ایسا فتنہ ڈالا اور (فلاں شخص کے پیچھے لگا رہا) یہاں تک کے اس کے اور اس کی بیوی کے درمیان جدائی کرا کر چھوڑی یہ کارنامہ ابلیس کے نزدیک بہت بڑا کارنامہ ہے جو شخص اپنا یہ کارنامہ بیان کرتا ہے ابلیس اسے اپنے سے قریب کرلیتا ہے اور کہتا ہے کہ ہاں تو نے کام کیا ہے حضرت اعمش (رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی حدیث) نے فرمایا مجھے ایسا خیال ہے کہ استاد نے یہ بھی بیان کیا تھا کہ ابلیس اسے چمٹا لیتا ہے یعنی گلے لگا لیتا ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۱۸)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شیطان کو یہ بہت ہی زیادہ محبوب اور مرغوب ہے کہ کوئی شخص اپنی بیوی کو طلاق دیدے۔ اس مقصد کے لئے نمائندے بھیجتا ہے اہل کار روانہ کرتا ہے جب اسے یہ خبر مل جاتی ہے کہ کسی شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دیدی تو اس کے گھی کے چراغ جل جاتے ہیں جو لوگ جھگڑے کے موقع پر غصے میں آکر طلاق دے بھاگتے ہیں وہ شیطان کے دل کو خوش کرتے ہیں پھر خود ہی اپنے حق میں فتویٰ لے لیتے ہیں کہ غصہ میں طلاق نہیں ہوئی حالانکہ یہ فتویٰ غلط ہے۔ اور بعض لوگ غلط سوال لکھ کر مفتی سے جواب لکھوا لیتے ہیں اس طرح سے حرام عورت حلال نہیں ہوتی سیدھی بات یہ ہے کہ اپنی زبان پر کنٹرول کریں اور زبان سے طلاق کا لفظ نکال کر اپنے دشمن شیطان ابلیس کو خوش نہ کریں اور اپنا گھر برباد نہ کریں۔

بدگمانی کے وسوسے ڈالنا شیطان کا کام ہے

﴿عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُعْتَكِفًا فَاَتَيْتُهٗ اَزُوْرُهٗ لَيْلًا فَحَدَّثْتُهٗ ثُمَّ قُمْتُ فَانْقَلَبْتُ فَقَامَ مَعِيَ لِيَقْلِبَنِيْ وَكَانَ مَسْكَنُهَا فِيْ دَارِ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ فَمَرَّ رَجُلَانِ مِنَ الْاَنْصَارِ فَلَمَّا رَاَيَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَسْرَعَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى رِسْلِكُمَا اِنَّهَا صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ فَقَالَا سُبْحَانَ اللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ اِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِيْ مِنَ الْاِنْسَانِ مَجْرَى الدَّمِ وَاِنِّيْ خَشِيْتُ اَنْ يَّقْذِفَ فِيْ قُلُوْبِكُمَا سُوْءًا اَوْ قَالَ شَيْئًا﴾ (رواہ البخاری)

"حضرت اُم المؤمنین صفیہ بنت حُییؔ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف میں تھے۔ میں ایک رات کو آپ کی زیارت کرنے کے لئے حاضر ہوئی کچھ دیر تک باتیں کرنے کے بعد جب واپس جانے کے لئے میں اٹھ کھڑی ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی میرے ساتھ اٹھے تاکہ مجھے واپس کردیں اسی وقت وہاں سے دو انصاری صحابی گذرے جب انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو تیزی سے چلنے لگے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا تم ٹھیک اپنی رفتار کے موافق چلو یہ (میری بیوی) صفیہ ہے۔ وہ کہنے لگے کہ سبحان اللہ! اے اللہ کے رسول! (صلی اللہ علیہ وسلم، کیا ہم آپ کے بارے میں کوئی بدگمانی کرسکتے ہیں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلاشبہ شیطان انسان کے اندر خون کی طرح چلتا ہے مجھے یہ خطرہ ہوا کہ کہیں شیطان تمہارے دلوں میں کوئی برا خیال نہ ڈال دے"۔ (صحیح بخاری صفحہ ۲۶۴ جلد ۱)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شیطان انسان کے اندر گھس جاتا ہے اور جیسے خون جاری ہوتا ہے اسی طرح وہ انسان کے اندر چلتا ہے۔ جس طرح باہر سے وسوسے ڈالتا ہے اسی طرح اندر داخل ہوکر بھی وسوسے ڈالتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اہلیہ محترمہ کو رخصت فرما رہے تھے (چونکہ اعتکاف میں تھے اس لئے حدود مسجد ہی سے رخصت فرمایا) وہاں دو انصاری صحابی گذر رہے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دیکھ کر فرمایا کہ تم لوگ ٹھیک طرح اپنی رفتار پر چلو کسی جلدی کی ضرورت نہیں یہ میری بیوی صفیہ ہے کوئی غیر عورت نہیں ہے۔ اس طرح سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بات واضح کردی اور شیطان کی طرف سے جو ان

کے دلوں میں وسوسہ آسکتا تھا اسے دور کردیا۔ ان دونوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کیا ہم آپ کے بارے میں ایسا ویسا خیال کرسکتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ شیطان انسان کے ساتھ لگا رہتا ہے اور اس کے اندر گھس کر وسوسے ڈالتا ہے ممکن تھا وہ تمہارے دلوں میں بھی وسوسے ڈالدیتا ہے جس سے تمہارا دین خراب ہوتا اس لئے میں نے بات واضح کردی۔ اس سے معلوم ہوا کہ جہاں کہیں کسی تہمت اور بدگمانی کا موقعہ ہو وہاں بات واضح کردی جائے کسی کو بدگمانی اور تہمت کا موقعہ نہ دیا جائے۔

جلدی شیطان کا کام ہے

﴿عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْاِنَاةَ مِنَ اللّٰهِ وَالْعُجْلَةُ مِنَ الشَّيْطَانِ﴾ (رواہ الترمذی)

وقال هذا حديث غريب وقد تكلم اهل الحديث في عبدالمهيمن ابن عباس الراوي من قبل حفظه

"حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ برد باری اللہ کی طرف سے ہے اور جلد بازی شیطان کی طرف سے ہے"۔ (مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۴۲۹ از ترمذی)

اس حدیث میں برد باری تدبر اور تدبیر اور اطمینان کے ساتھ کام کرنے کی ترغیب دی اور اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بتایا ہے۔ اور جن کاموں میں بردباری کا خیال رکھا جاتا ہے جلد بازی سے کام نہیں لیا جاتا وہ کام اچھی طرح انجام پذیر ہوتے

ہیں حدیث بالا میں یہ بھی فرمایا جلدی شیطان کی طرف سے ہے یوں تو انسان کے مزاج ہی میں خود ہی جلدی ہے جیسا کہ سورہ الاسراء میں وکان الانسان عجولا فرمایا ہے، پھرچونکہ شیطان انسان کا دشمن ہے وہ بھی جلدی کام کرنے کے وسوسے ڈالتا ہے اور انسان کو امور متعلّقہ میں جلدی کرنے پر ابھارتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جلدی میں انسان بہت سے ایسے کام کر بیٹھتا ہے جن کے کرلینے کے بعد نادم و شرمندہ ہوتا ہے۔ بہت سے لوگ ذرا سی بات میں بغیر سوچ سمجھے جلدی میں آکر طلاق دے بیٹھتے ہیں پھر بعد میں پچھتاتے ہیں اور اس طرح کے بہت سے کام صادر ہوجاتے ہیں جنکے بعد پچھتانا پڑھتا ہے اور ایکسیڈنٹ ہوتے ہیں یہ بھی تو جلدی کی وجہ سے ہوتے ہیں ہر شخص چاہتا ہے میں پہلے نکل جاؤں۔ اور جلدی کی وجہ سے بہت سی پریشانیاں سامنے آجاتی ہیں۔

آخرت کے کاموں کی طرف بڑھنا چاہئے اور دنیاوی کاموں کو چھوڑ کر ان میں جلدی لگنا چاہئے۔جیسا کہ وَسَارِعُوْا اِلٰی مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ۔ میں حکم دیا ہے۔ لیکن جب عمل شروع کرے تو اس میں جلدی نہ کرے اطمینان اور سکون سے پوری سنن اور آداب کے ساتھ اداء کرے۔

رمضان المبارک میں شیاطین کی بندش

﴿عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ اَبْوَابُ السَّمَاءِ وَفِیْ رِوَايَةٍ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ جَهَنَّمَ وَسُلْسِلَتِ الشَّيَاطِيْنُ وَفِیْ رِوَايَةٍ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الرَّحْمَةِ﴾

(راوہ البخاری)

﴿وَعِنْدَ التِّرْمَذِیِّ اِذَا كَانَ اَوَّلُ لَيْلَةٍ مِنْ شَهْرِ

رَمْضَانَ صُفِّدَتِ الشَّيَاطِيْنُ وَمَرَدَةُ الْجِنِّ ﴿

(مشکوٰۃ المصابیح)

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب رمضان کا مہینہ داخل ہوتا ہے تو آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں۔ اور شیاطین جکڑ دیئے جاتے ہیں اور ایک روایت میں یوں ہے کہ رحمت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں یہ بخاری شریف کی روایت ہے اور سنن ترمذی میں یوں ہے کہ جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو شیاطین کو اور سرکش جنات کو باندھ کر ڈال دیا جاتا ہے"۔ (مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۱۷۲)

چونکہ شیاطین کو باندھ دیا جاتا ہے اس لئے رمضان المبارک کے مہینے میں عموماً عامۃ المسلمین نیکیوں میں لگ جاتے ہیں۔ اور نیک لوگ نیکیوں میں اور زیادہ ترقی کرجاتے ہیں اور بڑے بڑے گنہگار توبہ کرلیتے ہیں۔ اور جسے دوسرے مہینوں میں دو رکعت پڑھنا بھی بھاری معلوم ہوتا ہے رمضان المبارک میں نہ صرف یہ کہ پنج وقتہ نماز کا پابند ہوجاتا ہے بلکہ رات کو پوری بیس رکعت تراویح بھی پڑھتا ہے پھر بشاشت کے ساتھ صبح صادق سے پہلے اٹھ کر سحری کھاتا ہے اور اہتمام سے روزے رکھتا ہے، شاید کسی کے دل میں یہ خیال گذرے جب شیاطین بند ہوجاتے ہیں تو بہت سے لوگ گناہ میں مبتلا کیوں رہتے ہیں؟ بات اصل یہ ہے کہ انسان کا نفس گناہ کرانے میں شیطان سے کم نہیں ہے جن لوگوں کو گناہوں کی خوب عادت ہوجاتی ہے انہیں گناہوں کا چسکا پڑ جاتا ہے شیطان کی ترغیب دیئے بغیر بھی ان کی زندگی کی گاڑی گناہوں کی پٹڑی پر چلتی رہتی ہے اور یہ بات خطرناک ہے، گناہ تو انسان سے ہو ہی

جاتا ہے مگر گناہ کا عادی بننا اور اس پر اصرار کرنا زیادہ خطرناک ہے جہاں گناہ کرانے کے لئے شیطان کے بہکانے کی بھی ضرورت نہ پڑے وہاں نفس کی خرابی کا کیا حال ہوگا؟

شیطان کا کوشش کرنا کہ کوئی انسان ایمان پر نہ مرے

شیطان کو یہ بہت ہی ناگوار ہے کہ کوئی انسان ایمان پر جئے اس کی کوشش جاری رہتی ہے کہ مسلمان کافر ہوجائیں خواہ نام کے مسلمان رہیں اور جب کسی مؤمن بندہ کو موت آنے لگے تو شیطان کی یہ آخری کوشش ہوتی ہے کہ وہ ایمان پر نہ مرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو استعاذہ یعنی پناہ مانگنے کی دعائیں مروی ہیں ان میں ایک دعا یہ بھی ہے:

﴿اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْھَدْمِ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنَ التَّرَدِّیْ وَمِنَ الْغَرَقِ وَالْحَرَقِ وَالْھَرَمِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ اَنْ یَّتَخَبَّطَنِی الشَّیْطَانُ عِنْدَ الْمَوْتِ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ اَنْ اَمُوْتَ فِیْ سَبِیْلِکَ مُدْبِرًا وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ اَنْ اَمُوْتَ لَدِیْغًا﴾

"اے اللہ میں آپ سے اس بات کی پناہ لیتا ہوں کہ میں دب کر مرجاؤں یا یہ کہ اوپر سے گر کر مرجاؤں یا یہ کہ ڈوب کر یا جل کر مرجاؤں یا یہ کہ بہت ہی زیادہ بوڑھا ہوجاؤں اور اس بات سے میں آپ کی پناہ لیتا ہوں کہ موت کے وقت مجھے شیطان پچھاڑ دے اور اس بات کی بھی پناہ لیتا ہوں کہ میں آپ کی راہ میں پشت پھیرنے والا ہو کر مروں۔ اور اس بات کی بھی پناہ لیتا ہوں کہ کسی جانور (سانپ بچھو) کے ڈسنے سے مروں"۔

(رواہ ابوداؤد صفحہ ۲۱۶ جلد ۱)

ان میں سے کئی چیزیں ایسی ہی جنکے بارے میں روایات حدیث سے ثابت ہے کہ ان کی وجہ سے شہادت کا درجہ ملتا ہے۔ حدیث بالا سے معلوم ہوا کہ ان چیزوں کا سوال تو نہ کرے بلا سوال حاصل ہو جائیں تو مبارک باد ہے ہاں شہادت کا درجہ ملنے کا سوال کرتا رہے اس کے لئے اللہ تعالیٰ جس چیز کو بھی بہانہ بنائیں۔ اصل چیز تو اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔

آکام المرجان صفحہ ۱۷۳ میں لکھا ہے کہ جب کوئی شخص بحالت ایمان پر مرجاتا ہے تو شیطان اتنا زیادہ روتا ہے کہ اس کے بعض گھر والے بھی اسپر اتنا نہیں روتے اور وجہ اس کی یہ ہے کہ وہ اسے فتنہ میں ڈال کر اس کے کفر پر مرجانے کی آرزو لئے ہوئے تھا اس میں ناکام ہو جاتا ہے تو خوب روتا ہے۔

باب سوم

یہ باب دو فصلوں پر منقسم ہے

پہلی فصل میں قرآن مجید کی آیتوں اور سورتوں کے ذریعہ جنات اور دیگر شرور مکروہات سے پناہ مانگنے کا ذکر ہے

اور

دوسری فصل میں وہ احادیث شریفہ ذکر کی گئی ہیں جن میں جنات اور ان کے علاوہ دیگر موذی چیزوں سے بچنے کی ادعیہ اور اوراد مذکور ہیں

فصل اوّل

سورۂ بقرہ، آیۃ الکرسی پڑھنے سے شیطان بھاگتا ہے

﴿عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا تَجْعَلُوْا بُیُوْتَكُمْ مَقَابِرَ اِنَّ الشَّیْطَانَ یَنْفِرُ مِنَ الْبَیْتِ الَّذِیْ یُقْرَأُ فِیْهِ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ﴾ (رواہ مسلم)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اپنے گھروں کو قبریں نہ بناؤ اور یہ بھی فرمایا کہ جس گھر میں سورۂ بقرہ پڑھی جاتی ہے اس سے شیطان بھاگ جاتا ہے“۔ (مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۱۸۴)

ترمذی شریف میں بھی یہ حدیث مروی ہے اس میں یوں ہے کہ جس گھر میں

سورۂ بقرہ پڑھی جاتی ہے اس میں شیطان داخل نہیں ہوتا۔

یہ جو بیان فرمایا کہ اپنے گھروں کو قبریں نہ بناؤ اس کا مطلب یہ کہ مردوں کی طرح نہ ہوجاؤ جو ذکر و تلاوت سے محروم ہیں اپنے گھروں میں تعلیم قرآن اور تلاوت قرآن کا سلسلہ جاری رکھو خود بھی اللہ کا ذکر کرو گھر والوں کو بھی اللہ کے ذکر پر لگاؤ۔ مسجدوں میں نماز باجماعت ادا کرکے گھروں میں سنتوں کا اہتمام کرو اور نفل نمازیں پڑھو۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ پیش آنے والا ایک عجیب قصہ

﴿وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ وَكَّلَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِحِفْظِ زَكَاةِ رَمَضَانَ فَاَتَانِیْ اٰتٍ فَجَعَلَ یَحْثُوْ مِنَ الطَّعَامِ فَاَخَذْتُهٗ وَقُلْتُ لَاَرْفَعَنَّكَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اِنِّیْ مُحْتَاجٌ وَعَلَیَّ عِیَالٌ وَلِیَ حَاجَةٌ شَدِیْدَةٌ قَالَ فَخَلَّیْتُ عَنْهُ فَاَصْبَحْتُ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، یَا اَبَا هُرَیْرَةَ! مَا فَعَلَ اَسِیْرُكَ الْبَارِحَةَ؟ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! شَكَا حَاجَةً شَدِیْدَةً وَعِیَالًا فَرَحِمْتُهٗ فَخَلَّیْتُ سَبِیْلَهٗ قَالَ! اَمَا اِنَّهٗ قَدْ كَذَبَكَ۔ وَسَیَعُوْدُ۔ فَعَرَفْتُ اَنَّهٗ سَیَعُوْدُ بِقَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهٗ سَیَعُوْدُ فَرَصَدْتُهٗ فَجَاءَ یَحْثُوْ مِنَ الطَّعَامِ فَاَخَذْتُهٗ فَقُلْتُ لَاَرْفَعَنَّكَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ دَعْنِیْ فَاِنِّیْ مُحْتَاجٌ وَعَلَیَّ

عَيَالٌ لَا اَعُوْدُ، فَرَحِمْتُهٗ فَخَلَّيْتُ سَبِيْلَهٗ فَاَصْبَحْتُ فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ مَا فُعِلَ اَسِيْرُكَ؟ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، شَكَا حَاجَةً شَدِيْدَةً وَعِيَالًا فَرَحِمْتُهٗ فَخَلَّيْتُهٗ سَبِيْلَهٗ فَقَالَ اَمَّا اَنَّهٗ كَذَبَكَ وَسَيَعُوْدُ فَرَصَدْتُهٗ فَجَاءَ يَحْثُوْ مِنَ الطَّعَامِ فَاَخَذْتُهٗ فَقُلْتُ لَاَرْفَعَنَّكَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهٰذَا اٰخِرُ ثَلَاثِ مَرَّاتٍ اَنَّكَ تَزْعَمُ لَا تَعُوْدُ ثُمَّ تَعُوْدُ۔ قَالَ: دَعْنِيْ اُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ يَنْفَعُكَ اللّٰهُ بِهَا۔ اِذَا اَوَيْتَ اِلٰى فِرَاشِكَ فَاقْرَاْ اٰيَةَ الْكُرْسِيِّ (اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ) حَتّٰى تَخْتِمَ الْاٰيَةَ فَاِنَّكَ لَنْ يَّزَالُ عَلَيْكَ مِنَ اللّٰهِ حَافِظٌ وَّلَا يَقْرُبُكَ شَيْطَانٌ حَتّٰى تُصْبِحَ فَخَلَّيْتَ سَبِيْلَهٗ۔ فَاَصْبَحْتُ فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا فُعِلَ اَسِيْرُكَ، فَقُلْتُ زَعَمَ اَنَّهٗ يُعَلِّمُنِيْ كَلِمَاتٍ يَنْفَعُنِي اللّٰهُ بِهَا قَالَ اَمَّا اَنَّهٗ قَدْ صَدَقَكَ وَهُوَ كَذُوْبٌ وَتَعْلَمُ مَنْ تُخَاطِبُ مِنْهُ ثَلَاثَ لَيَالٍ قُلْتُ لَا قَالَ ذَاكَ شَيْطَانٌ ﴾ (رواہ البخاری)

”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے رمضان کی زکوۃ یعنی صدقہ الفطر کی حفاظت کا ذمہ دار بنایا (میں نگرانی کررہا تھا کہ رات کو) میرے پاس ایک شخص آیا وہ غلہ میں سے لپ بھرنے لگا میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا تجھے ضرور ضرور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کروں گا اس نے کہا میں حاجت مند ہوں اور میرے اوپر عیالداری کا بوجھ بھی ہے اور سخت حاجت ہے (لہذا

مجھے چھوڑ دیجئے) میں نے اس کو چھوڑ دیا۔ جب صبح ہوئی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابو ہریرہ! رات کو تم نے جو قیدی پکڑا تھا اس کا کیا ہوا۔ میں نے کہا کہ یا رسول اللہ اس نے اپنی سخت حاجت بیان کی اور عیالداری کا بوجھ بھی بتایا میں نے اس پر رحم کھایا اور اس کا راستہ چھوڑ دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خبردار اس نے تم سے جھوٹ بولا وہ پھر آئے گا۔ میں نے سمجھ لیا وقعی وہ پھر آئے گا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے آنے کی خبر دی تھی، میں (رات کو) اس کا انتظار کرتا رہا وہ آیا اور غلہ میں سے لپ بھرنا شروع کردیا میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا کہ تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ضرور حاضر کروں گا اس نے کہا کہ مجھے چھوڑ دیجئے میں محتاج ہوں مجھ پر اہل و عیال کا بوجھ ہے میں اب نہیں آؤں گا۔ میں اس پر رحم کیا اور اس کا راستہ چھوڑ دیا۔ صبح ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ اے ابو ہریرہ تمہارے قیدی کا کیا ہوا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اس نے کہا کہ مجھے بہت زیادہ حاجت ہے اور میرے اہل و عیال ہیں لہٰذا میں نے اس پر رحم کیا اور اس کا راستہ چھوڑ دیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دیکھو اس نے تم سے جھوٹ بولا اور وہ پھر آئے گا میں نے (رات کو) اس کا انتظار کیا وہ آیا اور غلہ سے لپ بھرنے لگا میں نے اسے پکڑ لیا اور میں نے کہا تجھے ضرور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر کروں گا یہ تیسری بار ہے تو کہتا ہے کہ میں اب نہیں آؤں

گا پھر آجاتا ہے وہ کہنے لگا مجھے چھوڑ دو میں تمہیں ایسے کلمات بتاتا ہوں جن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ تمہیں نفع دے گا جب تم (رات کو) اپنے بستر پر ٹھکانہ پکڑو تو آیۃ الکرسی پڑھ لو۔ یعنی اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم سے آیۃ کے ختم تک تلاوت کرلو اس پر عمل کرو گے تو اللہ کی طرف سے (صبح ہونے تک) برابر تم پر ایک نگران رہے گا اور صبح ہونے تک کوئی شیطان تمہارے قریب نہ آئے گا میں نے اس کا راستہ چھوڑ دیا صبح ہوئی تو مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے قیدی کا کیا ہوا میں نے کہا کہ اس نے یوں کہا کہ وہ مجھے چند کلمات بتائے دیتا ہے جن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ مجھے نفع دے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خبردار (کلمات بتانے میں تو) اس نے سچ بولا حالانکہ وہ جھوٹا ہے اور تم جانتے ہو کہ تین رات سے تمہاری کس سے بات ہو رہی ہے میں نے عرض کیا نہیں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ شیطان ہے"۔ (مشکوۃ المصابیح صفحہ ۱۸۵)

شیطان کو یہ معلوم ہے کہ آیۃ الکرسی اس کے لئے مصیبت ہے اور وہ وہاں نہیں پہنچ سکتا جہاں آیۃ الکرسی پڑھی جائے، اور چونکہ وہ پکڑاؤ میں آچکا تھا اس لئے اس نے جان بچانے کے لئے یہ بتادیا کہ آیۃ الکرسی پڑھ لیا کرو ایسا کرنے سے تمہارے پاس صبح ہونے تک کوئی شیطان نہیں آئے گا۔ پھر رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بات کی تصدیق بھی فرمائی، لہٰذا یہ ثابت ہوا کہ آیۃ الکرسی کو شیطان بھگانے میں بہت زیادہ دخل ہے رات کو اہتمام کے ساتھ اس کو پڑھنا چاہئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عام حالات میں تو جھوٹ شیطان بولتا ہے لیکن اس بات کے بتانے میں سچا ہے کہ آیۃ الکرسی پڑھنے کی وجہ سے شیطان سے محفوظ

رہو گے۔

﴿وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَاَ (حٰمٓ) اَلْمُؤْمِنُ اِلٰی (اِلَیْهِ الْمَصِیْرُ) وَاٰیَةَ الْکُرْسِیِّ حِیْنَ یُصْبِحُ حَفِظَ بِهِمَا حَتّٰی یُمْسِیَ۔ وَمَنْ قَرَاَبِهِمَا حِیْنَ یُمْسِیْ حَفِظَ بِهِمَا حَتّٰی یُصْبِحَ رواه الترمذی، والدارمی وقال الترمذی هذا حدیث غریب﴾

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے صبح کو سورۂ مؤمن کی ابتدائی آیات۔

﴿حٰمٓ ۝ تَنْزِیْلُ الْکِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ ۝ غَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِیْدِ الْعِقَابِ ذِی الطَّوْلِ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اِلَیْهِ الْمَصِیْرُ ۝﴾

اور آیۃ الکرسی پڑھ لی وہ ان کے ذریعہ شام تک محفوظ رہے گا اور جس نے ان کو شام کے وقت پڑھ لیا وہ ان کے ذریعہ صبح تک محفوظ رہے گا۔ (مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۱۸۷ از ترمذی و دارمی)

سورۂ بقرہ کی آخری دو آیات شیطان سے محفوظ رہنے کا ذریعہ ہیں

﴿عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِیْرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ کَتَبَ کِتَابًا قَبْلَ اَنْ یَّخْلُقَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضَ بِاَلْفَیْ عَامٍ اَنْزَلَ مِنْهُ

اٰیَتَیْنِ خَتَمَ بِهِمَا سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ وَلَا تُقْرَاٰنِ فِیْ دَارٍ ثَلَاثَ لَیَالٍ فَیَقْرَبُهَا الشَّیْطَانُ۔ رواه الترمذی والدارمی، وقال الترمذی هذا حدیث غریب

"حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ اللہ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمانے سے دو ہزار سال پہلے ایک کتاب لکھی تھی اس میں سے دو آیتیں نازل فرمائی ہیں جن پر سورۂ بقرہ کو ختم فرمایا ہے جس کسی گھر میں یہ دونوں آیتیں تین رات پڑھی جائیں گی شیطان اس گھر کے قریب نہ آئے گا"۔

(مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۱۸۷، از ترمذی ودارمی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتوں کو جو شخص کسی رات میں پڑھ لے تو یہ اس کے لئے کافی ہوں گی۔

(مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۱۸۵، بخاری ومسلم)

یعنی ہر شر اور مکروہ سے اس کی حفاظت ہوگی۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آیۃ الکرسی جس بچہ اور جس مال پر رکھدی جائے (یعنی اس کو پڑھ کر دم کردیا جائے یا لکھ کر رکھ دی جائے) تو شیطان اس کے قریب نہیں آئے گا۔ (حصن حصین)

ان روایات سے معلوم ہوا کہ پوری سورۂ بقرہ پڑھنے سے اور آیۃ الکرسی اور سورہ بقرہ کی آخری دو آیتیں پڑھنے سے شیطان بھاگتا ہے سورۂ بقرہ اپنے گھروں میں رات کو اور دن کو پڑھتے رہنا چاہئے اور خاص کر آیۃ الکرسی اور امن الرسول سے آخر سورۃ تک پڑھنے کا ضرور اہتمام کیا جائے رات کو سونے سے پہلے ضرور پڑھ لیں۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس منبر کی سیڑھیوں پر یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس شخص نے ہر نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھ لی اس کے جنت میں جانے میں صرف موت ہی مانع ہے (یعنی یہ شخص مرا اور جنت میں گیا) اور جو شخص آیۃ الکرسی کو اس وقت پڑھ لے جس وقت رات کو سونے کے لئے لیٹنے لگے تو اللہ تعالیٰ اسے اس کے گھر میں امن سے رکھے گا اور اس کے پڑوسی کا گھر اور اس کے آس پاس کے گھر والے بھی امن سے رہیں گے۔ (مشکوٰۃ المصابیح صفحہ۸۹)

میرے والد صاحبؒ نے بیان فرمایا کہ ان کی نانی جو بہت بوڑھی تھیں ایک مرتبہ ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں جارہی تھیں اس وقت تنہا بھی تھیں اچانک ایک بھوت ظاہر ہوگیا انہوں نے آیۃ الکرسی پڑھنا شروع کیا وہ آیۃ الکرسی پڑھنا شروع کرتیں تو بیچ میں کاٹ دیتا تھا ایک مرتبہ انہوں نے ہمت کرکے پوری آیۃ الکرسی پڑھ دی۔ جب انہوں نے پوری آیۃ الکرسی پڑھی تو وہ بھوت بھاگ گیا۔

معوذتین کو پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگو

﴿وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ بَيْنَا اَنَا اَسِيْرُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ بَيْنَ الْجَحْفَةِ وَالْاَبْوَاءِ، اِذْ غَشِيَتْنَا رِيْحٌ وَظُلْمَةٌ شَدِيْدَةٌ، فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَعَوَّذُ بِ "اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ" وَ "اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ" وَيَقُوْلُ يَا عُقْبَةُ تَعَوَّذْ بِهِمَا، فَمَا تَعَوَّذَ مُتَعَوِّذٌ بِمِثْلِهِمَا﴾

(رواہ ابوداؤد)

"حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جحفہ اور ابواء کے

درمیان جارہا تھا (یہ دونوں جگہوں کے نام ہیں) اچانک ہم کو ہوا نے اور سخت اندھیرے نے ڈھانپ لیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قل اعوذ برب الفلق ، قل اعوذ برب الناس (دونوں سورتیں پوری پڑھ کر) آندھی اور تاریکی سے اللہ کی پناہ مانگتے رہے اور فرمایا کہ اے عقبہ ان دونوں کو پڑھ کر اللہ کی پناہ مانگو۔ کیونکہ ان جیسی کوئی چیز نہیں ہے جن کے ذریعہ کوئی پناہ مانگنے والا (اللہ سے) پناہ طلب کرے"۔

(مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۱۸۸ از ابوداؤد)

﴿عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ خُبَيْبٍ قَالَ: خَرَجْنَا فِيْ لَيْلَةٍ مَطَرٍ وَظُلْمَةٍ شَدِيْدَةٍ نَطْلُبُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَادْرَكْنَاهُ فَقَالَ قُلْ قُلْتُ مَا اَقُوْلُ؟ قَالَ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ وَّالْمُعَوَّذَتَيْنِ حِيْنَ تُصْبِحُ وَحِيْنَ تُمْسِيْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ تَكْفِيْكَ مِنْ كُلِّ شَيْئٍ﴾

(رواہ الترمذی وابوداؤد والنسائی)

"حضرت عبد اللہ بن خبیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک ایسی رات میں جس میں بارش ہورہی تھی اور سخت اندھیری تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاش کرنے کے لئے نکلے ہم نے آپ کو پالیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کہو ہم نے عرض کیا کہ کیا کہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قل ھو اللہ احد (پوری سورت) اور معوذتین صبح شام تین تین بار پڑھو یہ تمہیں ہر چیز کی طرف سے کافی ہوں گی"۔ (مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۱۸۸، از ترمذی و ابوداؤد ونسائی)

یعنی ان کو پڑھ کر ہر شر سے اور شیطان سے محفوظ رہو گے، معوذتین سے سورۂ

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ، اور سورۂ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ مراد ہیں ان دو سورتوں کو مع سورۂ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ صبح شام شیطان اور ہر مکروہ سے محفوظ رہنے کے لئے تین تین بار پڑھیں، حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنات سے اور انسان کی نظر لگنے سے اللہ کی پناہ مانگا کرتے تھے یہاں تک کہ جب سورۂ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ، قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ دونوں سورتیں نازل ہوگئیں تو (شرور اور مکروہات سے اللہ کی پناہ مانگنے کے لئے) ان دونوں کو لے لیا اور ان دونوں کے سوا دوسری چیزوں کو چھوڑ دیا۔

(مشکوٰۃ المصابیح)

سوتے وقت پڑھنے کی چیزیں

سوتے وقت بہت سی چیزیں پڑھنا ثابت ہے جنہیں امام جزریؒ نے حصن حصین میں جمع فرمایا ہے ان میں سے سورۂ فاتحہ اور سورۂ اخلاص پڑھنا بھی ہے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تو نے اپنے پہلو کو بستر پر رکھا اور سورۂ فاتحہ اور سورۂ قل ھو اللہ احد پڑھ لی تو موت کے علاوہ تو ہر چیز سے پر امن ہوگیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سونے لگتے تھے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو ملاکر سورۂ اخلاص اور سورۂ فلق اور سورۂ ناس پڑھ کر دم کرتے پھر جہاں تک ہوسکتا انہیں اپنے پورے جسم پر پھیرتے جہاں تک دونوں ہاتھ پہنچتے تھے اور چہرہ سے اور بدن کے سامنے کے حصہ سے شروع فرماتے تھے۔ اس فعل کو تین مرتبہ کرتے تھے۔ (بخاری)

سوتے وقت سورۂ قُلْ يَآ اَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ پڑھنا بھی حدیث میں وارد ہوا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس میں شرک سے براءت ہے، اور یہ بھی فرمایا کہ سوتے وقت پڑھنے کی چیزوں میں اس کو سب سے آخر میں

پڑھے۔ (مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۱۸۸ او حصن حصین)

فائدہ: فرض نمازوں کے بعد چاروں قل پڑھنا چاہیے، حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حکم فرمایا تھا۔

(مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۸۹ از احمد ابوداؤد ونسائی)

فائدہ: حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اپنے بستر پر ٹھکانہ پکڑے پھر اللہ کی کتاب سے کوئی سورت پڑھے تو اللہ اس کے پاس ایک فرشتہ بھیجتا ہے جو ہر تکلیف دہ چیز سے اس کے بیدار ہونے تک اس کی حفاظت کرتا ہے خواہ وہ کسی وقت بھی نیند سے بیدار ہو۔ (حصن حصین)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی شخص اپنے بستر کی طرف ٹھکانہ پکڑتا ہے تو ایک فرشتہ اور ایک شیطان اس کی طرف لپکتے ہیں، فرشتہ کہتا ہے کہ (اپنی بیداری کو) خیر پر ختم کر اور شیطان کہتا ہے کہ شر پر ختم کر، سو اگر اس نے اللہ عزوجل کا ذکر کیا پھر سو گیا تو رات بھر فرشتہ اس کی حفاظت کرتا رہتا ہے۔ (حصن حصین)

معوذتین یعنی سورۂ قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس ان دونوں سورتوں میں ساری مخلوق کے شر سے اللہ کی پناہ مانگنے کی تعلیم دی گئی ہے۔ پہلی سورت کا ترجمہ یہ ہے کہ میں رب الفلق یعنی صبح کے رب کی پناہ لیتا ہوں ہر اس چیز کے شر سے جو اس نے پیدا فرمائی اور اندھیری رات کے شر سے پناہ مانگتا ہوں جب وہ آجائے، اور گرہوں پر پھونکنے والی عورتوں کے شر سے پناہ مانگتا ہوں اور حسد کرنے والے کے شر سے بھی پناہ مانگتا ہوں جب وہ حسد کرنے لگے۔ اس میں اول تو ساری مخلوق کے شر سے اللہ کی پناہ مانگی ہے پھر تاریک رات کے شر سے پناہ مانگی پھر ان عورتوں کے شر سے پناہ مانگی جو گرہوں پر کچھ پڑھ کر دم کرتی ہیں یعنی ان کا کام

جادو کرنا ہے وہ گرہوں پر دم کر کے جادو کرتی رہتی ہیں پھر حاسد کے شر سے پناہ مانگی، عموماً یہ چیزیں تکلیف دینے کا سبب ہوتی ہیں اس لئے ان سے پناہ مانگنے کا حکم دیا۔

دوسری سورت کا ترجمہ یہ ہے کہ میں سب لوگوں کے رب کی پناہ لیتا ہوں جو سب لوگوں کا بادشاہ ہے سب لوگوں کا معبود ہے وسوسہ ڈالنے والے خناس کے شر سے جو لوگوں کے سینوں میں وسوسہ ڈالتا ہے یہ وسوسہ ڈالنے والا جنات میں سے ہو یا انسانوں میں سے۔

اَلْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ کا خصوصی ذکر پہلی سورت میں نہیں تھا (اگرچہ من شر ما خلق کے عموم میں وہ بھی آگیا ہے) اس کا خصوصی ذکر اس سورت میں آگیا۔ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ جو فرمایا اس میں یہ بتادیا کہ لوگوں کے سینوں میں وسوسہ ڈالنے والے جنات بھی ہوتے ہیں اور انسان بھی، وسواس وسوسہ ڈالنے والا اور خناس پیچھے ہٹ جانے والا۔ مطلب یہ ہے کہ شیطان آدمی کے اندر گھس کر وسوسہ ڈالتا رہتا ہے۔ پھر جب وہ اللہ کا ذکر کرتا ہے تو پیچھے ہٹ جاتا ہے تفسیر در منثور میں اس مضمون کی متعدد روایات نقل کی ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ شیطان انسان کے قلب پر اپنی سونڈ کو رکھے ہوئے ہے اگر وہ اللہ کا ذکر کرتا ہے تو پیچھے ہٹ جاتا ہے اور اگر اللہ کے ذکر سے غافل ہوجاتا ہے تو انسان کے دل کا لقمہ بنالیتا ہے۔ یہ فرماکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

﴿فَذَالِكَ الْوَسْوَاسُ الْخَنَّاسُ﴾

"سو یہ وسوسہ ڈالنے والا پیچھے ہٹ جانے والا ہے"۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ شیطان انسان کے قلب پر پوری طرح قابو پاکر بیٹھا رہتا ہے سو جب وہ اللہ کے ذکر سے غافل ہوتا ہے تو وسوسہ ڈالنے لگتا ہے اور جب اللہ کا ذکر کرتا ہے تو پیچھے ہٹ جاتا ہے۔ دونوں صورتوں کی

جامعیت کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکروہات اور موذی چیزوں اور شیطان سے محفوظ رہنے کے لئے ان کے پڑھنے کی تاکید فرمائی، مشکلات میں پڑھنے کے لئے بھی ارشاد فرمایا اور صبح و شام سورۂ اخلاص سمیت تین تین بار پڑھنے کا بھی حکم دیا اور فرض نمازوں کے بعد پڑھنے کو بھی فرمایا ان دونوں سورتوں کو سفر حضر میں ہر عام حالات میں پڑھتے رہنا چاہیے۔ انشاء اللہ تعالیٰ شیاطین بھی دور رہیں گے اور حاسدوں کی شر سے بھی محفوظ رہیں گے اور جادو ٹونا کرنے والی عورتوں کی جھاڑ پھونک سے بھی حفاظت رہے گی۔

جن بھوت بھگانے اور آسیب دور کرنے کا مجرب عمل

الحصن الحصین میں امام جزری رحمۃ اللہ علیہ نے جن، آسیب کو دور کرنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک عمل نقل کیا ہے پہلے ان کی اصل عبارت پھر ترجمہ لکھا جاتا ہے:

﴿وَاِنْ اُصِیْبَ اَحَدٌ بِلَمَمٍ مِنْ جِنٍّ وَضَعَهٗ بَیْنَ یَدَیْهِ وَعَوَّذَهٗ بِالْفَاتِحَةِ وَالٓمّٓ اِلَی الْمُفْلِحُوْنَ وَاِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَاٰیَةِ الْكُرْسِیِّ وَلِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ اِلٰی اٰخِرِ الْبَقَرَةِ وَشَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْاٰیَةُ وَاِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ فِی الْاَعْرَافِ الْاٰیَةَ وَفَتَعَالَی اللّٰهُ اِلٰی اٰخِرِ الْمُؤْمِنُوْنَ وَعَشْرٌ مِنْ اَوَّلِ الصَّافَّاتِ اِلٰی لَازِبٍ وَثَلٰثُ اٰیَاتٍ مِنْ اٰخِرِ الْحَشْرِ وَاَنَّهٗ تَعَالٰی الْاٰیَةَ مِنَ الْجِنِّ وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ وَالْمُعَوَّذَتَیْنِ﴾

اگر کسی کو جن یا آسیب کا اثر ہو اس کو اپنے سامنے بٹھائے اور یہ چیزیں پڑھے۔

(۱) سورۂ فاتحہ۔

(۲) سورۂ بقرہ کی ابتدائی آیات الم سے المفلحون تک۔

(۳) وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ (آخر آیت تک)

(۴) آیۃ الکرسی

(۵) سورۂ بقرہ کا آخری رکوع لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ سے آخر تک۔

(۶) شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ (آیت کے ختم تک) (آل عمران رکوع نمبر ۲)

(۷) اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ (سورۂ اعراف) آخر آیت تک

(۸) فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ (سورۂ مومنون کے ختم تک)

(۹) سورۂ صافات کی شروع کی دس آیات والصافات سے لازب تک۔

(۱۰) تین آیات سورۂ حشر کے آخر سے۔

(۱۱) سورۃ جن کی آیت وَاَنَّهٗ تَعٰلٰى جَدُّ رَبِّنَا آیت کے ختم تک۔

(۱۲) سورۃ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ

(۱۳) قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ۔

(حاکم ابن ماجہ، مسند احمد، عن ابی لیلی)

عمل الیوم واللیلہ (للحافظ ابن السنی) میں بھی یہ عمل لکھا ہے اس میں یوں ہے کہ جس شخص پر آسیب کا اثر تھا وہ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھ گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر یہ آیات پڑھیں۔

مصنفؒ نے جن آیات کی طرف اجمالاً اشارہ کیا ہے ان کو تفصیل کے ساتھ مع ترجمہ از بیان القرآن آئندہ صفحات میں لکھا جارہا ہے تاکہ حدیث کے مطابق عمل کرنے میں سب کو آسانی ہو۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(۱) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ الرَّحْمٰنُ

الرَّحِیْمِ ۝ مَالِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ۝ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ۝ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ۝۔ (سورہ فاتحہ)

"تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جو تمام جہان کا پروردگار ہے نہایت رحم والا ہے بہت بڑا مہربان ہے روز جزا کا مالک ہے اے اللہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں ہم کو سیدھا راستہ دکھا، ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام فرمایا نہ کہ وہ لوگ جن پر تیرا غضب نازل ہوا اور جو گمراہ ہوئے"۔

② الٓمّٓ ۝ ذٰلِکَ الْکِتٰبُ لَارَیْبَ فِیْہِ ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ ۝ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ وَمَا اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ وَبِالْاٰخِرَۃِ ھُمْ یُوْقِنُوْنَ ۝ اُولٰٓئِکَ عَلٰی ھُدًی مِّنْ رَّبِّھِمْ وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝۔ (سورہ بقرہ، ١-۴)

"الم یہ وہ کتاب ہے جس میں کچھ بھی شک نہیں پرہیزگاروں کے لئے رہنما ہے جو غیب پر ایمان لاتے اور نماز پڑھتے اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں اور (اے پیغمبرؐ) جو (کتاب) تم پر اتری اور جو (کتابیں) تم سے پہلے اتریں یہ لوگ ان (سب) پر ایمان لاتے ہیں اور وہ آخرت کا بھی یقین رکھتے ہیں۔ یہی لوگ ہدایت پر ہیں اپنے پروردگار کی طرف سے اور یہی لوگ کامیاب ہیں"۔

③ وَاِلٰـهُكُمْ اِلٰـهٌ وَّاحِدٌ لَا اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ۝۔ (بقرہ آیت:۱۹)

"اور تمہارا ایک ہی معبود ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ بڑا رحم کرنے والا نہایت مہربان ہے"۔

④ اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗ اِلَّا بِاِذْنِهٖ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖ اِلَّا بِمَا شَآءَ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَا يَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ۝۔ (آیۃ الکرسی بقرہ آیت: ۳۴)

"اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے قابل نہیں وہ زندہ ہے سنبھالنے والا ہے نہ اس کو اونگھ دبا سکتی ہے اور نہ نیند اسی کی مملوک ہیں وہ سب چیزیں جو کچھ آسمانوں میں ہیں اور جو کچھ زمین میں ہیں، ایسا کون شخص ہے جو اس کے پاس سفارش کرسکے بدوں اس کی اجازت کے وہ جانتا ہے ان کے تمام حاضر و غائب حالات کو اور اس کے معلومات میں سے کسی چیز کو اپنے احاطہ علمی میں نہیں لاسکتے مگر جس قدر وہ چاہے اس کی کرسی نے سب آسمانوں اور زمین کو اپنے اندر لے رکھا ہے اور اللہ تعالیٰ کو ان دونوں کی حفاظت کچھ گراں نہیں اور وہ عالی شان عظیم الشان ہے"۔

⑤ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۝ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ

وَالْمُؤْمِنُوْنَ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ۝ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَآ اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ۝۔ (بقرہ آخری رکوع)

"اللہ تعالیٰ ہی کی ملک ہے وہ سب جو کچھ آسمانوں میں ہیں اور جو کچھ کہ زمین میں ہیں اور جو باتیں تمہارے نفسوں میں ہیں ان کو اگر تم ظاہر کرو گے یا کہ پوشیدہ رکھو گے حق تعالیٰ تم سے حساب لیں گے پھر جس کے لئے منظور ہو گا بخش دیں گے،، اور جس کو منظور ہو گا سزا دیں گے اور اللہ تعالیٰ ہر شے پر پوری قدرت رکھنے والے ہیں اعتقاد رکھتے ہیں رسول اس چیز کا جو ان کے پاس ان کے رب کی طرف سے نازل کی گئی ہے اور مومنین بھی سب کے سب عقیدہ رکھتے ہیں اللہ کے ساتھ اور اس کے فرشتوں کے ساتھ اور اس کی کتابوں کے ساتھ اور اس کے پیغمبروں کے ساتھ کہ ہم اس کے پیغمبروں میں سے کسی میں تفریق نہیں کرتے اور ان سب نے یوں کہا کہ ہم نے سنا اور خوشی سے مانا آپ کی بخشش چاہتے ہیں۔ اے ہمارے پروردگار اور آپ ہی کی طرف لوٹنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی شخص کو مکلّف نہیں بناتا مگر اسی کا جو اس کی طاقت میں ہو اس کو ثواب بھی اسی کا ہوتا ہے جو ارادہ کرے اور اس پر عذاب بھی اسی کا

ہو گا جو ارادہ سے کرے، اے ہمارے رب ہم پر دار وگیر نہ فرمائیے اگر ہم بھول جاویں یا چوک جاویں، اے ہمارے رب اور ہم پر کوئی سخت حکم نہ بھیجئے جیسے ہم سے پہلے لوگوں پر آپ نے بھیجے تھے اے ہمارے رب اور ہم پر کوئی ایسا بار نہ ڈالئے جس کی ہم کو سہار نہ ہو اور درگذر کیجئے ہم سے اور بخش دیجئے ہم کو اور رحم کیجئے ہم پر آپ ہمارے کارساز ہیں سو آپ ہم کو کافروں پر غالب کیجئے"۔

⑥ شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝۔ (آل عمران رکوع ۲)

"گواہی دی ہے اللہ تعالیٰ نے اس کی کہ بجز اس ذات کے کوئی معبود ہونے کے لائق نہیں اور فرشتوں نے بھی اور اہل علم نے بھی اور معبود بھی وہ اس شان سے ہے کہ اعتدال کے ساتھ انتظام رکھنے والا ہے اس کے سوا کوئی معبود ہونے کے لائق نہیں اور وہ زبردست حکمت والا ہے"۔

⑦ اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍ بِاَمْرِهٖ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۔ (اعراف آیت: ۷)

"بیشک تمہارا رب اللہ ہی ہے جس نے سب آسمانوں اور زمین کو چھ روز میں پیدا کیا پھر عرش پر قائم ہوا۔ چھپا دیتا ہے شب سے دن کو ایسے طور پر کہ وہ شب اس دن کو جلدی سے آلیتی

ہے اور سورج اور چاند اور دوسرے ستاروں کو پیدا کیا ایسے طور پر کہ سب اس کے حکم کے تابع ہیں یاد رکھو اللہ ہی کے لئے خاص ہے خالق ہونا اور حاکم ہونا بڑی خوبیوں کے بھرے ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ جو تمام عالم کے پروردگار ہیں"۔

⑧ فَتَعَالَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ۝ وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكَافِرُوْنَ ۝ وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ۝۔ (مؤمن آخری رکوع)

"سو اللہ تعالیٰ بھی بہت عالیشان ہے جو کہ بادشاہ حقیقی ہے اس کے سوا کوئی بھی لائق عبادت نہیں۔ عرش عظیم کا مالک ہے اور جو شخص اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کی بھی عبادت کرے کہ جس پر اس کے پاس کوئی بھی دلیل نہیں سو اس کا حساب اس کے رب کے یہاں ہوگا یقیناً کافروں کو فلاح نہ ہوگی اور آپ یوں کہا کریں کہ اے میرے رب معاف کر اور رحم کر اور تو سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے"۔

⑨ وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا ۝ فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا ۝ فَالتّٰلِيٰتِ ذِكْرًا ۝ اِنَّ اِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ ۝ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَرَبُّ الْمَشَارِقِ ۝ اِنَّا زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِزِيْنَةِ نِ الْكَوَاكِبِ ۝ وَحِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَيْطَانٍ مَّارِدٍ ۝ لَا يَسَّمَّعُوْنَ اِلَى الْمَلَاِ الْاَعْلٰى وَيُقْذَفُوْنَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ ۝ دُحُوْرًا وَّلَهُمْ عَذَابٌ وَّاصِبٌ ۝ اِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ ثَاقِبٌ ۝ فَاسْتَفْتِهِمْ اَهُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمْ مَّنْ خَلَقْنَا

اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّنْ طِيْنٍ لَّازِبٍ ۔ (صافات آیت ا)

"قسم ہے ان فرشتوں کی جو صف باندھے کھڑے ہوتے ہیں، پھر ان فرشتوں کی جو بندش کرنے والے ہیں، پھر ان فرشتوں کی جو ذکر وتلاوت کرنے والے ہیں کہ تمہارا معبود ایک ہے وہ پروردگار ہے آسمانوں کا اور زمین کا اور پروردگار ہے طلوع کرنے کے مواقع کا، ہم ہی نے رونق دی اس طرف والے آسمان کو ایک عجیب آرائش یعنی ستاروں کے ساتھ اور حفاظت بھی کی ہے ہر شریر شیطان سے وہ شیاطین عالم بالا کی طرف کان بھی نہیں لگا سکتے اور وہ ہر طرف سے مار کر دھکے دیدیئے جاتے ہیں اور ان کے لئے دائمی عذاب ہوگا مگر جو شیطان کچھ خبر لے ہی بھاگے تو ایک دہکتا ہوا شعلہ اس کے پیچھے لگ لیتا ہے تو ان سے پوچھئے کہ یہ لوگ بناوٹ میں زیادہ سخت ہیں یا ہماری پیدا کی ہوئی یہ چیزیں، ہم نے ان کو چپکتی مٹی سے پیدا کیا"۔

(۱۰) هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ۝ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ۭ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَاۗءُ الْحُسْنٰى ۭ يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ ۔ (حشر)

"وہ اللہ ایسا معبود ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ جاننے والا ہے پوشیدہ چیزوں کا اور ظاہری چیزوں کا، وہی بڑا مہربان رحم

والا ہے، وہ اللہ ایسا معبود ہے کہ اس کے سوا کوئی اور معبود نہیں وہ بادشاہ ہے، پاک ہے، سالم ہے امن دینے والا ہے، نگہبانی کرنے والا ہے زبردست ہے خرابی کا درست کرنے والا ہے بڑی عظمت والا ہے اللہ تعالیٰ لوگوں کے شر سے پاک ہے وہ معبود ہے، پیدا کرنے والا ہے ٹھیک بنانے والا ہے اس کے اچھے اچھے نام ہیں سب چیزیں اس کی تسبیح کرتی ہیں جو آسمانوں اور زمینوں میں ہیں اور وہی زبردست حکمت والا ہے"۔

(۱۱) وَاَنَّهٗ تَعٰلٰى جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا ۝ وَّاَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ سَفِيْهُنَا عَلَى اللّٰهِ شَطَطًا ۝۔

"اور ہمارے پروردگار کی بڑی شان ہے اس نے نہ کسی کو بیوی بنایا اور نہ اولاد، اور ہم میں جو احمق ہوتے ہیں وہ اللہ کی شان میں حد سے بڑھی ہوئی باتیں کہتے ہیں"۔

(۱۲) قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ ۝ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝۔

"آپ کہہ دیجئے کہ وہ یعنی اللہ ایک ہے اللہ بے نیاز ہے، اس کے کوئی اولاد نہیں۔ اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے اور نہ کوئی اس کے برابر کا ہے"۔

(۱۳) قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۝ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۝ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِى الْعُقَدِ ۝ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۝۔ (سورہ فلق)

"آپ کہئے، کہ میں صبح کے مالک کی پناہ لیتا ہوں تمام مخلوقات

کے شر سے جب وہ آجائے اور گرہوں پر پڑھ پڑھ کر پھونکنے والیوں کے شر سے اور حسد کرنے والے کے شر سے جب وہ حسد کرنے لگے"۔

(۱۴) قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِۙ مَلِكِ النَّاسِۙ اِلٰهِ النَّاسِۙ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ ۙ الْخَنَّاسِۙ الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِۙ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ۠۔

"آپ کہیے میں پناہ لیتا ہوں لوگوں کے رب کی، لوگوں کے بادشاہ کی لوگوں کے معبود کی۔ بدی سے اس کی جو وسوسے ڈالے اور چھپ جائے جو وسوسے ڈالتا ہے لوگوں کے دلوں میں جنوں میں سے ہو یا آدمیوں میں سے"۔

فصل دوم

احادیث شریفہ کی ادعیہ واذکار

اذان پڑھ کر شیطان کو بھگادو

حضرت سہل نے بیان کیا ہے کہ میرے والد صاحب نے مجھے قبیلہ بنی حارثہ کی طرف بھیجا میرے ساتھ ہمارا ایک غلام بھی تھا (یا فرمایا کہ ایک شخص ہمارے ساتھ تھا) گذرتے ہوئے ایک باغ سے کسی آواز دینے والے کی آواز آئی جس نے میرے ساتھی کا نام لے کر آواز دی۔ اس نے باغ کی طرف جھانک کر دیکھاتو کچھ بھی نظر نہ آیا۔ یہ واقعہ میں نے والد صاحب سے ذکر کیا تو انہوں نے کہا کہ اگر مجھے یہ معلوم ہوتا کہ تمہیں ایسا واقعہ پیش آیا ہے تو میں تمہیں نہ بھیجتا (آئندہ یاد رکھو کہ) جب تم (مانوس) آواز سنو تو اذان دیدو جو اذان نماز کے لئے دی جاتی ہے میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے کہ بلا شبہ جب اذان دی جاتی ہے تو شیطان ہوا خارج کرتا ہوا پیٹھ پھیر کر بھاگ جاتا ہے۔

(صحیح مسلم صفحہ ۱۶۶ جلد ۱)

معلوم ہوا کہ جب کسی کو شیاطین پیش آجائیں جیسا کہ تنہا مسافر کے ساتھ ہو جاتا ہے تو وہیں کھڑے ہو کر زور سے اذان دیدے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ شیاطین بھاگ جائیں گے۔

بچوں کی حفاظت کے لئے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ کَانَ

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَوِّذُ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ اُعِيْذُ كُمَا بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَّهَامَّةٍ وَّمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَّامَّةٍ وَّيَقُوْلُ اِنَّ اَبَا كُمَا كَانَ يُعَوِّذُ بِهَا اِسْمَاعِيْلَ وَاِسْحٰقَ ﴾

(رواہ البخاری)

"حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حسن و حسین کو شیطان اور زہریلے جانوروں سے اور نظر بد سے محفوظ رہنے کے لئے یہ دعا پڑھتے رہتے:

﴿ اُعِيْذُ كُمَا بِكَلِمَةِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَّهَامَّةٍ وَّمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَّامَّةٍ ﴾

"میں تم دونوں کو اللہ کے پورے کلمات کے وسیلہ سے ہر شیطان اور زہریلے جانور اور ہر نظر بد سے اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں"۔ (مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۱۳۴)

كَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ "اللہ کے پورے کلمات" سے اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ اور اللہ کی نازل کی ہوئی کتابیں مراد ہیں۔ (کمانی المرقاۃ شرح المشکوٰۃ)

اعیذ کما یہ لفظ تثنیہ کے لئے ہے یعنی دو بچوں کے لئے اس طرح پڑھا جائے اگر کسی ایک لڑکے کے لئے پڑھنا ہو تو اعیذكَ کاف کے زبر کے ساتھ) اگر لڑکی کے لئے پڑھنا ہو تو اعیذكِ (کاف کی زیر سے) پڑھا جائے۔

گھبراہٹ کے وقت پڑھنے کے لئے

﴿ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا فَزِعَ اَحَدُكُمْ فِيْ

النَّوْمِ فَلْيَقُلْ اَعُوْذُ بِكَلِمٰتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِهٖ وَعِقَابِهٖ وَشَرِّ عِبَادِهٖ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَاَعُوْذُبِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ فَاِنَّهَا لَنْ تَضُرَّهٗ وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو يُعَلِّمُهَا مَنْ بَلَغَ مِنْ وَّلَدِهٖ وَمَنْ لَّمْ يَبْلُغْ مِنْهُمْ كَتَبَهَا فِيْ صَكٍّ ثُمَّ عَلَّقَهَا فِيْ عُنُقِهٖ ﴾ (رواہ الترمذی)

"حضرت عمر بن شعیب اپنے دادا عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص نیند میں گھبرا جائے تو یہ کلمات پڑھے:

﴿اَعُوْذُ بِكَلِمَةِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِهٖ وَعِقَابِهٖ وَشَرِّ عِبَادِهٖ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَاَعُوْذُبِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ﴾

(اللہ کے پورے کلمات کے واسطے سے میں اللہ کے غضب سے اور اس کے عذاب سے اور اس کے بندوں کے شر سے اور شیطانوں کے وسوسوں سے اور میرے پاس ان کے آنے سے پناہ چاہتا ہوں)۔

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عادت تھی کہ اپنے سمجھدار بچوں کو تو یہ دعا سکھا دیتے تھے اور ناسمجھ بچوں کے لئے اس کو کاغذ پر لکھ کر ان کی گردن میں ڈال دیتے تھے"۔ (مشکوۃ المصابیح صفحہ ۲۱۷، از ترمذی)

عمل الیوم واللیلہ (للحافظ ابن السنی) میں ہے کہ حضرت ولید بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں وحشت محسوس کرتا

ہوں اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ (رات کو سونے کے لئے لیٹتے وقت یہ کلمات پڑھا کرو (جو اوپر مذکور ہوئے)۔

صبح و شام پڑھنے کا ایک وظیفہ

﴿عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ مِائَةَ مَرَّةٍ كَانَتْ لَهٗ عِدْلُ عَشْرِ رِقَابٍ وَكُتِبَتْ لَهٗ مِائَةُ حَسَنَةٍ وَمُحِیَتْ عَنْهُ مِائَةُ سَیِّئَةٍ وَكَانَ لَهٗ حِرْزًا مِّنَ الشَّیْطَانِ یَوْمَهٗ ذَالِكَ حَتّٰی یُمْسِیَ وَلَمْ یَاْتِ اَحَدٌ بِاَفْضَلَ مِمَّا جَاءَ بِهٖ اِلَّا اَحَدٌ عَمِلَ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ﴾ (رواہ البخاری)

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے سو مرتبہ (صبح کے وقت)"۔

﴿لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ﴾

پڑھ لیا اس کے لئے سو غلام آزاد کرنے کے برابر ہوگا اور اس کے لئے سو نیکیاں لکھ دی جائیں گی اور اس کے سو گناہ مٹادیئے جائیں گے اور یہ کلمات شام ہونے تک اس کے لئے پورے دن شیطان سے حفاظت کا سامان ہونگے۔اور اس سے بڑھ کر کوئی شخص بھی فضیلت والا عمل کرنے والا نہ ہوگا الا یہ کہ کوئی شخص اس سے زیادہ عمل کرلے"۔

(صحیح بخاری صفحہ ۴۶۵)

یہ حدیث صاحب مشکوٰۃ (صفحہ ۹۰ نے عبدالرحمٰن بن غنم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی نقل کی ہے اس میں یوں ہے کہ نماز مغرب اور نماز فجر سے فارغ ہو کر اپنی ٹانگوں کی ہیئت بدلے بغیر (یعنی جس طرح تشہد میں بیٹھا تھا اسی طرح بیٹھے بیٹھے) ان کلمات کو پڑھ لے اور اس میں یحیی ویمیت کا بھی اضافہ ہے۔

معلوم ہوا کہ اس کو مغرب اور صبح کے بعد پڑھنا چاہئے نیز مشکوٰۃ المصابیح میں دس مرتبہ پڑھنے کا ذکر ہے یہ تو تھوڑی سی تعداد ہے اس پر تو اس وقت بھی عمل کر سکتے ہیں جب جلدی کا کوئی کام درپیش ہو۔

شیاطین کو بھگانے کی ایک دعاء

حضرت عبدالرحمٰن بن خنیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک شخص نے دریافت کیا کہ اس موقعہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا کیا جب شیاطین نے آپ کو تکلیف پہنچانے کا ارادہ کیا؟ انہوں نے کہا شیاطین وادیوں اور گھاٹیوں سے اتر آئے اور ان کا مقصد آپ کو تکلیف پہنچانا تھا ان میں سے ایک شیطان نے آپ کے اوپر آگ کا ایک شعلہ ڈالنے کا ارادہ کیا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دیکھا تو طبعی طور پر وحشت ہوئی اس وقت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور انہوں نے کہا آپ پڑھیں:

﴿اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ الَّتِيْ لَا يُجَاوِزُهُنَّ بَرٌّ وَّلَا فَاجِرٌ مِنْ شَرِّ مَا نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ وَمِنْ شَرِّ مَا يَعْرُجُ فِيْهَا وَمِنْ شَرِّ مَا فِي الْاَرْضِ وَمِنْ شَرِّ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمِنْ شَرِّ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ طَارِقٍ اِلَّا طَارِقًا يَّطْرُقُ بِخَيْرٍ يَا رَحْمٰنُ﴾

چنانچہ آپ نے اس کو پڑھا تو شیطان کی آگ بجھ گئی اور اللہ نے شیاطین کو شکست دیدی۔ (عمل الیوم واللیلہ لابن السنی)

مؤطا امام مالک میں بھی یہ دعا تھوڑے سے فرق کے ساتھ مذکور ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ شب معراج کا ہے۔

﴿فَاِنَّهٗ قَالَ مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ اَنَّهٗ قَالَ اُسْرِيَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ فَرَاٰى عِفْرِيْتًا مِّنَ الْجِنِّ۔ الحديث﴾

(مؤطا مالک کتاب الجامعہ مایو مربہ من التعوذ عند النوم وغیرہ)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک دعا بتانا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! مجھے چند ایسے کلمات بتائیے جنہیں میں صبح و شام پڑھ لیا کروں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم صبح وشام اور رات کو اپنے آرام کی جگہ لیٹتے وقت یہ کلمات پڑھ لیا کرو:

﴿اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَمَلِيْكَهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّنَفْسِيْ وَمِنْ شَرِّالشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ﴾

"اے اللہ آسمان اور زمین کے پیدا فرمانے والے غیب کو حاضر جاننے والے جو ہر شئ کا رب ہے اور ہر شئ کا بادشاہ ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کے سوا کوئی معبود نہیں میں آپ سے اپنے نفس کی شر سے پناہ مانگتا ہوں۔ اور شیطان مردود کے شر سے"۔

رات کو لیٹتے وقت کی ایک دعاء

حضرت ابو الازھر انماری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب (رات کو) سونے کی جگہ لیٹتے تو یہ دعا پڑھتے تھے:

﴿بِسْمِ اللّٰهِ وَضَعْتُ جَنْبِيْ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ذَنْبِيْ وَاخْسَأْ شَيْطَانِيْ وَفُكَّ رِهَانِيْ وَثَقِّلْ مِيْزَانِيْ وَاجْعَلْنِيْ فِي النَّدِيِّ الْاَعْلٰى﴾

"میں نے اللہ کا نام لے کر اپنے پہلو کو رکھا اے اللہ میرے گناہوں کو معاف فرمادے اور میرے شیطان کو مجھ سے دور فرمادے اور مجھے ہر ذمہ داری سے عہدہ بر آ فرما اور میرے اعمال کا پلہ بھاری فرما اور مجھے بلند مسجد والوں میں شامل فرما"۔

(حصین حصین عن ابی داوٗد)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص دن میں دس مرتبہ شیطان سے اللہ کی پناہ مانگے مثلاً یوں کہے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ایک فرشتہ مقرر فرما دیتا ہے جو اس سے شیطان کو دفع کرتا رہتا ہے۔

(حصن حصین بن ابی داوٗد)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص صبح کے وقت اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ پڑھ لے تو شام ہونے تک شیطان سے اس کی حفاظت کی جائے گی۔ (عمل الیوم واللیلہ)

غصہ کا علاج

﴿عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ صُرَدَ قَالَ اِسْتَبَّ رَجُلَانِ عِنْدَ

النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ عِنْدَهُ جُلُوسٌ وَاَحَدُهُمَا يَسُبُّ صَاحِبَهُ مُغْضَبًا قَدِاحْمَرَّ وَجْهُهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّي لَاَعْلَمُ كَلِمَةً لَوْ قَالَهَا لَذَهَبَ عَنْهُ مَايَجِدُ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ فَقَالُوْا لِلرَّجُلِ اَلَا تَسْمَعُ مَايَقُوْلُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنِّي لَسْتُ بِمَجْنُوْنٍ﴾ (متفق علیہ مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۲۱۲)

”حضرت سلیمان بن صرد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہم لوگ بیٹھے ہوئے تھے اسوقت دو آدمیوں نے آپس میں گالی گلوچ شروع کردی ان میں سے ایک شخص غصے میں بھرا ہوا دوسرے شخص کو گالی دے رہا تھا اس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں ایسا کلمہ جانتا ہوں کہ اگر یہ شخص اسے کہہ لے تو اس کا غصہ جاتا رہے وہ کلمہ یہ ہے:

﴿اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ﴾

یہ سن کر حاضرین نے اس شخص سے کہا کیا تو سنتا نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ارشاد فرما رہے ہیں یہ سن کر اس شخص نے کہا کہ میں دیوانہ نہیں ہوں۔

(مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۲۱۲، از بخاری ومسلم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ غصہ دور کرنے کے لئے بھی اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ پڑھا جائے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد اس شخص کو پہنچا جو غصہ میں بھرا ہوا تھا اس نے یوں کہہ دیا کہ میں دیوانہ نہیں ہوں گویا اس نے یوں سمجھا کہ دیوانہ کو اعوذ باللہ پڑھانی چاہئے۔ اور ممکن ہے کہ کوئی اور

خیال اس کے دل میں پیدا ہوا ہو جو بھی صورت حال پر اس نے جو جواب دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان گرامی کے خلاف تھا شراح حدیث فرماتے ہیں کہ یا تو غصہ میں بھرا ہونے کی وجہ سے اسے ادب کا خیال نہ رہا یا یہ شخص کوئی منافق تھا یا دیہاتی تھا جس نے ادب نہ سیکھا تھا۔

حضرت عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ غصہ شیطان کی طرف سے ہے اور شیطان آگ سے پیدا کیا گیا ہے اور آگ کو پانی ہی بجھاتا ہے سو جب تم میں سے کسی شخص کو غصہ آئے تو وضو کر لے۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے تو اگر وہ کھڑا ہو تو بیٹھ جائے۔ اگر بیٹھنے سے غصہ چلا جائے تو بہتر ہے ورنہ لیٹ جائے۔ (رواہ ابوداؤد)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اسوقت میں غصہ میں تھی آپ نے میری ناک کے ایک حصہ کو پکڑ کر ملا۔ اور فرمایا اے عائشہ تو یہ پڑھ:

﴿اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ذَنْبِيْ وَاَذْهِبْ غَيْظَ قَلْبِيْ وَاَجِرْنِيْ مِنَ الشَّيْطٰنِ﴾ (عمل الیوم واللیلہ)

خاتمہ

شیطان کو پکڑنے پچھاڑنے اور مارنے کے واقعات

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شیطان کو پکڑنا

﴿عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ عِفْرِیْتًا مِّنَ الْجِنِّ عَلَیَّ الْبَارِحَةَ اَوْكَلِمَةً نَحْوَهَا لِیَقْطَعَ عَلَیَّ الصَّلٰوةَ فَاَمْكَنَنِیَ اللّٰهُ مِنْهُ وَاَرَدْتُ اَنْ اَرْبِطَهٗ اِلٰی سَارِیَةٍ مِنْ سَوَارِیْ الْمَسْجِدِ حَتّٰی تُصْبِحُوْا وَتَنْظُرُوْا اِلَیْهِ كُلُّكُمْ فَذَكَرْتُ قَوْلَ اَخِیْ سُلَیْمَانَ رَبِّ هَبْ لِیْ مُلْكًا لَا یَنْبَغِیْ لِاَحَدٍ مِّنْ بَعْدِیْ قَالَ رَوْحٌ فَرَدَّهٗ خَاسِئًا﴾ (رواہ البخاری)

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ گذشتہ رات جنات میں سے ایک قوی ہیکل بھوت چھوٹ کر آگیا تھا تاکہ میری نماز کو قطع کرے اللہ تعالیٰ نے مجھے اس پر قدرت دیدی میں نے اسے پکڑ لیا اور میں نے چاہا کہ اسے مسجد کے ستونوں میں سے ایک ستون سے باندھ دوں تاکہ تم سب بھی اس کو دیکھ لو پھر مجھے اپنے بھائی سلیمان کی بات یاد آگئی انہوں نے یوں دعا کی

تھی:

﴿رَبِّ هَبْ لِیْ مُلْکًا لَّا یَنْبَغِیْ لِاَحَدٍ مِّنْ بَعْدِیْ﴾

(دعائے سلیمان علیہ السلام) اے رب مجھے ایسا ملک عطا فرماجو میرے بعد اور کسی کو نہ دیا جائے۔

لہٰذا میں نے اسے اس حال میں واپس کردیا کہ وہ ذلیل و خوار ہوکر رہ گیا"۔ (صحیح بخاری صفحہ ٦٦)

یہ واقعہ صحیح مسلم میں بھی ہے جسے صاحب مشکوٰۃ نے صفحہ ۹۲ پر نقل کیا ہے آپ نے فرمایا کہ اللہ کا دشمن ابلیس آگ کا ایک شعلہ لے کر آگیا تاکہ میرے چہرے پر ڈال دے میں نے تین بار اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ کہا پھر میں نے یوں کہا اَلْعَنُكَ بِلَعْنَةِ اللّٰهِ التَّامَّةِ کہ میں تجھ پر اللہ کی پوری لعنت بھیجتا ہوں اس پر بھی وہ پیچھے نہ ہٹا میں نے تین بار یہ کلمات کہے۔ میں نے ارادہ کیا کہ اسے پکڑ لوں اللہ کی قسم میرے بھائی سلیمان کی دعا نہ ہوتی تو میں اسے باندھ دیتا۔ جس کی وجہ سے وہ صبح کو بندھا ہوا پایا جاتا جس سے مدینہ کے لڑکے کھیلتے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شیاطین پکڑے بھی جاسکتے ہیں باندھے بھی جاسکتے ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ان کی شرارت یہاں تک ہے کہ نمازی کی نماز تڑوانے کی اور منہ پر شعلہ پھینکنے کی کوشش کرتے ہیں، جب شیطان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور پر شعلہ پھینکنے کے لئے لے آیا تو دوسرے کس شمار میں ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے بھائی سلیمان علیہ السلام کی بات یاد آگئی کہ انہوں نے دعا کی تھی کہ اے رب جو حکومت مجھے دی گئی ہے اس طرح کی حکومت کسی اور کو نہ ملے کیونکہ ان کے لئے شیاطین مسخر تھے وہ ان سے بہت سے کام لیتے تھے اور انہیں زنجیروں میں باندھ کر ڈالدیتے تھے جیسا کہ سورہ ص کے تیسرے رکوع میں مذکور ہے۔ وَاٰخَرِیْنَ مُقَرَّنِیْنَ فِی الْاَصْفَادِ۔

اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شیطان کو پکڑ تو لیا لیکن باندھا نہیں تاکہ سلیمان علیہ السلام کی دعا برقرار رہے اور شیاطین کو باندھ کر ڈالنے کا جو مرتبہ تھا وہ انہیں کے ساتھ خاص رہے (یہ آپس میں رعایت کرنے والی بات ہے، ورنہ ایک دو شیطان کو باندھ ڈالنے سے ان کی اجابت میں فرق نہیں آتا)۔

حدیث شریف میں یہ جو ہے کہ آپ نے شیطان کو خطاب کر کے نماز میں جو اَلْعَنُكَ بِلَعْنَةِ اللّٰهِ التَّامَّةِ فرمایا اس کے بارے میں علماء حدیث نے یہ اشکال کیا ہے کہ نماز میں بات کرنے سے تو نماز فاسد ہو جاتی ہے لہٰذا آپ نے اسے خطاب کیوں فرمایا؟ شراح حدیث نے اس کے کئی جواب لکھے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات میں سے ہے۔

(راجع مرقاۃ المفاتیح)

حضرت عمر سے شیطان کا ڈرنا اور دوسرے کوچہ سے گذرنا

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر کو خطاب کر کے فرمایا:

﴿وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ مَا لَقِيَكَ الشَّيْطَانُ قَطُّ سَالِكًا فَجًّا اِلَّا سَلَكَ فَجًّا غَيْرَ فَجِّكَ﴾

"کہ قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے (اے عمر) جب کبھی بھی شیطان تمہیں کسی راستے میں ملے گا تو تمہارے راستہ کے علاوہ دوسرے راستہ سے چلا جائے گا"۔

(صحیح مسلم صفحہ ۲۷۶ جلد ۲)

حضرت عمار بن یاسر کا شیطان کو پچھاڑ دینا

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ انسانوں سے بھی جنگ کی ہے اور جن سے بھی، سوال کیا گیا کہ آپ نے جن اور انس سے کس طرح قتال کیا ہے تو انہوں نے فرمایا کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے ایک منزل میں اترے اور میں نے پانی لانے کے لئے اپنا ڈول اور مشکیزہ لیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ پانی پر تمہارے پاس ایک شخص آئے گا جو تمہیں پانی لینے سے منع کرے گا جب میں کنویں پر پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک کالے رنگ کا آدمی ہے اس کالے نے کہا کہ اللہ کی قسم آج تم اس میں سے ایک ڈول بھی نہیں بھر سکتے اس پر اس نے مجھے پکڑا پھر میں نے اسے پچھاڑ دیا اور ایک پتھر لے کر میں نے اس کے چہرہ اور ناک کو توڑ دیا پھر اپنا مشکیزہ بھر کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور پورا قصہ سنایا۔ آپ نے فرمایا تمہیں معلوم ہے یہ کون تھا (جسے تم نے پچھاڑا) میں نے عرض کیا کہ مجھے معلوم نہیں آپ نے فرمایا یہ شیطان تھا۔

دوسری روایت میں ہے کہ حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ وہ شیطان ہے تو میں اسے قتل کردیتا لیکن میں نے چاہا کہ اس کی ناک اپنے دانتوں سے کاٹ لوں لیکن اس کی بدبو کی وجہ سے میں ایسا نہ کرسکا۔

(آکام المرجان صفحہ ۱۱۸)

حضرت عائشہ کا ایک سانپ کو قتل کروا دینا

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے گھر میں ایک سانپ دیکھا جسے انہوں نے قتل کرنے کا حکم دے دیا لہٰذا وہ قتل کردیا گیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

سے خواب میں کسی نے کہا آپ نے ایک ایسے مسلمان کو قتل کروادیا جو (جنات کی) اس جماعت میں سے تھا جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے وحی مبارک سننے کے لئے حاضر ہوئے تھے اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے چالیس غلام خرید کر آزاد کرنے کے لئے یمن کے علاقہ میں رقم بھیج دی جو ان کی طرف سے خرید کر آزاد کردئے گئے۔ (آکام المرجان صفحہ ۶۵)

یہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تقویٰ تھا۔

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا کہ جب بھی میں نماز کے لئے کھڑا ہوتا تھا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صورت میں ایک شیطان میرے سامنے آکر کھڑا ہوجاتا تھا ایک دن مجھے حضرت ابن عباس کا قول یاد آگیا میں نے اپنے پاس چھڑی رکھ لی۔ جب وہ میرے سامنے آیا تو میں نے اس پر حملہ کردیا جس کی وجہ سے وہ گر پڑا اور میں نے اس کے گرنے کی آواز بھی سنی اور اس کے بعد میں نے اسے نہیں دیکھا۔ یہ واقعہ آکام المرجا صفحہ ۲۰ پر لکھا ہے۔ اس کے بعد ایک اور قصہ لکھا ہے وہ یہ کہ حضرت ابن زبیر نے ایک شخص کو دیکھا جو ان کی اونٹنی کے کجاوے پر بیٹھا ہوا ہے اس کا قد دو بالشت ہے فرمایا تو کون ہے؟ کہنے لگا کہ میں ازب ہوں فرمایا! ازب کیا ہے؟ کہنے لگا جنات میں سے ایک شخص ہوں! آپ نے اس کے سر پر ایک لکڑی ماردی جس کی وجہ سے بھاگ گیا۔ (آکام المرجان صفحہ ۶۵)

شاہ اہل اللہ کا واقعہ

حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے بھائی حضرت شاہ اہل اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ مسجد میں بیٹھے تلاوت کررہے تھے کہ برابر میں ایک سنپولیا گذرا آپ نے مقراض یا کسی چیز سے اس کے دو ٹکڑے کردیئے، تھوڑی ہی دیر گذری تھی کہ دو چپراسی مسجد میں آئے اور عرض کیا کہ آپ کو بادشاہ نے یاد فرمایا ہے۔ شاہ صاحب ان کے ہمراہ ہوگئے وہ بیرون شہر جنگل کی طرف آپ کو لے چلے اس وقت شاہ صاحب کو فکر ہوئی اور دریافت کیا کہ بادشاہ کہاں ہے؟ چپراسی نے جواب دیا کہ یہاں قریب ہی ہیں، شاہ صاحب یہ سمجھ کر کہ شکار کھیلنے آئے ہوں اور جنگل میں پڑاؤ پر کوئی مسئلہ پوچھنے کو مجھے بلالیا ہو باطمینان آگے چلتے رہے۔ زمین دوز دروازہ نظر آیا اور آپ کو اس میں داخل ہونا پڑا وہاں دیکھا تو شاہی دربار جما ہوا تھا ایک مسن (بوڑھا) شخص تخت پر مصاحبین کے حلقے میں بیٹھے شاہانہ جلوس فرمارہے تھے اور مقدمے فیصل کررہے تھے، شاہ صاحب سلام مسنون کرکے ایک جانب بیٹھ گئے۔ یہ جنات کے بادشاہ کا دربار تھا، تھوڑی دیر کے بعد بادشاہ جن نے شاہ صاحب کی طرف توجہ کی اور مدعی طلب ہوا جس نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ شاہ صاحب نے میرے بیٹے کو بے قصور قتل کیا پس باقاعدہ شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم قصاص ملنا چاہیے۔ شاہ صاحب کو اول اس دعوے سے تحیر ہوا قتل وقتال سے بے خبری ظاہر کی مگر جب ظاہر ہوا کہ سنپولیا جس کو اثناء تلاوت میں قتل کیا تھا وہ جن ہی کا بچہ تھا جس کے بے قصور مارے جانے پر شاہ صاحب سے قتال کا مطالبہ ہے تو اعتراف فرماکر خاموش ہو رہے۔ معترف مجرم ہونے کے باعث قریب تھا کہ قصاص میں آپ کے قتل کا حکم صادر ہو مصاحبین شاہی میں سے ایک مسن بزرگ نے (جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے اور شرف زیارت حاصل کرنے کے باعث جنی صحابی تھا) کہا کہ شاہ صاحب پر قصاص

واجب نہیں اس لئے کہ میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے مَنْ قُتِلَ فِیْ غَیْرِ زِیِّہٖ فَدَمُہٗ ھَدَرٌ۔ حدیث کا مطلب یہ ہوا کہ چونکہ جن کا بچہ سانپ کے لباس میں تھا لہٰذا سے سانپ سمجھ کر اس کے مار دینے والے پر کچھ مواخذہ نہیں چنانچہ شاہ صاحب رہا ہو گئے،[۱] اور باعزت تمام اپنی جگہ پر واپس ہو گئے ان جنی صحابی سے شاہ صاحب نے مصافحہ کیا اور باقاعدہ حدیث کی روایت و اجازت حاصل کی اس تعلق پر شاہ صاحب تابعین میں داخل ہیں۔

﴿ذَالِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ﴾

(حاشیہ تذکرۃ الرشید صفحہ ۱۱۰ جلد ا)

اس طرح کے اور بھی بہت سے واقعات ہوں گے ان واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ شیطان جب انسانی صورت میں ہو یا دوسرے کسی چھوٹے بڑے حیوان کی صورت میں آجاتا ہے تو اس پر اسی کے احکام جاری ہو جاتے ہیں۔ یعنی وہ نظر بھی آتا ہے اور اس کو پکڑنے مارنے قتل کرنے کا موقعہ بھی مل جاتا ہے۔ اور حسب طاقت وقوت مقابلہ ہوتا ہے بنی آدم غالب ہوں تو اس پر چڑھ بیٹھتے ہیں اور اسے گرا دیتے ہیں قوت کے مظاہرہ سے بھی ایسا ہوتا ہے اور آیۃ الکرسی پڑھنے وغیرہ سے

[۱] قال السخاوی فی المقاصد الحسنۃ :۔
(حدیث ۱۰۹۹) حدیث: من تزیا بغیر زیہ فقتل فدمہ ھدر لیس لہ اصل یعتمد ان بعض الجان حدث بہ اما عن علی مرفوعا واما عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم بلا واسطۃ مما لم یثبت فیہ شئی اھ۔ قلت لما کان خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم مبعوثا الی الثقلین وشریعتہ الغراء کاملۃ للانسان والجان ولکل من الفریقین احکام مکلفون بھا والجن جعل اللہ لھم قدرت علی التشکل بالاشکال المختلفۃ فلابد ان یکون لھم فی ذالک احکام من صاحب الشریعۃ صلی اللہ علیہ وسلم فالظاھر ان الحدیث ثابت عندھم لانہ متعلق بھم وان لم یثبت عندنا باسناد یعول علیہ۔ (من المرتب عفا اللہ عنہ)

بھی انسان شیطان پر غالب ہو جاتا ہے۔ کافر اور مشرک مقابلہ نہیں کرسکتے وہ شیاطین سے ویسے ہی ڈرتے ہیں۔ مؤمن بندے ہی مقابلہ کرسکتے ہیں اور اسے گرا سکتے ہیں اور نیچا دکھا سکتے ہیں۔ واللہ ولی المومنین۔

زمانہ جاہلیت میں ایک شخص کو جنات کا اُٹھا کر لے جانا

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے گھر والوں کو ایک قصہ سنایا اس کے بارے میں ایک بی بی نے کہا کہ قصہ حیرت اور تعجب میں بالکل خرافہ کے قصوں جیسا ہے (عرب میں خرافہ کے قصے بہت ضرب المثل تھے) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم جانتی بھی ہو خرافہ کا اصل قصہ کیا تھا؟ پھر فرمایا کہ خرافہ بنو عذرہ کا ایک شخص تھا جس کو جنات پکڑ کر لے گئے تھے ایک عرصہ تک انہوں نے اس کو اپنے پاس رکھا پھر اسے لوگوں میں چھوڑ گئے۔ وہاں کے زمانہ قیام کے عجائبات لوگوں سے نقل کرتا تھا تو وہ متحیر ہوتے تھے اس کے بعد سے لوگ ہر حیرت انگیز قصہ کو حدیث خرافہ کہنے لگے۔ (شمائل ترمذی)

ممکن ہے کہ اس شخص کا نام کچھ اور ہو اس کے قصوں کو لوگ جھوٹ اور منگھڑت سمجھتے تھے اس لئے وہ شخص خرافہ کے نام سے مشہور ہوگیا۔ زمانہ جاہلیت میں جنات کا نہایت غلبہ اور زور تھا وہ نہایت کثرت سے لوگوں کو ستاتے تھے، لے جاتے تھے، ان سے باتیں کرتے تھے، عورتوں سے صحبت کرتے تھے، جن کے واقعات مشہور ہیں۔ اسلام کے بعد ان کا زور گھٹ گیا حتیٰ کہ بعض لوگ تو اس کے قائل ہوگئے کہ جنات کا وجود پہلے تھا اب ہے ہی نہیں لیکن یہ صحیح نہیں البتہ یہ صحیح ہے کہ ان کا وہ پہلا زور نہیں رہا۔ چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عالم میں تشریف آوری کے وقت کے واقعات اور جنات کی حیرانی و پریشانی اور گریہ و نوحہ

کے واقعات اس کے شاہد ہیں۔ بخاری شریف میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک کاھن کی محبوبہ جنّیہ کے حسرت بھرے اشعار اور جنات کی ذلت و نکبت کا حال ذکر کیا ہے۔ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے خصائص کبریٰ میں بہت سے واقعات اس کے ذکر کیئے ہیں۔ (خصائل نبوی شرح شمائل ترمذی)

ایک عابد کا شیطان سے مقابلہ

ایک عابد عرصہ دراز سے خدا کی عبادت کرتا رہا ایک روز کچھ لوگ اس کے پاس آئے اور کہا کہ فلاں قوم خدا کو چھوڑ کر فلاں درخت کو پوجتی ہے یہ سن کر عابد غصہ کی وجہ سے آگ بگولا ہو گیا اور اس درخت کے کاٹنے کے لئے کندھے پر کلہاڑا رکھ کر چلا راستہ میں ایک بوڑھے کی صورت میں ابلیس ملعون ملا اور کہنے لگا جناب کہاں کا ارادہ ہے؟

عابد: فلاں درخت کاٹنے کو جارہا ہوں جس کو فلاں قوم خدائے وحدہ لاشریک کو چھوڑ کر پوجتی ہے۔

ابلیس: اجی چھوڑیئے بھی اس خیال کو اس سے کیا مطلب اپنی عبادت میں لگئے۔

عابد: شرک مٹانا بھی عبادت ہے۔

ابلیس: میں ہرگز نہ کاٹنے دوں گا۔ یہ سن کر عابد کو غصہ آیا اور ابلیس کو پکڑ کر زمین پر دے مارا اور اس کے سینے پر چڑھ بیٹھا۔ ابلیس مجبور ہو کر کہنے لگا کہ حضرت بات تو سنئے آپ تو بہت ناراض ہوگئے ذرا اتریئے آپ کو کچھ سمجھاؤں۔ یہ سن کر عابد اس کے سینے سے اتر گیا اور دونوں میں اس طرح بات چیت شروع ہو گئی۔

عابد: کہو کیا کہتے ہو!

ابلیس: آپ کے ذمہ اس کا کاٹنا فرض تو ہے نہیں اور نہ آپ اس کو پوجتے ہیں دوسروں کے عمل سے آپ کو کیا بحث؟

عابد: جی میں دلیلیں نہیں سنتا۔ اس کو ضرور ہی کاٹوں گا۔

یہ سن کر ابلیس نے پھر کچھ کہا اور پھر دونوں گتھم گتھا ہو گئے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ عابد نے ابلیس کو زیر کرلیا اور اس کے سینے پر چڑھ بیٹھا۔ ابلیس نے عاجز ہو کر ایک بات بتائی اور کہا کہ ذرا مجھ کو چھوڑو تا کہ آپ کو ایک بہترین اور مفید مشورہ دوں یہ سن کر عابد اس کے سینے سے اتر گیا اور ابلیس سے مخاطب ہو کر کہا کہو کیا کہتے ہو؟

ابلیس: آپ فقیر آدمی ہیں شب و روز عبادت میں لگے رہتے ہیں اور دوسرے مسلمان آپ کا خرچہ برداشت کرتے ہیں۔ غالباً آپ ضرور چاہتے ہوں گے کہ جس طرح دوسروں پر آپ کو عملی فوقیت حاصل ہے اسی طرح آپ کی مالی حیثیت بھی اچھی ہو جائے اگر آپ منظور کریں تو میں روزانہ رات کو آپ کے تکیہ کے نیچے دو اشرفیاں رکھ دیا کروں اور آپ ان کو خرچ کرلیا کریں۔ فی سبیل اللہ خیرات کریں اور خود کھائیں اور دوسروں کو کھلائیں مگر یہ جب ہے کہ آپ اس درخت کو کاٹنے سے باز رہیں اور درحقیقت اس کو کاٹنا آپ کے لئے اور مسلمانوں کے لئے مفید بھی نہیں ہے کیونکہ اس کی پرستش غیر قومیں کرتی ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ مشرک مانیں گے ہرگز نہیں کیونکہ وہ کسی دوسرے درخت کو پوجنے لگیں گے۔ بات عابد کی سمجھ میں آگئی اور ابلیس سے ایفائے عہد کا وعدہ لے کر اپنے عبادت خانہ میں واپس چلا گیا۔ حسب وعدہ ابلیس نے رات کو دو اشرفیاں اس کے سرہانے رکھ دیں اور عابد نے لے لیں دوسرے اور تیسرے دن بھی ایسا ہی ہوا مگر چوتھے روز ابلیس نے کچھ نہ رکھا عابد نے دیکھا کہ تکیہ کے نیچے کچھ نہیں ہے۔ یہ دیکھتے ہی لال پیلا ہو گیا اور کلہاڑا لے کر پھر درخت کاٹنے کو چل دیا راستہ میں ابلیس پھر اسی صورت میں ملا اور

آپس میں گفتگو شروع ہوگئی۔

ابلیس: جی حضور کہاں کا رخ ہے؟

عابد: فلاں درخت کاٹنے کو جارہا ہوں۔

ابلیس: آپ اس کو نہیں کاٹ سکتے۔

عابد: چخ چخ نہ کرو ورنہ تم کو بھی درست کردوں گا۔

ابلیس: معاف کیجئے جناب! وہ دن ہوا ہوئے۔ یہ سن کر عابد نے ابلیس کو پکڑنے کو ہاتھ بڑھایا مگر ابلیس نے عابد کو پچھاڑ لیا اور عابد کے سینے پر چڑھ بیٹھا اور عابد دم بخود ہوگیا۔ ابلیس نے کہا اس درخت کے کاٹنے سے توبہ کرو ورنہ ابھی تجھے ذبح کرتا ہوں۔ عابد نے بڑی مشکل سے کہہ سن کر اپنی جان بچائی اور اپنی ہار مان کر ابلیس سے پوچھا کہ یہ تو بتاؤ کہ پہلی دو مرتبہ میں تجھ پر کیسے غالب آگیا اور اب کی مرتبہ تم نے مجھے کیوں پچھاڑ لیا؟ ابلیس نے کہا کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ پہلے تمہارا غصہ اللہ کے لئے تھا اور اب تمہارا غصہ اس لئے تھا کہ رقم نہ ملی۔

یہ قصہ احقر نے کہیں لکھا دیکھا تھا اور اپنی کتاب اخلاص نیت میں لکھ دیا تھا۔ رسالہ ہذا کی ترتیب کے وقت آکام المرجان مؤلفہ قاضی بدر الدین شبلی حنفی کی بار بار مراجعت کی تو اس میں صفحہ ۲۳۱ پر نظر پڑ گئی جو حضرت حسن (بصری) سے منقول ہے۔

آخری سطور

یہ رسالہ کسی قدر ضخیم ہو گیا —— اس کا گمان بھی نہ تھا کہ مضمون اتنا زیادہ ہو جائے گا لیکن اللہ تعالیٰ کا فضل ہوا روایات سامنے آتی چلی گئیں اور مضمون بڑھتا گیا۔

رسالہ ہذا پڑھ کر ناظرین کرام کو بہت سی باتیں معلوم ہوئیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بڑے ہی شفیق تھے اپنی اُمّت کی دنیا و آخرت میں حفاظت کے لئے کیسی کیسی چیزیں بتائیں اور کیسے کیسے ضروری اعمال سکھائے۔ احادیث شریفہ سے معلوم ہوا کہ شیاطین قضائے حاجت کی جگہوں میں رہتے ہیں۔ بسم اللہ پڑھ کر داخل ہونا چاہئے اس کے ساتھ کوئی اور دعا بھی پڑھیں۔ یہ بسم اللہ شیاطین کی آنکھوں میں آڑ بن جائے گی۔ ناپاک جگہوں سے شیاطین کو خاص تعلق ہے جو لوگ ان سے متعلّق رہتے ہیں انہیں بھی گندگی پسند ہوتی ہے، جادو گروں کو دیکھا ہوگا کہ میلے کچیلے رہتے ہیں ان کے بدن سے بدبو آتی ہے اور جو لوگ سفلی عمل کرتے ہیں ناپاکی کھا کر عمل کرتے ہیں۔ شیاطین وضو کرنے والوں کو بھی ستاتے ہیں اور ہمدرد بن کر آتے ہیں اور یوں کہتے ہیں کہ وضو میں فلاں چیز دھونا رہ گیا اسی طرح برابر بار بار ایک عضو کو دھلواتے ہیں اور اس طرح سے پانی اور وقت دونوں کو ضائع کرنے کا ذریعہ بنتے ہیں۔ علماء نے فرمایا ہے کہ شیطان سب سے پہلے وضو میں وسوسہ ڈالتا ہے اس میں کامیاب ہو جائے تو پھر دوسری چیزوں میں بھی وسوسہ لاتا ہے نمازی میں بھی حاضر ہو جاتا ہے اور نمازی کو وہ وہ باتیں یاد دلاتا ہے جو اس وقت یاد آنے والی بھی نہ تھیں۔ شیطان گھروں میں بھی ساتھ رہنے کی کوشش کرتا ہے اور ساتھ

کھانے کی بھی، نیز سفر میں بھی ساتھ رہتا ہے۔ تنہا مسافر کو ستاتا ہے راستوں اور گلیوں میں کھیلنے والے بچوں کو بھی تکلیف پہنچاتا ہے، مسلمانوں کو آپس میں لڑواتا ہے، میاں بیوی میں پھوٹ ڈال کر طلاق دلوانے کی کوشش کرتا ہے، جماع کے وقت بھی حاضر ہوجاتا ہے اور بھی اس کی بہت سی حرکتیں ہیں جن کا رسالہ ہذا میں تذکرہ کردیا گیا ہے اور ساتھ ہی شیطانی حرکات کا توڑ بھی بتادیا گیا ہے۔ لوگوں کے عقائد بگاڑنے کے لئے اور انہیں شرک پر ڈالنے کے لئے اور اہل کفر کا معتقد بنانے کے لئے بھی شیطان بہت سی حرکتیں کرتا ہے۔ کاھنوں کے کان میں باتیں ڈالتا ہے تاکہ غیب کی باتیں سنائیں اور لوگ ان کے پاس جائیں۔ نو عمر لڑکوں کے اندر داخل ہوجاتا ہے اور پرانی باتیں سناتا ہے جو اسے معلوم اور یاد ہوتی ہیں یہ باتیں لڑکوں کی زبان سے نکلتی ہیں اور اس طرح سے ہندوؤں کو عقیدہ آواگون کا معتقد بناتا ہے جس سے قیامت کا انکار لازم آتا ہے۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی نے بتایا کہ میری آنکھ پھڑکنے لگتی تھی تو میں فلاں یہودی کے پاس چلی جاتی تھی جب وہ جھاڑ پھونک کردیتا تھا تو میری آنکھ کا پھڑکنا بند ہوجاتا تھا۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حقیقت میں شیطان اپنے ہاتھ سے آنکھ میں ماردیتا تھا پھر یہودی کے دم کرنے پر رک جاتا تھا۔ (مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۳۸۹)

اس سے معلوم ہوا کہ کافروں اور مشرکوں کو معتقد بنانے کے لئے شیطان ایسی حرکتیں کرتا رہتا ہے۔ کہیں پڑھا تھا کہ قاری عبد الرحمٰن صاحب پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ ایک گاؤں میں تشریف لے گئے ان کے ساتھ ایک اور آدمی بھی تھا بارش ہونے کی وجہ سے ہندوؤں کے مندر میں چلے گئے حضرت قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ جو شخص تھا اس نے جوتا لیکر ایک بت کو پیٹنا شروع کیا اور مذاق میں کہنے لگا کہ لا کو کھانے کو دے تھوڑی دیر میں ایک شخص آیا جو کھانے کا ایک طبق لئے ہوا تھا جس شخص نے جوتے مارے تھے اس کو بڑا تعجب ہوا کہ ناسمجھ بت کی

پٹائی سے یہ کھانا کیسے آیا؟ حضرت قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ شیطانی حرکت ہے جب تو نے اس کو پیٹنا شروع کیا تو شیطان ہندوؤں کے کسی گھر میں جاکر کسی عورت پر سوار ہوگیا اور ان سے کہا کہ مندر میں کھانے کو بھیجو تو میں اتر جاؤں گا چنانچہ ان لوگوں نے کھانا بھیج دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اہل ایمان کا ایمان بگاڑنے کے لئے اور مشرکین کو بت پرستی پر جمائے رکھنے کے لئے شیاطین کا یہ ایک طریقہ بھی ہے کہ مشرکین کی عورتوں پر سوار ہوجاتے ہیں اور ان سے شرکیہ اعمال کرواتے ہیں اور جب وہ ایسے اعمال کرلیتے ہیں تو شیاطین دور ہوجاتے ہیں جس سے مشرکین کے شرکیہ عقائد میں مزید پختگی آجاتی ہے اور ان باتوں کو دیکھ کر وہ بتوں کی عبادت میں اپنا نفع اور ضرر سے حفاظت کا عقیدہ مضبوط کرلیتے ہیں مشرکوں میں شیاطین کو بھگانے کی ہمت نہیں ہوتی، وہ تو ان کو اپنا دیوتا کہتے ہیں اگر شیاطین مسلمان کے پاس آئیں تو وہ آیۃ الکرسی پڑھ دیتے ہیں جس سے شیاطین بھاگ جاتے ہیں۔

آکام المرجان صفحہ ۲۵ میں لکھا ہے کہ وہ بدعتی گمراہ لوگ جو غیر شرعی طریقے پر عبادت اختیار کرتے ہیں اور پیر فقیر بنے رہتے ہیں کبھی کبھی انہیں مکاشفات ہوتے ہیں وہ بہت سی مرتبہ شیاطین کے رہنے کی جگہوں میں جہاں ناپاک چیزیں کوڑا کچرا پڑا رہتا ہے چلے جاتے ہیں جب یہ لوگ وہاں جاتے ہیں تو شیاطین ان کے پاس آتے ہیں اور بعض امور میں ان سے باتیں کرتے ہیں جیسے کاھنوں سے مخاطب ہوتے ہیں (اور یہ لوگ.اس غلط فہمی میں رہتے ہیں کہ ہم بزرگ ہوگئے حالانکہ یہ شیطان کے بتلاء کئے ہوئے مکاشفات اور مکالمات پر بھروسہ کئے ہوئے ہوتے ہیں)۔

صاحب آکام المرجان مزید لکھتے ہیں کہ شیاطین بتوں کے اندر گھس جاتے ہیں اور بتوں کی عبادت کرنے والوں سے باتیں کرتے ہیں اور انہیں فتنہ میں ڈالتے ہیں جیسا کہ جادوگروں کو بھی فتنہ میں مبتلا کرتے ہیں نیز بتوں اور چاند سورج ستاروں کی عبادت کرنے والوں کو بھی فتنہ میں ڈالتے ہیں یہ لوگ ان چیزوں کی عبادت کرتے

ہیں اور ان کے لئے دھونی وغیرہ جلاتے ہیں حقیقت میں ان پر شیطان نازل ہوتے ہیں اور یہ اس کو ستاروں کی روحانیت سمجھتے ہیں شیاطین کے ذریعہ ان کی بعض حاجتیں بھی پوری ہوجاتی ہیں مثلاً کسی کو قتل کروانا یا مرض میں مبتلا کردینا کسی کا مال منگالینا یہ شیطانی کام ہوتے ہیں جنہیں وہ اپنی کامیابی سمجھتے ہیں حالانکہ اس کا نقصان بہت زیادہ ہے (کفروشرک کی وجہ سے جو آخرت میں مبتلائے عذاب ہوں گے ان کو اس کا دھیان بالکل نہیں ہے)

آکام المرجان صفحہ ۱۰۳ میں ہی بھی لکھا ہے کہ بہت سے وہ لوگ جو اپنی حاجتوں کے لئے غیراللہ کو پکارتے ہیں ان کو کفر پر جمانے کے لئے شیطان یہ حرکت کرتا ہے کے جس کو مدد کے لئے پکارا گیا وہ مردہ ہو یا زندہ اس کی صورت میں آکر موجود ہوجاتا ہے اور پکارنے والے کو نظر آتا ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ فلاں بزرگ میرے سامنے کھڑے ہیں حالانکہ وہ شیطان ہوتا ہے اور بعض مرتبہ ایسا ہوا کہ یہ شیاطین جس زندہ شخص کی صورت میں آئے اور اس سے معلوم کیا گیا کہ آپ وہاں فلاں وقت فلاں جگہ موجود تھے تو وہ منکر ہوگیا اس نے کہا مجھے تو پتا بھی نہیں میں تو اس جگہ نہیں گیا۔

مزید لکھتے ہیں (صفحہ ۱۰۴) بعض مرتبہ شیاطین یہ بھی کرتے ہیں کہ عوام میں جس کی بزرگی مشہور ہوگئی اس کی صورت میں یوم عرفہ میں عرفات میں موجود ہوتے ہیں اور جن لوگوں نے شیطان کو ان کی صورت میں دیکھ لیا ان کے بارے میں آکر نقل کرتے ہیں آپ نے حج کیا ہے ہم نے عرفات میں آپ کو دیکھا ہے دوسرے مریدین کہتے ہیں کہ آپ تو یہیں موجود تھے اس طرح دونوں فریق کی اور زیادہ عقیدت بڑھ جاتی ہے اور خود وہ صاحب بھی اپنے بارے میں دھوکا کھا جاتے ہیں اور یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ دیکھو میں کتنی بڑی کرامت والا ہوں کہ میں ذالحجہ کی نو تاریخ کو دونوں جگہ تھا۔

نیز (صفحہ ۱۰۶) یہ بھی لکھا ہے کہ جنات میں بدلہ لینے کا رواج ہے اگر کسی انسان

سے انہیں تکلیف پہنچ گئی اور یا یہ گمان کرلیا کہ اس نے تکلیف دینے کا ارادہ کیا ہے مثلاً کسی انسان نے کسی جگہ پیشاب کرلیا یا کسی جگہ گرم پانی ڈال دیا یا کسی جنی کو (سانپ وغیرہ سمجھ کر) قتل کردیا تو جنات اس کا بدلہ لے لیتے ہیں اگرچہ انسانوں کو پتہ بھی نہیں ہوتا کہ ہماری وجہ سے کسی جن کو تکلیف پہنچی مزید لکھا ہے کہ جنات میں ظلم بھی ہے جہالت بھی اس سے زیادہ بدلہ لیتے ہیں جس کا کوئی مستحق ہو بلکہ بعض مرتبہ بلاوجہ محض کھیلنے کے طور پر انسانوں کو تکلیف دیتے ہیں جیسے بہت سے بے وقوف انسان بھی ایسا کرتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شیاطین سے محفوظ رہنے کے طریقے اور دعائیں اور بہت سی پڑھنے کی چیزیں بتائی ہیں جو رسالہ ہذا میں مذکور ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ شیطان کو پاکیزگی اور طہارت سے اور اللہ تعالیٰ کے ذکر سے چڑ ہے جہاں اللہ کا ذکر ہو وہ وہاں نہیں ٹھہر سکتا۔ اللہ کے ذکر میں مشغول ہونے کی جہاں بہت سی دیگر برکات ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ شیطان ذکر اللہ کرنے والوں سے دور رہتا ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور کائنات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مؤمن اپنے شیطان کو (جس کا پہلے حدیث میں ذکر ہوا) اس طرح دبلا کرتا ہے جیسے تم میں سے کوئی شخص سفر میں اپنے اونٹ کو دبلا کرتا ہے۔ (آکام المرجان) یعنی ذکر اللہ اور تلاوت قرآن اسے بھاری پڑتی ہے جس کی وجہ سے دبلا ہوجاتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شیاطین سے اور ان کے افعال سے اور ان کی مشابہت سے دور رہنے کی تاکید فرمائی، پہلے گذر چکا ہے آپ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص ہرگز بائیں ہاتھ سے نہ کھائے نہ پیئے کیونکہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا پیتا ہے اور ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ جب تم میں سے کوئی شخص سایہ میں بیٹھا ہو اور سایہ ہٹ جائے تو وہاں سے کھڑا ہوجائے۔ (یعنی اس طرح بیٹھا نہ رہے کہ کچھ سایہ میں ہو کچھ دھوپ میں ہو) کیونکہ یہ شیطان کی بیٹھک ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح ۴۰۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا کے گھنٹیاں شیاطین کے باجے ہیں جن لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کا پتا نہیں ہے یا جانتے بوجتے آپ کی تعلیمات سے دور ہیں وہ دشمنوں کے طریقے پر چلتے ہیں جو شیطان نے انہیں بتائے ہیں۔ بائیں ہاتھ سے کھانے پینے کو پسند کرتے ہیں، گانا بجانے کو بھی محبوب رکھتے ہیں۔ بیاہ شادیوں میں خوب زور دار طریقے سے گانا بجانا کرتے ہیں نفسوں کو خوب غذا دیتے ہیں اور شیطان کو خوش کرتے ہیں اور عجیب بات یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت رکھنے کا دعوی بھی رکھتے ہیں۔

شیطان کے بہت سے جال ہیں جنکے ذریعہ لوگوں کو شکار کرتا ہے یعنی صحیح راہ سے ہٹاتا ہے اور گناہوں پر ڈالتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

﴿اَلنِّسَاءُ حِبَالَةُ الشَّيْطَانِ﴾

"کہ عورتیں شیطان کا جال ہے"۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

﴿مَا تَرَكْتُ بَعْدِيْ فِتْنَةً اَضَرَّ عَلَى الرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ﴾

"یعنی میں نے اپنے بعد ایسا کوئی فتنہ نہیں چھوڑا جو مردوں کے لئے عورتوں کے فتنہ سے زیادہ ضرر رساں ہو"۔ (رواہ البخاری)

اور ایک حدیث میں یوں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿اَلدُّنْيَا حُلْوَةٌ خُضْرَةٌ وَاِنَّ اللّٰهَ مُسْتَخْلِفُكُمْ فِيْهَا فَيَنْظُرُ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ فَاتَّقُوا الدُّنْيَا وَاتَّقُوا النِّسَاءَ فَاِنَّ اَوَّلَ فِتْنَةِ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ كَانَتْ فِي النِّسَاءِ﴾

''یعنی دنیا میٹھی ہری بھری چیز ہے اور بلا شبہ اللہ تعالیٰ تمہیں اس میں خلیفہ بنائے گا سو وہ دیکھے گا تم کیا عمل کرتے ہو لہٰذا دنیا (کے فتنہ) سے اور عورتوں (کے فتنہ) سے بچو کیونکہ بنی اسرائیل میں جو سب سے پہلا فتنہ واقع ہوا وہ عورتوں میں تھا''۔ (رواہ مسلم)

پہلی حدیث سے معلوم ہوا کہ عورتیں شیطان کے جال ہیں وہ ان کے ذریعہ مردوں کا شکار کرتا ہے مردوں کو گناہوں میں مبتلاء کرنے کے لئے انہیں استعمال کرتا ہے اس کی سازشوں اور مکاریوں میں شامل ہے چونکہ مردوں کو عورتوں کی طرف رغبت ہے اسلئے جن لوگوں میں دینداری نہیں ہے اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل کرنے کے بجائے دنیا ہی کی طرف راغب رہتے ہیں اور عورتوں کے کہنے اور ضد کرنے کی وجہ سے بڑے بڑے گناہوں کے مرتکب ہوجاتے ہیں عورتوں کی ضد کرنے سے زیور بنانے کے لئے بڑی بڑی رقمیں ادھار لیتے ہیں جن میں اکثر قرضے سودی معاملات کے ذریعہ حاصل ہوتے ہیں اسی طرح سے ہر تقریب میں شرکت کرنے کے لئے نئے نئے جوڑوں کی فرمائش کے سامنے بھی دب جاتے ہیں عورتیں کہتی ہیں واہ صاحب اگر اس مرتبہ شادی میں ہمارا نیا جوڑا نہ ہوا تو عورتیں نام دھریں گی کہ اس کے پاس ایک ہی جوڑا ہے پھر حلال تنخواہ سے اللے تللے اخراجات پورے نہیں ہوتے تو مردوں کو رشوت لینے کے لئے ابھارتی ہیں جن لوگوں میں خوف خدا اور فکر آخرت نہیں ہے وہ لوگ عورتوں کی باتوں میں آجاتے ہیں اور یہ نہیں سمجھتے کے رشوت لینے کا عذاب ووبال تو مجھے ہوگا میں اس کی باتوں میں آکر اپنی آخرت کیوں خراب کروں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ کی لعنت ہو رشوت دینے والے پر اور رشوت لینے والے پر اور جو رشوت دلانے کی واسطہ بننے والے پر بھی۔ (مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۳۲۶ از احمد وبیہقی)

عورت کی رضامندی کے لئے لعنت میں گرفتار ہونا کون سی سمجھداری کی بات

ہے اسی طرح بچوں کے تصویر دار کھلونے خریدنا انہیں غیر شرعی لباس پہنانا فیشن کے مطابق اُن کے لئے مہنگا لباس پسند کرنا یہ سب چیزیں رواج میں موجود ہیں اور عموماً اس میں عورتوں کی فرمائش کا زیادہ دخل ہوتا ہے مرد چاہتا ہے کہ بچے کو حافظ بنائے لیکن اس کی ماں آڑے آجاتی ہے اور وہ کہتی ہے کہ واہ کیا صاحب میرا بیٹا ملا بنے گا؟ مسجد میں اذان دے گا؟ حضرت بلال کے نام پر لڑکے کا نام بلال رکھنے کو تو اچھا سمجھتے ہیں لیکن حضرت بلال کا عمل یعنی اذان دینا اسے آبرو کے خلاف جانتے ہیں یہ کیسی مسلمانی ہے؟ عورت نے ضد باندھ لی میرا بچہ انگلش اسکول میں پڑھے گا بس میاں صاحب ہار مان گئے کیسا حفظ کیسی قراءت و تجوید و کیسی مولویت، نمازی ہیں مگر عورت کے سامنے بے بس ہیں میاں صاحب نمازی بھی ہیں، علماء و صلحاء کے پاس اٹھتے بیٹھتے بھی ہیں بزرگوں کی کتابیں بھی پڑھتے ہیں لیکن ڈاڑھی نہیں رکھ سکتے کیونکہ بیوی کے سامنے ہار مان رکھی ہے۔ میں ڈارھی منڈوں کو ڈارھی رکھنے کی ترغیب دیتا ہوں تو ساتھ یہ بھی کہ دیتا ہوں کہ اس میں کوئی زیادہ مشکل بات نہیں ہے صرف بیوی کو راضی کرنا پڑے گا میری یہ بات سن کر کئی آدمیوں نے اس بات کا اقرار کیا کہ بیوی کو راضی رکھنے کی وجہ ے ڈاڑھی نہیں رکھ سکتے کیسی بے شرمی کی بات ہے کہ مرد عورت کے سامنے جھک جائے۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت مبارکہ سے محبت نہ ہو اور کافروں کی صورت لے کر قبر میں جانے کو تیار ہو عورت کی بات مانے اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم نہ مانے کیا یہ بے غیرتی نہیں ہے بہت سے لوگ ڈاڑھی مونڈتے نہیں تو کاٹتے ہیں اور بہت سے لوگ کالا خضاب کرلیتے ہیں۔ مونڈنا کاٹنا (یعنی ایک مشت سے کم کرنا) کالا خضاب لگانا یہ سب ممنوع ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی صریح خلاف ورزی ہے لیکن عورت کو راضی رکھنے کے سامنے کچھ نہیں سوچتے جب شیطان کو اللہ تعالیٰ نے راندۂ درگاہ کردیا تو اس نے قسم کھا کر کہا کہ میں بنی آدم کو گمراہ کروں گا آرزوئیں دلاؤں گا۔ اور انہیں حکم دوں گا کہ چوپایوں کے کانوں کو کاٹیں اور انہیں یہ بھی حکم

دوں گا کہ اللہ کی بنائی ہوئی صورتوں کو بدلا کریں گے۔

(دیکھو باب اول میں سورہ نساء کی آیت ان یدعون من دونہ الا اناثا)

ہندوستان کے مشرک بتوں کے نام پر جانور چھوڑ دیتے ہیں اور ان کے کان کاٹ دیتے ہیں اس بات کی نشانی رہے کہ یہ بت کے نام پر چھوڑا ہوا جانور ہے اور لڑکوں کے کان چھیدنا ان میں بندہ ڈالنا اور اس کا نام بندو رکھ دینا اور یہ عقیدہ رکھنا کہ ایسا کرنے سے بچہ زندہ رہے گا یہ باتیں تو بہت سے نام کے مسلمانوں میں بھی ہیں۔

شیطان نے جب یہ کہا کہ میں انہیں حکم دوں گا کہ اللہ کی پیدا کی ہوئی صورتوں کو بدل دیں اس میں ڈاڑھی مونڈنا بھی آجاتا ہے لوگوں کو ڈاڑھی مونڈنا بہت پسند ہے جو شیطان کا سکھایا ہوا عمل ہے شیطان جو عمل بتاتا ہے اسے کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حکم دیا کہ ڈاڑھی بڑھاؤ اس پر عمل نہیں کرتے اور کہتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں۔ کسی کو خصی کرنا اور خود خصی ہونا یہ بھی تغییر خلق اللہ ہے لوگ ہیجڑے بنتے ہیں وہ اس کے مرتکب ہوتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

﴿لَيْسَ مِنَّا مَنْ خَصٰى وَلَا اخْتَصٰى﴾

"یعنی وہ ہم میں سے نہیں ہے جو کسی کو خصی کرے یا خود خصی کرے"۔ (مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۶۹)

جیسے جنات میں شیطان ہیں انسانوں میں بھی شیاطین ہیں سورہ انعام میں فرمایا ہے:

﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا﴾

"اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے لئے دشمن مقرر کردیئے ہیں

جو شیاطین ہیں انسانوں میں سے اور جنات میں سے ان میں سے بعض بعض کو ایسی باتوں کا وسوسہ ڈالتے ہیں جو بظاہر اچھی لگتی ہیں وہ یہ کام دھوکہ دینے کے لئے کرتے ہیں"۔

کفر کے سرغنے مشرکوں کے سردار، اسلام کے اور مسلمانوں کے دشمن پورے عالم میں پائے جاتے ہیں یہ شیاطین الانس ہیں، یہ لوگ انسانوں کو برے اعمال پر ڈالنے کے لئے محنتیں کرتے ہیں۔ عریانی، فحاشی زنا کاری کے پھیلانے اور عام کرنے کی کوششوں میں لگے رہتے ہیں نو عمر لڑکیوں کو بہلا پھسلا کر ناچ رنگ کے پلیٹ فارم پر آنے کی ترغیب دیتے ہیں مال اور شہرت کا لالچ دے کر انہیں ایکٹرس بناتے ہیں۔ سورہ نساء میں فرمایا ہے:

﴿وَاللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْكُمْ وَيُرِيْدُ الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الشَّهَوَاتِ اَنْ تَمِيْلُوْا مَيْلًا عَظِيْمًا﴾

"اور اللہ تعالیٰ کو تمہارے حال پر توجہ فرمانا منظور ہے اور جو لوگ شہوت پرست ہیں وہ یوں چاہتے ہیں کہ تم بڑی بھاری کجی میں پڑ جاؤ"۔

اللہ چاہتا ہے کہ توبہ قبول فرمائے اور جو لوگ شہوتوں کے بندے ہیں انہیں انسانیت محبوب و مرغوب ہی نہیں وہ تو انسان ہو کر پچھتا رہے ہیں اور نفس کے مزہ کے لئے محض حیوانیات پر اتر آئے ہیں۔

یورپ و امریکہ میں بے ہودگی، آوارگی، فحاشی، زنا کاری کا جو سیلاب آیا ہوا ہے چھوٹے بڑے حاکم و محکوم اور ہر طبقے کے لوگ اس میں بہہ چکے ہیں حکومتوں کا یہ حال ہے کہ کوئی قانون بناتے ہیں اور جب دیکھتے ہیں کہ عوام اس کے مطابق نہیں چلتے قانون کو بدل دیتے ہیں تھوڑا بہت جو قانون کا بھرم باقی ہے تو صرف اتنا سا ہے کہ زنا بالجبر ممنوع ہے آپس کی خوشی سے زنا کاری جتنی مرتبہ بھی ہو جائے اس پر ان

کے نزدیک کوئی مواخذہ نہیں اور اب استلذاد بالمثل کا قانون پاس کردیا ان شہوت پرستوں کے نزدیک عورت عورت سے اور مرد مرد سے استمتاع کرسکتا ہے اور خلاف فطرت قضائے شہوت میں ان کے بڑے لوگ بھی مبتلا ہیں (دینی بڑے ہوں یا دنیاوی ذمہ دار ہوں) ایسے پارک ہیں جن میں کسی عمل پر کوئی پابندی نہیں اس پارک میں اعلانیہ طور پر مرد اور عورت جو فعل کریں ان کی اس پر قانونی کوئی گرفت نہیں۔ قرآن مجید میں:

﴿وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَتَمَتَّعُوْنَ وَيَاْكُلُوْنَ كَمَا تَاْكُلُ الْاَنْعَامُ وَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ﴾

"اور جنھوں نے کفر کیا وہ متمتع ہوتے ہیں اور اس طرح کھاتے ہیں جیسے چوپائے کھاتے ہیں اور ان کا ٹھکانا دوزخ ہے"۔

فرمایا ہے اس کہ پورے پورے مصداق بنے ہوئے ہیں۔

جن ملکوں میں مسلمانوں کی حکومتیں قائم ہیں وہاں بھی بہت سے لوگ یورپ امریکہ کے حیوانوں کی طرح جنسی خواہشات پوارا کرنے کے متوالے ہیں یہ لوگ نہ صرف یہ کہ خود بے حیائیوں فحاشیوں اور زنا کاری میں مبتلا ہیں بلکہ باقاعدہ ان کی سوسائٹیاں بنی ہوئی ہیں جن کی برابر اور مستقل یہ کوشش ہے کہ نکاح اور حیا وشرم کو بالائے طاق رکھ دیا جائے ایسے جرائد ہفت روزہ اور ماہ نامے جاری ہیں جن میں بے حیائی کے کاموں کو اچھالا جاتا ہے ننگی تصویریں شائع کی جاتی ہیں، جذبات نفسانیہ کو ابھارا جاتا ہے، اور ایسی انجمنیں بنی ہوئی ہیں جو عامۃ المسلمین کو بے حیائی اور زنا کاری کے غار میں دھکیلنے کی پوری کوشش کر رہی ہیں ننگوں کے کلب ہیں اور زنا کاری کے اڈے ہیں ان کی سرپرستی کی جاتی ہے فاحشہ عورتوں کو حکومتیں لائسنس دیتی ہیں پہلے تو اتنا ہی تھا کہ سینما ہال میں معاشقہ کے نظارے دکھائے جاتے تھے اور ننگی سے ننگی اور گندی سی گندی فلمیں بنوا کر سینما ہال کے مالک خوش ہوتے تھے

(کیونکہ اس میں ذریعہ آمدنی بہت زیادہ ہے) اور اب تو گھر گھر عشقیہ فلمیں اور ڈرامے دیکھے جارہے ہیں ٹی وی کے پروگراموں نے اور وی سی آر (وڈیو کیسٹ ریکارڈر) نے بچوں سے لے کر بوڑھوں تک سب کے جذبات میں تلاطم پیدا کردیا ہے بے حیا ماں باپ بچوں کے ساتھ بیٹھ کر یہ سب اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں اور بچوں کو دکھاتے ہیں جن حکومتوں کے سربراہوں کا دعوی ہے کہ ہماری اسلامی حکومت ہے ان کے پروگراموں میں اور یورپ امریکہ کے پروگراموں میں کوئی فرق نہیں۔ وی سی آر بازاروں میں فروخت ہو رہے ہیں دینداری کے دعویدار بھی اپنے بچوں کو اس سے منع نہیں کرتے۔ پورا معاشرہ عریانی و فحاشی کی راہ سے گذر رہا ہے۔ پرانے قسم کے جو کچھ لوگ باقی ہیں وہ نئی نسل کے نوجوانوں کو دیکھ کر گھلتے ہیں اور قرآن وحدیث کی عفت و عصمت کی تعلیم نوجوانوں کو پسند نہیں بے حیائی کے داعیوں نے عامۃ الناس کو اس سطح پر لاکر کھڑا کردیا ہے کہ پیچھے مڑنے اور حیاء و شرم اختیار کرنے کے لئے بڑی محنت کی ضرورت ہے گزشتہ زمانوں میں کوئی شخص زنا کرتا تو چھپ چھپا کر کرتا تھا اور اس طرح کا پیشہ کرنے والی عورتوں کو بھی بری نظر سے دیکھا جاتا تھا معاشرہ میں اس کے لئے کوئی جگہ نہ تھی لیکن آج تو عفت و عصمت حیاء و شرم عیب بن گئی ہے اور بے حیائی اور فحاشی وعریانی ہنر اور کمال سمجھی جارہی ہے اور اسے معاشرہ کا جزّ و اعظم سمجھا جاتا ہے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مسلمانوں کو دیکھو کہ خاتم الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اُمتی ہونے کا دم بھرتے ہیں اور اولیاء شیطان ہنود اور یہود و نصاریٰ کے نکالے ہوئے اور پسند کئے ہوئے طریقوں کو دل و جان سے قبول کرتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات پر عمل کرنے سے جان چراتے ہیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

اے مسلمانو! ہوش میں آؤ قرآن کریم پر فدا ہوجاؤ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہدایتوں پر مر مٹو صالحین میں شمار ہوجاؤ شیطان سے اور شیطان کے آلہ کاروں سے بے حیائی پھیلانے والوں سے اسلامی تعلیمات کے خلاف چلنے کی تعلیم

دینے والوں سے ہمیشہ کے لئے دور ہو جاؤ اپنی اولاد کو بھی ان سے دور رکھو اسلام پر جیو اور اسلام پر مرو۔ شیاطین الانس والجن تمہارے دشمن ہیں ان سے دوستی نہ کرو دشمن کو دشمن ہی سمجھو۔ واللہ الموفق والمعین۔

العبد المحتاج الی رحمۃ ربہ
محمد عاشق الٰہی عفا اللہ عنہ وعافاہ
وجعل آخرتہ خیراً من اولاہ

536